SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, June 16, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr.Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والذین استجابوالربہم واقاموا الصلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینھم و مما رزقنٰھم ینفقون - والذین اذآ اصابھم البغی ھم ینتصرون - وجزواسیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ انہ لایحب الظٰلمین- ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیھم من سبیلo انما السبیل علی الذین یظلمون الناس و یبغون فی الارض بغیر الحق اولئک لھم عذا ب الیمoولمن صبر و غفران ذٰلک لمن عزم الامور

ترجمہ۔ اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم رکھی اور ان کا

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, June 16, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr.Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

والذین استجابو الربہم واقاموا الصلوٰۃ وامرھم شورٰی بینہم و مما رزقنٰہم ینفقون - والذین اذآ اصابہم البغی ھم ینتصرون - وجزواسیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ انہ لایحب الظٰلمین- ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیلo انما السبیل علی الذین یظلمون الناس و یبغون فی الارض بغیر الحق اولئک لھم عذاب الیمoولمن صبر و غفران ذٰلک لمن عزم الامور

ترجمہ: اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم رکھی اور ان کا

کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے اور ہمارے دیے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں اور وہ کہ جبانہیں بغاوت پہنچے بدلہ لیتے ہیں۔ اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی ہے تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے بےشک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو ۔ اور بے شک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا ان پر کچھ مواخذہ کی راہ نہیں۔ مواخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پرظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور بےشک جس نے صبر کیا اوزبخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۔

جناب چیئرمین، جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل علٰی محمدو آل محمد۔ I will read the leave applications.

Leave of Absence

جناب چیئرمین، پروفیسر ساجد میر ملک سے باہر ہونے کی بنا پر ۴ تا ۱۱ جون اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لئے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، سید جاوید علی شاہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۴ جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب مشاہدحسین سید ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ ۱۴ جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، انجینئر رشید احمد خان نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۴ تا ۱۷ جون کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب رضا محمد رضا نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ ۱۴ تا ۱۷ جون کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب الیاس احمد بلور صاحب نے مورخہ ۱۱، ۱۴ اور ۱۵ جون کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: And we are happy to see our colleague Mr. Babar Awan with us the issue of quick recovery. I will seek ممبروں سے تعاون، کیونکہ آج آخری دن ہے۔ ابھی تک ہمارے پاس تقریباً 25 speakers ہیں اور attendance کم ہے۔ اب جو نہیں ہیں تو ان کے نام ہم drop کرتے جائیں گے۔ پہلے بھی جو نہیں تھے وہ ہم نے drop کر دیے ہیں۔ جن لوگوں نے آج پہلے بولنے کے لئے ہمیں کہا تھا ان کو ہم priority دیں گے۔ Time ہوا تو پھر اور دیکھ سکتے ہیں لیکن وقت کی سختی سے پابندی ہو گی۔ جیسے ہی time ختم ہوگا میں دوسرے speaker کا نام لے کر بلا لوں گا۔ آپ کا تعاون مجھے اس میں چاہیے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد ایوان)، جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کروں کہ اگر شروع میں جو ممبران موجود ہیں۔ آپ ان کے نام پہلے لے لیں تا کہ سب کو موقع ملے۔

جناب چیئرمین، بالکل، ایسے ہی کروں گا۔ پہلے جیسے کرتے رہے، لیکن یہ ہے کہ جنہوں نے ہمیں پہلے کہا ہوا تھا کہ آج ان کو priority دیں گے اور جو نہیں تھے اگر آخر میں

وقت ملا تو پھر ان کو بھی time دیا جائے گا۔ کیونکہ آج ہمارا آخری دن ہے۔ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب سے میں عرض کرتا ہوں کہ وہ آج ابتداء کریں۔ ہمارے بزرگ و مہربان ہیں۔

Further Discussion on the Budget 2008-09

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ آج ہماری coalition government نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس پر بحث کر رہے ہیں اور اس کے مختلف نکات پر اظہار خیال کر رہے ہیں۔ بجٹ جو ہمارے سامنے آیا ہے اور جیسے سب نے دیکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو حالات ہمیں ورثے میں ملے ہیں، جو مشکلات اور مسائل سامنے آئے ہیں۔ پھر تین مہینے کا عرصہ جو ہمیں ملا اور اس عرصے میں بھی یک جہتی کا فقدان تھا۔ ان تمام تر حالات کے باوجود جو میں سمجھتا ہوں کہ جو بجٹ آیا ہے جس پر ہم اظہار خیال کر رہے ہیں۔ شاید ان حالات میں اس سے بہتر بجٹ ممکن نہ تھا۔ ہم نے اپنے دوستوں سے بھی کہا، میٹنگوں میں یہ بھی گزارش کی کہ ہمارے بجٹ میں کچھ ایسی باتیں آنی چاہیے کہ لوگ اور قوم اور خاص طور پر جو پسماندہ طبقہ ہے اور جو غریب طبقہ ہے وہ اس بات کو محسوس کریں کہ ہاں گزشتہ کئی سالوں سے جو بجٹ آتے رہے ہیں وہ ایک آمر مطلق کے، فرد واحد کے حکم اور اس کے اشارے پر بنتے رہے ہیں۔ اب ایک قومی اور عوامی حکومت ہے اور وہ بھی ایسی حکومت کہ سیاستدانوں نے ماضی سے کچھ سیکھا ہے اور سب نے ملک کو جو مسائل درپیش تھے، جو challenges درپیش تھے ان challenges کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی تلخیاں بھلا کر اور یکجا ہوئے ہیں۔ تو یہ چیز بجٹ میں صاف ظاہر آنی چاہیے کہ غریب اور پسماندہ طبقے کو کیا relief ملا ہے۔ تھوڑا بہت جو میں سنتا بھی رہا ہوں یا دیکھا ہے۔ میں یہ 100% نہیں کہہ سکتا کہ یہ بجٹ عین قومی خواہشات کے مطابق یا اس سے کوئی بڑا relief ملا ہے یا جو ملک کے مسائل ہیں اور سالوں سے جو پسماندگی ہے اس کا خاتمہ ہو جائے گا، لیکن جو وقت ملا اور اس میں بھی جو وکلاء کے بحالی کے حوالے سے جو دو major پارٹیوں میں نقطہ نظر کا اختلاف رہا۔ جس کی وجہ سے یکسوئی نہیں ہوئی، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر یکسوئی ہوتی تو شاید اس سے بھی بہتر بجٹ آ سکتا تھا۔ بہرحال مجموعی طور پر اگر دیکھا

جائے تو نسبتاً بہتر بجٹ ہے اور جس پر عوامی طور پر ردعمل آیا ہے وہ بھی ملا جلا ہے لیکن پسماندہ طبقے کو بہرحال اور وہ لوگ جو بے روزگار ہیں یا بیوہ ہیں یا بالکل غربت کے لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں ان کے متعلق اس بجٹ میں وعدے کئے گئے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ یہ صرف کاغذوں کی حد تک بات نہیں ہوگی بلکہ ان پر عمل درآمد کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین! اقتصاد کا تعلق پالیسی سے بھی ہوتا ہے اور بدقسمتی یہ ہے کہ جب سے ہم نے آزاد ہوکر اپنا سفر شروع کیا ہے، منزل تک پہنچنے میں ہمیں مسلسل دقتیں پیش آتی رہی ہیں۔ وہ کس طرف سے، کہاں سے، کیسے اور کیونکر، یہ ساری چیزیں ہم سب جانتے ہیں اور ہمارا ہر فاضل ممبر اٹھ کر ان باتوں کو دہراتا بھی ہے۔ ہمارے اڑوس پڑوس میں یا دنیا میں بہت سارے ایسے ممالک ہیں جو ہمارے بعد آزاد ہوئے ہیں، لیکن آج وہ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہیں اور یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ جو ملک ایٹمی صلاحیت حاصل کر لیتا ہے تو اس ملک کی طرف کوئی میلی آنکھ سے دیکھ نہیں سکتا۔ کوئی دشمن اس کے بارڈر کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا مگر ہم گزشتہ چھ سال سے دیکھ رہے ہیں کہ جس امریکا کا اتحادی بن کر خطے میں ہم نے اپنے مفادات قربان کئے اور پھر ان کے کہنے پر اپنے لوگوں کا قتل عام کیا۔ ان کے کہنے پر ہم نے سب کچھ کیا۔ انہوں نے ہمیں non-NATO دوست قرار دیا۔ ہم اس پر بڑے خوش تھے۔ پاؤں زمین پر نہیں لگتے تھے کہ امریکہ نے ہمارے متعلق اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

جناب چیئرمین! ان تمام خدمات کے باوجود اس خدمت گزاری کے باوجود جو کچھ پاکستان کے ساتھ ہوتا رہا کم از کم اس دورانیے میں تو نہیں ہونا چاہیے تھا کہ پاکستان نے افغانستان کے خلاف اس نام نہاد جنگ میں ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔ Intelligence support, logistic support اور air bases ان کے حوالے کیے اور ہماری Air Force کے Chief نے اس وقت انکار کیا تھا تو اسے بارہ دن تک حبس بے جاہ میں رکھا یعنی گھر میں نظر بند کیا گیا۔ جب مجھے پتا چلا اور میں نے Press Conference کی تو حکومت بلکہ جنرل پرویز مشرف کے order پر Corps Commander بلوچستان کو کہا گیا کہ یہ شخص وزیر بھی رہا ہے، MNA بھی رہا ہے، اس کے خلاف corruption کا case ڈال دو اس نے تو فوج کے خلاف

ایسی بات کی ہے۔ جنرل پرویز مشرف صاحب فرماتے ہیں کہ پوری قوم میرے ساتھ ہے، فوج میرے ساتھ ہے، میں نے کہا کہ کہاں گیا جنرل عثمانی، کہاں گئے آئی ایس آئی کے ڈی جی۔ میں کہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ فوج بھی نہیں ہے اور تم کہتے ہو کہ میرے ساتھ پوری قوم ہے۔ اس سے صاحب بڑے ناراض ہوئے۔ جب انہوں نے پورے بلوچستان میں اور پورے پاکستان میں چھان مارا کہ یہ تو فقیر آدمی ہے اور اس کے پاس رومال اور واسکٹ کے علاوہ نہ کوئی اس کا بنک بیلنس ہے، نہ کہیں گھر ہے تو اس کے بعد ہر تقریر پر بغاوت کا مقدمہ قائم کیا گیا۔ جب میں گرفتار ہوا تو اس وقت میرے اوپر سات بغاوت کے مقدمات قائم کئے گئے تھے۔

جناب چیئرمین! ہم نے اپنے لوگوں کو بھی ناراض کیا، نقصان پہنچایا۔ جامعہ حفصہ کوئی کل کا مدرسہ نہیں تھا جو کل قائم ہوا تھا۔ سی ڈی اے والوں کو کوئی الہام نہیں ہوا کہ بیس سال سے یہ مدرسہ چل رہا ہے، اس وقت قانونی تھا اور آج غیر قانونی ہے، اسے اڑا دیا جائے۔ یہاں پر پڑھنے والے معصوم بچوں کو تہہ تیغ کیا جائے۔ جناب چیئرمین! یہ تمام تر خدمت گزاری کرنے کے باوجود آج ہماری سرحدات کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ جو ملک ایٹمی قوت بن جاتا ہے اس کے سرحدات کی خلاف ورزی اس طرح نہیں ہوتی۔ جو قوم ایٹمی اقوام کی صفوں میں شامل ہوتی ہے وہقوم ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوتی ہے۔ آج بھی پنتیس فیصد پاکستانی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ ان غرباء کے لیے کبھی ہم نے سوچا۔ آج میں دعوے سے کہتا ہوں کہ پچیس لاکھ بچے اور بچیاں دینی مدارس میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ جو حکومت پر بوجھ نہیں ہے، جو قوم پر بوجھ نہیں ہے۔ یہ قوم کے وہ بچے اور بچیاں ہیں کہ وہ یا تو یتیم ہیں یا انتہائی غریب ہیں جو سکول کی فیس ادا نہیں کرسکتے۔ سکول کا یونیفارم خرید نہیں سکتے۔ سکول کی کتابیں خرید نہیں سکتے۔ ہاسٹل کا خرچہ برداشت نہیں کرسکتے۔ قوم کے سارے بچے دینی مدارس میں پڑھ رہے ہیں۔ آج وہ بھی ہمارے لیے ناقابل برداشت ہو رہی ہیں۔ ساٹھ سال میں کچھ نہیں تھا کہ آج یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ تخریب کاری کے اڈے اور دہشت گردی کے مراکز ہیں۔ ان مدارس میں بھی وہ جو دیوبندی مسلک کے ہیں۔ میں اس تفریق کو نہیں مانتا لیکن ان کی بات کو quote کرتا ہوں۔ اگر دیوبندی مسلک کے لوگ ہیں تو دیوبند تو ہندوستان میں ہے۔ ہزارہا مدارس

ہندوستان میں ہیں۔ آج تک آپ نے نہیں سنا ہوگا کہ انڈیا والوں نے دیوبند والوں کو کہا ہو کہ تمہاری شرارت سے کشمیر میں بے چینی ہے، تمہاری وجہ سے افغانستان میں بے چینی ہے، تمہارے وجہ سے فلسطین اور عراق میں بے چینی ہے۔ ہم اس ادارے کو بند کرتے ہیں۔ آج تک آپ نے بھی نہیں سنا ہوگا بلکہ یہاں پر کسی نے بھی نہیں سنا ہوگا اور وہ ہاتھ اٹھا کر یہ کہے کہ انڈیا نے یہ کہا ہے۔ انڈیا کا وزیر داخلہ بیان دیتا ہے کہ دینی مدارس سے اچھے لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ ہمارا وزیر داخلہ بیان دیتا تھا کہ دینی مدارس سے دہشت گرد پیدا ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھ لیجیئے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری ، دارالعلوم دیوبند، مولانا اسد مدنی کی یاد میں ایک فنکشن ہو رہا تھا تو اس میں انڈیا کے وزیراعظم، انڈیا کی تمام شخصیات، سونیا گاندھی سارے لوگ اس تقریب میں شریک تھے۔ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ جس ملک میں امن ہوتا ہے اس ملک میں خوشحالی آتی ہے۔ ہمارے ہاں امن کو بگاڑنے میں بھی ہمارے اداروں کا ہاتھ ہے۔ میں ایک بات عرض کرنا چاہ رہا ہوں شاید پہلے بھی عرض کیا ہو، دہرانا نہیں چاہتا لیکن چونکہ اس پر میں چل رہا ہوں، میں آپ کا کم سے کم وقت لوں گا۔ جو عام ممبر لیتے رہے ہیں اس سے بھی کم لوں گا۔

جناب چیئرمین! آپ نے بھی دیکھا اور پوری دنیا بھی دیکھ رہی تھی کہ سابق وزیراعلیٰ اکرم خان کے دفتر میں ایک ادارے کا اہلکار بم رکھتے ہوئے پکڑا گیا۔ اس ادارے کا ڈی جی اس کو تھانے سے لے گیا۔ اب آپ بتائیں کہ ملک کے ادارے جو ملک دشمنی پر نظر رکھنے کے لیے بنائے گئے ہوں، فساد پھیلانے پر نظر رکھنے کے لیے ان کی ذمہ داری ہے وہ اس وقت کے چیف منسٹر کے دفتر میں جا کر بم رکھ رہا ہے۔ یہ الزام نہیں ہے بلکہ یہ آدمی پکڑا گیا ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جس ملک میں امن تہہ و بالا ہوگا اس ملک کی معیشت کی ترقی نہیں کر سکے گی۔ یہاں پر کہا گیا کہ یہاں پر کوئی investment نہیں ہو رہی۔ investor یہاں سے بھاگے جا رہے ہیں اور اربوں روپے باہر منتقل کئے جا رہے ہیں۔ آخر وجہ کیا ہے؟ یہ ریاست کی ذمہ داری ہے۔ ہمیں اپنی پالیسیوں کا از سر نو جائزہ لینا ہوگا۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ دہشت گردی کی نام و نہاد

جنگ کا جو ہم حصہ بنے ہوئے ہیں وہ تو عیاشی کر رہے ہیں ۔ امریکہ عراق سے تیل نکال کر لے جارہا ہے، برطانیہ ، مغرب اورمسلمان اس کا حصہ بنے ہوئے ہیں۔ افغانستان میں جو معدنی ذخائر ہیں ان پر ان کا قبضہ ہے ان کا کیا بگڑ رہا ہے۔ اس کی وجہ سے ہمارے ملک کی جو صورتحال ہے۔ جناب چیئرمین! آپ کے بھی جوان بیٹے ہونگے، آپ کی بھی اولاد ہوگی، کوئی اٹھارہ ، بیس، بائیس سال کا ایک لڑکا، اس کو یہ کیا پڑی ہے کہ وہ پیٹ پر بم باندھ کر اپنے ٹارگٹ تک پہنچتا ہے، اپنے آپ کو بھی ختم کرتا ہے اور اپنے مخالفوں کو بھی ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی کیا مجبوری ہے؟ کبھی ہم نے یہ پوچھا کہ اس کی بیماری کیا ہے؟ کیونکر ایسا ہو رہا ہے؟ بلوچستان کے لوگ جو پہاڑوں میں جا کر بسے ہیں۔ غاروں میں، دروں میں بسے ہیں، ان کی مجبوری کیا ہے، ان کیمشکل کیا ہے کبھی ہم نے سوچا؟ کبھی ہم نے ان سے پوچھا کہ خوشحال گھرانے کے لوگ پہاڑوں میں کیوں بسنے لگے ہیں۔ ان کی کیا مشکل ہے؟ کبھی نہیں پوچھا۔ یہ ملک دشمن ہیں، یہ خودکش بمبار ہیں یہ دہشت گرد ہیں، بس۔ یہ بات کہہ کر حقائق سے صرف نظر کرتے ہیں۔ کیا ہم نے کبھی یہ سوچا کہ یہ کسی ناانصافی کا نتیجہ تو نہیں ہے۔ امیروں کے لیے انصاف کے پیمانے الگ اور غریبوں کے لیے الگ۔

جناب چیئرمین! جب تک ہمارے ملک کے اندر امن قائم نہیں ہوگا اس وقت تک ہماری معیشت ترقی نہیں کرے گی۔ ان حالات میں، تین مہینے کے مختصر دور میں جو بجٹ آیا ہے میں اسے کامیاب نہیں بلکہ بہتر بجٹ کہہ سکتا ہوں۔ پھر اس پریشانی میں، میں مبتلا نہیں ہوں کہ بجٹ پیش کیا اور ہماری کوئی ذمہ داری تھی بلکہ ہمیں ان چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے اور ان کے لیےحکمت عملی تیار کرنی چاہیے اور دانشمندی ، دوراندیشی سے فیصلے کرنے چاہئیں جز وقتی فیصلے نہیں ہونے چاہیے۔ جذبات کی روشنی میں فیصلے نہیں ہونے چاہیے۔ قائد ایوان تشریف فرما ہیں ججوں کے معاملہ میں الجھ گئے ہیں۔ ہم چھوٹی پارٹیاں ان کو کہہ رہے ہیں کہ ججوں کا مسئلہ خالصتاً آئینی مسئلہ ہے۔ چاروں پارٹیوں میں آئینی ماہرین موجود ہیں۔ آپ کمیٹی بنائیں اور ان کو ہدف دے دیں کہ ہفتہ دس دن میں آپ نے یہمسئلہ حل کر کے ہمیں پیش کرنا ہے۔ کہ یہ قرارداد کے ذریعے بحال ہو سکتے ہیں، ایگزیکٹو آرڈر کے ذریعے بحال ہو سکتے ہیں یا

آئینی پیکج کے ذریعے بحال ہو سکتے ہیں۔ یہ ان کے حوالے کر دیں، آپ مملکتی امور پر توجہ دیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ اپنی توانائی صحیح طور پر صرف کر رہے ہیں۔ بہرحال coalition کا حصہ ہوتے ہوئے میں یہ بات ضرور quote کرنا چاہوں گا کہ ہمیں جذبات سے ہٹ کر حالات کو سامنے رکھ کر، دوراندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملک کے مستقبل کے لیے اچھے اقدامات کرنے چاہئیں۔ خاص طور پر امن و امان کے لیے ہمیں پوری توانائی صرف کرنی چاہیے تاکہ ہمارے ملک کے اندر امن ہو، ہمارے investor کو اطمینان ہو کہ ہمارا سرمایہ یہاں پر محفوظ ہے تو آپ دیکھیں گے کہ ہمارا ملک ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو سکتا ہے یا نہیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا، انہی کلمات پر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جسٹس عبدالرزاق تھہیم۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Chairman, I am grateful to you for giving me time. Before I start my speech, I have got two little grievances. Dr. Malik and myself sitting in that side, TV has always ignored us. We don't want publicity but we should know that we are present here and we are attending the Senate session.

Mr. Chairman: We will certainly.

Senator Justice (Retd.) Abdul Razzak Thahim: We have never seen that they come here. I don't know what is that. Second, sir, because we are on the back side, we don't see in the papers that we were present and we both have spoken at all on something.

we have spoken in the یہ تو دور کی بات ہے کہ کیا بولا کیا نہیں بولا مگر یہ تک نہیں آیا کہ

Senate or we were sitting like dummy. میں عرض کر رہا ہوں کہ برائے مہربانی ٹیوی والوں سے بھی کہیں کہ تھوڑا سا خیال کریں اور ایسا نہ کریں۔ یہ میرے opening remarks تھے اور یہ ایک عرض تھی۔ ٹھیک ہے کہ یہ mandatory ہے مگر they should be very fair to everything and everybody.

جناب والا! تین، چار دنوں سے میرے بھائی discuss کر رہے ہیں، Leader of Opposition نے کل current policy کی detail دی تھی اور دوسرے بھائیوں نے بھی کی، میں ان کو repeat کرنا نہیں چاہتا کیونکہ repetition میں فائدہ نہیں ہے کیونکہ وہ record پر پہلے آ گیا ہے۔ میں کچھ issues جو آج کل controversial بنے ہوئے ہیں، ان پر تھوڑا عرض کرنا چاہتا ہوں۔

پہلا جو بجٹ میں ہے، there is increase in the number of Supreme Court's Judges from 17 to 29. یہ increase کریں لیکن کوئی justification دکھائیں۔ Justification یہ ہے کہ غریبوں کے cases کو چلائیں۔ آج کل آپ record دیکھیں پچھلے ایک سال کا، سپریم کورٹ فقط Constitutional petitions of political parties deal کرتی رہی ہے، کوئی bench بھی نہیں بناتے تاکہ death sentence والے cases چلیں یا کسی litigant کے چلیں۔ اتنے civil cases پڑے ہوئے ہیں جو بیس سالوں میں بھی حل نہیں ہو سکتے۔ اسی لیے میں عرض کر رہا ہوں کہ جب 17 judges تھے تب بھی نہیں کیا تھا، اب 29 judges ہوں گے تو کتنا خرچ ہوگا اور یہ جو 29 judges ہوں گے، it is political اور یہ فقط proposal ہے in the budget. But this increase could only be run by Article 177 by the Majlis-e-Shoora, by Act. اور یہ National Assembly matter میں بھی آئے گا اور ادھر سینیٹ میں بھی آئے گا، اس وقت اس پر discuss کریں گے کہ کیا justification ہے کہ ان تمام 29 ججوں کو چلانا ہے یا کچھ اور بات ہے۔ لہٰذا میں عرض کروں گا کہ یہ جو proposal ہے، it is not acceptable to us. یہ تو ہوگیا judges کے لیے کیونکہ لوگ پوچھ بھی رہے تھے اور Press بھی پوچھ رہا تھا۔

دوسرا مسئلہ جو میں بڑے دکھ سے کہہ رہا ہوں کیونکہ یہاں Law Minister بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ busy ہیں اس وقت، وہ سن نہیں رہے ہیں، میں legal matters لے رہا ہوں۔ دکھ سے اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آپ کتاب کھول کر دیکھیں، آج کل ایک issue بنا ہوا ہے اور ایک sensitive issue ہے، advocates کے لیے بھی اور جج صاحبان کے لیے بھی ہے، دونوں کے لیے میرے دل میں بہت عزت ہے۔ میں ایک وکیل ہوں۔ میں نے سارے aspects دیکھے ہیں۔ میں پہلے سے کہہ رہا تھا کہ Commission مقرر کریں۔ اس معاملے پر Commission کی ضرورت ہے۔ اس package پر deliberation ہو۔ اس میں amendments بھی separate ہونی چاہئیں دوسری amendments سے۔ میں بڑے دکھ سے اور reluctantly quote کر رہا ہوں record سے کہ کچھ judiciary سے بھی ہمارے grievances ہیں۔ Mr. Naek, be attentive here.

جناب چیئرمین: وہ notes لے رہے ہیں۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم: جونیجو case تھا۔ Saifullah case, Junejo Government's dissolution, High Court کی judgement آئی اور judgement میں یہ آیا کہ dissolution is illegal but no restoration, no relief. جناب والا! کیا یہ ظلم نہیں ہے؟ ایک چیز غلط ہے اور اس کا relief نہیں مل رہا ہے اور پھر یہاں پر بات ختم نہیں ہوتی، ابھی تو مشرف صاحب کچھ نہ کچھ بول رہے ہیں۔ جنرل صاحب بھی ٹی وی پر آ گئے ہیں۔ میں جنرل اسلم کو quote کروں گا۔ جنرل اسلم نے Faleiti's میں press conference بھی کی کہ میں نے جاکر judiciary پر influence کیا کہ وہ جونیجو government restore نہ کریں اور judiciary نے مان لیا۔ یہ ہو سکتا ہے؟ ایک جنرل کہتا ہے کہ I am within jurisdiction. تو پھر مشرف کو کیا دوش ہے۔ سب جنرل ایسے کہیں گے کیونکہ سپریم کورٹ کی judgement میں ہے اور پھر سپریم کورٹ کے پانچ جج صاحبان نے ہمت کر کے contempt کا notice نکالا۔ اس کی چھوٹی سی judgement بھی میرے پاس ہے۔

"Though he is found guilty of contempt inspite of that proceedings dropped."

جنرل صاحب اس پر بھی خوش نہیں ہوئے۔ جنرل صاحب نے کہا No, I was within my jurisdiction to ask the judiciary not to do something. ہم بھول گئے؛ یہ چیزیں بھول گئے ہیں؛ ہمارا grievance judiciary سے بھی ہے۔ پھر review file ہوتا ہے اور دوسرا Chief Justice آتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کا معاملہ proceedings سے drop ہو گیا۔ وہ بھی drop کر دیتے ہیں کہ نہیں یار ٹھیک ہے، صحیح تھا۔ جب جنرل سپریم کورٹ پر influence کرتے ہیں تو پھر judiciary کہاں جائے؛ کونسا راستہ ہے جس پر ہم جائیں۔

اس کے علاوہ بہت سے cases ہیں، ایک نہیں ہے اگر quote کرنے نکلیں۔ سپریم کورٹ پر حملہ ہوتا ہے، میں سیاسی باتوں پر نہیں جاتا۔ ساری دنیا دیکھتی ہے، ٹی وی ہے اور سپریم کورٹ کہتی ہے کہ evidence نہیں ہے۔ سپریم کورٹ خود کو بھی نہیں بچاتی حالانکہ دنیا دیکھ رہی ہے۔ پھر دوسرا Chief Justice open کرتا ہے اور nominal ایک ماہ کی سزا دیتا ہے۔ Is it judiciary? Competent تو یہ اپنی بھی نہیں اور contempt میں وہ یہ کر رہے ہیں۔ اسی لیے میری proposal یہ تھی کہ Commission بننا چاہیے۔ جسٹس کھوسو، جسٹس منیر sitting judges ہیں اور چیف جسٹس کہتا ہے نہیں، ان کو کام نہ دو، بیٹھے رہیں۔ اور میرے پاس letters ہیں، میں نے کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ میں نے فاروق نائیک کو بھی دیا ہوا ہے کہ چیف جسٹس کہتا ہے کہ ان کو سیکریٹری بھی نہ دو، کار بھی نہ دو یہ بیٹھے بٹھائے تنخواہ لیتے رہیں۔

کیا یہ بھی judiciary کا کام ہے؟ I was in the negotiation between Mohtarma Benazir and Sajjad Ali Shah. Slogan آتا ہے کہ وزیر فلاں زندہ باد۔ کیا یہ بھی judiciary کا کام ہے؟ With great respect جو اس side پر بیٹھے ہوئے ہیں، یہ پیپر ہے جس میں ہے کہ ایک جج کو politicians نے ایک سو بیس منٹ ٹیلی فون پر from time to time کہا کہ زرداری کو، بے نظیر کو سات سال سزا دو۔ وہ بے چارہ کہتا ہے کہ نہیں، maximum سزا نہیں ہوتی، کچھ کم کریں۔ انہوں نے کہا نہیں Monday تک اگر یہ سزا نہیں دی تو تم بھی

جیل میں اور تمہارا Chief Justice بھی جیل میں ہوگا۔ یہ cutting ہے۔ جو چاہے میں اس کو دے دوں' recorded ہے۔ کسی کو ہمت ہوئی ہے۔ تو judiciary کو بھی اپنا قبلہ سیدھا کرنا چاہیے کہ وہ انصاف دیں۔ ابھی ہم انصاف کے لیے لڑ رہے ہیں اور یہ بھی انصاف کا ریکارڈ ہے۔ اس لیے عرض کر رہا ہوں' فقط اسی لیے ہی کہا تھا کہ کمیشن مقرر کریں۔ کمیشن دیکھے کہ کون قصوروار ہے۔ کچھ کوتاہیاں judiciary کی ہیں' کچھ government کی ہیں اور اس کے علاوہ judiciary کے متعلق پانچ jurists کے views ہیں جن کی cutting میں نے کتاب میں ساری دی ہے۔ وہ پانچ' ڈاکٹر جاوید اقبال' وکلاء نے ان کے نام لیے ہیں' میں نام لینا نہیں چاہتا۔انہی نے judiciary کو خراب کیا ہے۔ رانجھا صاحب کا نام ہے' ڈاکٹر باسط کا ہے اور سب کے ہیں۔ چونکہ میں ان کو criticise کرنا نہیں چاہتا مگر انہوں نے judiciary کا second aspect بھی اپنے articles میں دیا ہے اور وہ articles challenge کرنے کی کسی میں ہمت نہیں ہوئی اور میں نے book میں بھی لکھا ہے۔ اس کو بھی challenge نہیں کیا گیا۔

میں جو عرض کر رہا ہوں Law Minister کو کہ کمیشن قائم کریں' آپ یہ package کیا لائے ہیں۔ judiciary کا package الگ سے لائیں اور political کا الگ۔ Constitution کے in all 278 articles ہیں - 52, 8th Amendment میں ہیں - 8th Amendment میں جناب! judiciary کا ہے - اس میں کہا گیاہے کہ 8th Amendment has come to 52 articles. ابھی یہ 82 لا رہے ہیں- یہ کتنی ہوگئیں 278 سے یہ کاٹ لیں تو باقی کتنے articles رہ گئے جو normally Constitution میں ہیں- اس لیے نیا Constitution بنے اس کے علاوہ اور تو کوئی بات ہی نہیں ہے- اسی لیے میں عرض کر رہا ہوں کہ judiciary کا معاملہ بڑی خوش اسلوبی سے طے کریں کہ دنیا جو دیکھ رہی ہے وہ اس کو نہ دیکھے۔

اس کے علاوہ میں کیا کہہ سکتا ہوں کیونکہ eminent lawyers بیٹھے ہیں' Law Minister بھی ہے' رضا ربانی صاحب بھی ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ restore by resolution ہو جائیں۔ کبھی Constitution by resolution بنتا ہے' کبھی بھی ایسا نہیں ہوتا کہ آپ by resolution سارا Constitution amend کر لیں۔ یہ جو 3rd November والی amendment

ہوئی۔ اس کے متعلق خود President Sahib کہتے ہیں کہ غلط ہے۔

میں نے President Sahib سے کہا کہ conspiracy ہو رہی ہے' اور باتیں ہو رہی ہیں۔ اس کے پیچھے بھی background ہے۔ وہ کسی نے دیکھا نہیں کہ کیوں یہ advice چیف جسٹس کو Supreme Judicial Council کو بھیجنے کے لیے کی۔ کیونکہ یہ advice جو 3rd November والی ہے وہ یہ ہے' میں آج اس floor پر کہتا ہوں۔ یہاں پر فاروق نائیک صاحب بھی شاید بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: فاروق نائیک صاحب بیٹھے ہیں۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم، ایک وکیل کو reprimand کیا گیا تھا۔ ججز صاحبان نے اس کا انتقام لینے کے لیے یہ advice President Sahib کو دی۔ President Sahib سیدھا سادا آدمی ہے' اس نے accept کر لی۔ تو background تو کسی نے دیکھا نہیں۔ ایسے ہی amendments آ رہی ہیں۔ اسی لیے 3rd November کا بڑا technical معاملہ ہے اور یہ legally غلط ہے۔ Constitution موجود ہے' سارے اسی Constitution کے لحاظ سے اس کو consider کریں گے ' National Assembly بھی کرے گی' یہاں بھی کریں گے ' eminent Lawyers بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ وہ کچھ کر کے judges کی restoration کا کوئی راستہ نکالیں گے اور نکالنا چاہیے۔ اس کے خلاف ہم نہیں ہیں کیونکہ اس میں سارے آ گئے' اچھے بھی آ گئے' برے بھی آ گئے۔

جناب! جب LFO کا مسئلہ آیا تھا تو ایک چیز ہوئی' میں نے Prime Minister Sahib کو اپنے interview میں کہا کہ دونوں parties Opposition and Treasury Benches کی کمیٹی بنائیں اور یہ کام اکٹھے بیٹھ کے unanimously کریں۔ ابھی یہ ہوگا کہ ہماری recommendations آ جائیں گی' government کی اپنی آ جائیں گی۔ اگر ہو سکے تو Opposition کو بھی confidence میں لے کر اچھی طرح سے لائیں کہ انصاف بھی ہو' Judges سے بھی نا انصافی نہ ہو' public سے بھی نا انصافی نہ ہو اور litigants سے بھی نہ ہو کہ

ان بے چاروں کے cases چلیں۔ تو اس legal position پر میری یہ عرض ہے۔ آپ کا time بڑا قیمتی ہے لیکن مجھے دوسرے subjects پر دو تین باتیں اور کرنی ہیں۔

جناب! یہ judiciary کا مسئلہ میں نے یہاں ختم کر دیا کیونکہ جب وہ package آئے گا تو پھر argument کریں گے۔ Education کے بارے میں میرے دوستوں نے بھی بات کی ہے ۔ جب تک primary, secondary, college education, university education. ... پرائمری کا تو حال برا ہے۔ سب نے کہا ہے، پرائمری کا تو خیال کیا نہیں جاتا نہ secondary کا کیا جاتا ہے۔ پہلے University Grants Commission تھا جس کو ختم کر کے Higher Education Commission بنایا ۔ ابھی نیچے سے ہی تعلیم نہیں ہو رہی تو Higher Education میں کیا جائیں گے کیونکہ ایجوکیشن منسٹر صاحب نہیں ہیں ، کوئی بھی نہیں ہے، یہ ہماری exercise in futility ہے۔ کوئی آفیسر بھی نہیں ہے تو ان کو concentrate کرنا چاہیے پرائمری سے سیکنڈری کالجز پھر ہائر ایجوکیشن آ جاتی ہے ۔ہائر ایجوکیشن کا جو سربراہ ہے ۔ اس کا منسٹر کا سٹیٹس ابھی شاید نہیں ہے ۔مالک ہیں ۔ پہلے اسمبلی میں آیا تھا کہ ۸ کروڑ روپے ان کے TA.DA پر ہیں۔بلین کی بجٹ ان سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اس کو رکھا ہوا ہے تو ایجوکیشن منسٹری ہے کہاں ؟ آج جنرل صاحب نہیں ہیں میں نے Cabinet میں بھی یہ سوال اٹھایا تھا کہ ہائر ایجوکیشن اور لوئر ایجوکیشن that part of the Ministry of Education. ابھی treasury Benches پر جو بیٹھا ہے اور سن رہے ہیں یا نہیں سن رہے ہیں تو ان کی مرضی ہے کہ یہ بھلے ہو، ہائر ایجوکیشن کو منسٹری آف ایجوکیشن کے تحت ہونا چاہیے ۔ابھی میں بجٹ بھی لایا ہوں ۔اتنا بجٹ منسٹری آف ایجوکیشن کا نہیں ہے جتنا ہائر ایجوکیشن کا ہے۔ Billion of rupees ہیں کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہے کہ کیا ہو رہا ہے، کیا نہیں ہو رہا ہے ۔تو جتنامہربانی کرکے اب میں عرض کروں گا کہ منسٹری آف ایجوکیشن ایک ہونی چاہیے ۔دو نہیں ہونی چاہئیں۔مجھے افسوس ہوتا ہے ----

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیئے۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم : میں اب بس ختم کروں گا۔یہاں کالا باغ ڈیم کا issue کچھ بھائیوں نے discuss کیا ہے ۔ یہ نیا issue نہیں ہے ۔یہ کیبنٹ میں بھی آیا تھا ۔ کیبنٹ میں یہ ہوا تھا کہ بھاشا ڈیم پہلے بنے۔پھر اس کی feasibility دیکھیں کہ کس کی ضرورت ہے یا نہیں ہے ۔سب منسٹرز کو بھاشا ڈیم کی جگہ پر لے گئے ۔ inauguration بھی ہوئی تو اس کی تو کوئی بات نہیں کرتا ۔ کالاباغ ڈیم controversial ہے ۔ سندھ کو reservations ہیں ۔ فرنٹیئر کو reservations ہیں ' بلوچستان کو reservations ہیں ۔ سینیٹ میں یہاں چاروں بھائیوں کی representation ہے ۔ مگرایک بھائی یا کچھ آدمیوں نے باتیں کی ہیں۔ مگر ان کے چیف منسٹر نے oath لیتے ہوئے کہا کہ نہیں سارے صوبوں کو ساتھ لے کر چلیں گے۔میں اپنے دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم کی جگہ پر سندھ میں بارہ ڈیم بنانے کا منصوبہ ہے جو بجٹ میں آ جائے گا۔ coal کے اتنے ذخیرے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کو ignore نہ کیا جاتا تو بجلی کا سارے ملک میں problem ہی نہ ہوتا ۔ابھی وہ coal کا شروع کر دیا ہے ۔ کیٹی بندر پر کام شروع کر دیا تھا ۔اس کو ختم کر دیا ہے ۔فیڈرل گورنمنٹ ابھی coal کو استعمال کرے تو بجلی کا کوئی problem نہیں ہوگا ۔ یہاں پر کالا باغ ڈیم کا issue اس انداز میں نہ لیں جب سارے کہتے ہیں کہ سارے صوبے اگر agree ہو جائیں۔تو پھر ہوگا یہی کیبنٹ میں ہوا کہ جب یہ فیصلہ ہوا کہ بھاشا ڈیم پہلے ہو' دوسرے ڈیمز بعد میں دیکھیں' ہمارا ایک کیبنٹ منسٹر غصے میں اٹھ کر فائل لے کر چلا گیا اور اس کو ہارٹ اٹیک ہو گیا تو وہ چاہتے تھے کہ کالا باغ ڈیم ہو ' تو بہت ساری چیزیں ایسی ہیں کہ کچھ کہنے کی بھی نہیں ہیں اور اس کا خیال بھی ہمیں کرنا چاہیے اور یہ province-wise issue نہیں کرنے چاہییں ۔یہاں سندھ اور We are federation, We are Pakistan.Our Sindhis are also Pakistan. Quaid-i-Azam was from Sindh and نے پہلے پاکستان کا ریزولیوشن پاس کیا ۔ Karachi, تو ایسے نہ کریں کہ ایک صوبہ خوامخواہ ناراض ہو کر خود کو expose کرے کہ ہم سندھ کے خلاف ہیں ۔سندھی پاکستان کے خلاف نہیں ہیں کسی ڈیم کے ' مگر جب ہمارے

interest ہوں تو ہم اس کا علاج جانتے ہیں ابھی بارہ ڈیمز بن رہے ہیں۔ coal تھرپارکر سے شروع ہو گیا ہے انشاء اللہ یہ معاملہ حل ہو جائے گا۔

جناب ! میری ابھی کچھ recommendations ہیں ۔پہلے تو میں گورنمنٹ کی جو اچھی چیزیں ہیں ۔ appreciate کروں گا۔ تنخواہیں ' پنشن conveyance allowance میں اضافہ ہونا چاہیے ۔ان کی ضرورت ہے مگر ججز کے لیے بھی کچھ مراعات ہونی چاہییں۔جناب! جب کوئی یہاں سے retire ہوتا ہے تو وہ M-1,M-2 تین لاکھ ' پانچ لاکھ یا contract پر ہوتا ہے ۔ PIA میں ہوں تو ان کو وہ مراعات ملتی ہیں ۔ابھی تک کم از کم یہ تو consider کریں کہ ججز جوڈیشری ایک ادارہ ہے ۔ان کو M-1, M-2 تک تو لے آئیں یا ان کی فیملی کے لیے پنشن اور دوسرے benefits ریٹائرمنٹ کے بعد لائیں ۔وہ مہربانی کرکے ضرور کریں۔ age کے لیے ایک package کا سنا ہے ۔ age of retirement کسی ملک میں ہوتی نہیں ہے ۔جب وہ ریٹائر ہوں۔ یہ اگر age بڑھاتے ہیں تو I have no objection. We recommend this age.

ایک تیسری بات جو ایک humiliation ہوتی ہے ۔جج ابھی retire ہوں گے 65/68 میں' پہلے بھی limit 62year تھی ۔ ریٹائرڈ ججز کو کم از کم بلیو پاسپورٹ دے دیں۔ VIP lounge تو دیں۔ بوڑھے آدمی لکڑی پر ہم چل رہے ہیں یا فیملی کو لینے آئے ہیں تو باہر کھڑے ہوئے ہیں اور جو دوسرے بیوروکریٹ ہیں یا دوسرے category کے تو میں نہیں کہتا وہ اندر جا کر اپنی فیملی وغیرہ کو لے کر باہر آ جائیں یہ مہربانی کرکے گورنمنٹ consider کرے کہ وہ VIP lounge ریٹائرڈ ججز کے لیے بھی ہو اور بلیو پاسپورٹ بھی انہیں دینا چاہیے ۔

جناب! جب باہر tour پر جاتے ہیں ۔ فارن آفس کے سیکشن آفیسر کا ڈپلومیٹک پاسپورٹ ہوتا ہے ۔سینیٹرز جو ہیں لاکھوں کے نمائندے ہیں۔ان کے پاس بلیو پاسپورٹ ہوتا ہے وہ جاتے ہیں مگر ریٹائرمنٹ کے بعد سینیٹر کو وہ بلیو پاسپورٹ نہیں دیا جاتا تو مہربانی کرکے آپ recommendation کریں پہلے بھی میں نے کہا کہ سینیٹر جب ریٹائر ہو تو عزت کے ساتھ' اس کے پاس بلیو پاسپورٹ اور وہ VIP کارڈ ہو اندر جانے کے لیے ۔یہ بھی میری recommendation ہے کہ کمیٹی اس کو بھی consider کرے کہ سینیٹرز کی بھی کوئی

عزت ہے۔یہ سب آپ کے colleagues ہیں ۔

(آوازیں ' سب نے حمایت کی)

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم ، کوئی تو کہتا ہے میں تو سینیٹر کی بات کر رہا ہوں ۔ابھی آپ نے سنا' سب ساتھ ہیں سب کی متفقہ recommendation ہے کہ VIP Card بھی ہونا چاہیے ' بلیو پاسپورٹ بھی ہونا چاہیے ۔ saving scheme کی دو تین categories ہیں۔ بہبود ہے۔ Savings بہبود کے لیے پہلے ۳۰ لاکھ کی limit تھی ----

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں۔ابھی بہت سے speakers رہتے ہیں۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم ، جی بس ' میں ابھی ختم کر رہا ہوں ۔ پہلےتیس لاکھ کی limit تھی یا تیس لاکھ جس گاؤں میں ہو اس کو زیادہ benefits ملے دس سال کے لیے ' تو میری عرض ہوگی کہ اس کو ۵۰ لاکھ روپیہ کیا جائے۔۳۰ لاکھ میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ وہاں safety کے لیے پیسے رکھیں اسی crisis میں ' اسی حالات میں ہم crisis میں جا رہے ہیں تو ہم انشاء اللہ گورنمنٹ کو اچھے کام کے لیے تعاون دیں گے جو بھی اچھے کام کریں گے۔ اس میں تعاون ہوگا ۔اس سے ہم نے ظاہر کیا ہے کہ ہم نے پرائم منسٹر کو unanimously elect کیا ہے۔ پرائم منسٹر کو بھی چاہیے کہ وہ اپوزیشن کا بھی خیال کریں ۔ دوسری پارٹیوں کے ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین ، میں ممبران سے پھر عرض کروں گا کہ وقت کی سختی سے پابندی کریں کیونکہ بہت سے ہمارے سپیکرز رہتے ہیں اور میں مقررہ وقت کے بعد نیا نام بلا لوں گا ۔

سردار جمال خان لغاری ۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔جناب چیئرمین صاحب ! آج بجٹ 2008-2009ء پر میں اپنے تاثرات بیان کرنے کی جسارت کروں گا۔ وہاں میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ بجٹ کیا وہی جماعت پیش کر رہی ہے۔جس کے بانی راہنما جناب شہید ذوالفقار علی بھٹو ہیں۔جنہوں نے روٹی کپڑا ' مکان کا نعرہ دیا تھا۔ وہ شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب

جنہوں نے غریب کی عزتِ نفس کو امیر کی عزتِ نفس کے برابر سمجھا تھا۔ آج تاریخ رقم ہو رہی ہے کہ وہی پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ غربا، مستحقین کی عزتِ نفس کو دفن کرنے کے در پے ہے۔ غربا کو اگر ہزار روپے کا فنڈ دینا ہی ہے تو پھر فی سبیل اللہ دیں۔ اسے محترمہ شہید کے نام سے منسوب کرنا، میں سمجھتا ہوں کہ سراسر زیادتی ہے۔ ماشاء اللہ، جس عجلت میں اور جن گوناگوں مصروفیات میں ہوتے ہوئے اور جتنی اہم وزارتوں کا قلمدان سنبھالے ہوئے مسٹر نوید قمر نے یہ بجٹ پیش کیا، میں ان تمام کے تمام bureaucrats کو سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے منسٹر صاحب کی لاج تو رکھ لی ، مگر ان غریبوں ، ان محنت کشوں ، ان ہاریوں، ان ہنرمند نوجوانوں ، ان ننھے معصوم بچوں ، ان ستم زدہ خواتین کے خوابوں کو چکنا چور کر کے رکھ دیا۔ بارہ سال کے بعد آنے والی گورنمنٹ کے ساتھ پاکستان کے سولہ کروڑ عوام کو بے پناہ توقعات وابستہ تھیں۔ مجھے تو یہی لگتا ہے کہ اس بارہ سال کے عرصہ میں ان کی leadership پر ایسا زنگ لگ گیا ہے کہ اب یہ جتنا بھی اس پر تیل ملیں، وہ زنگ دھل نہیں سکتا۔ پورے کے پورے بجٹ میں ایک implementable visionary idea بھی دور دور تک نظر نہیں آ رہا ہے۔ ایسا قحط الرجال میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا ۔ جناب چیئرمین صاحب! معاف کیجیئے ، میں آپ کی توجہ کا مستحق ہوں، ایک revolutionary idea سامنے آتا ہے اور وہ یہ کہ جس جس نے کالے دھندے سے black money حاصل کی ہے، اسے white کرنے کے لیے 2% incentive ادائیگی کی صورت میں دیا گیا ہے۔ سبحان اللہ، آخر یہ اسے revolutionary idea کیوں سمجھتے ہیں جب ایک NRO کے تحت 90 ارب روپے جو پاکستانی قوم کی لوٹی ہوئی رقم تھی، کو معاف کر دیا جاتا ہے تو آپ اس ٹولے سے کیا امیدیں وابستہ کر سکتے ہیں۔ آج تک پاکستان کا المیہ ہی یہی رہا ہے کہ تقریباً جتنے بجٹ آئے ہیں، ان میں اعدادوشمار کی jugglery, خوبصورت سے خوبصورت projects کا اندراج اور balance out کرنے کے نت نئے طریقے جو کہ financial experts اور economists کے minds کو balance out کر جاتے ہیں، رکھے جاتے ہیں۔ Ministries اپنی اپنی demands پیش کرتی ہیں۔ بجٹ میں ان کو خطیر رقوم allot کر دی جاتی ہیں۔ سال گزر جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چالیس فیصد سے زیادہ ان funds کی untilization کبھی نظر نہیں آتی ہے۔ ایسے

کئی projects ہیں۔ میں آپ کو اپنے ہی دور کی مثال دیتا ہے۔ میرا مطلب ان کو criticise نہیں کرنا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ بجٹ جو پیش کیا جاتا ہے، نہ تو اس میں کسی stake holder کے مشورے کو بروئے کار لایا جاتا ہے اور نہ ان سے مشورہ کیا جاتا ہے۔ صرف افسر شاہی ہی بجٹ در بجٹ تیار کرتی ہے۔ میں یہاں پر ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ ہمیں دو گلابی کتابیں دی گئی ہیں۔ اسی طرح کی ہمیں پچھلے سال بھی دو گلابی کتابیں پیش کی گئی تھیں۔ آپ ان دو گلابی کتب کے اوراق کی تعداد گن لیجیئے، یہ وہی ہے جو پچھلے سال تھی، آج بھی ان کے اتنے ہی اوراق ہیں۔ ایسے کئی projects ہیں جن کے لیے ایک ایک کھرب روپے allot کئے گئے لیکن اس میں ایک آنہ، سولہ آنے کا ایک روپیہ بنتا ہے، ایک آنہ کی اس میں untilization نہیں ہوئی۔ یہ قوم کے ساتھ ایک بھیانک مذاق ہے۔ آخر کب تک یہ ہوگا۔ Total chaos and mismanagement of budget نظروں سے گزرتی ہے۔ ایک آواز ایوانوں میں گونجتی ہےاور وہ صدا گم ہو جاتی ہے کیونکہ صمٌ، بکمٌ عمیٌ فھم لا یرجعون کی کیفیت سے نکالنے والا مسیحا ابھی تک نہیں آیا۔ قوم کی مجبوبیت کو دیکھ کر آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! ہم نہیں چاہتے کہ حالات اس نہج تک پہنچ جائیں کہ لوگ revolution کی بات کریں، ہم evolution کی بات کرتے ہیں، ہم سدھرنے کی بات کرتے ہیں۔ ہم ضمیر کو جنجھوڑنے کی بات کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک خود اپنی حالت بدلنے کا مصمم ارادہ نہیں کر لیتی۔

جناب چیئرمین! اس وقت پاکستان میں بے پناہ مسائل ہیں جن کی طرف اگر مخلصی کے ساتھ توجہ نہ دی گئی تو اس پاک وطن کی سالمیت کو شدید خطرات لاحق ہیں۔

ا۔ بڑھتی ہوئی گرانی نے ہر عام و خاص کی چیخیں نکال دی ہیں۔ اس کو control کرنے کے لیے حکومت کو فوری طور پر دو کام کرنے در کار ہیں۔

الف۔ منڈیوں میں ہر کسان کو اجازت ہو کہ وہ اپنی جنس کو direct صارف کو بیچے۔ middle man یا آڑھتی کا خاتمہ فوری طور پر مہنگائی کو نیچے لانے میں سنگ میل کا کردار ادا کرے گا۔

ب۔ آپ city governments اور district governments کو magisterial powers کے ساتھ لیس کریں تا کہ prices control کرنے میں یہ ایک اہم کردار ادا کر سکیں۔

۲۔ تعلیم کا issue بہت اہم ہے۔ موجودہ حکومت نے ایک بہت دلفریب نعرہ مارا ہے کہ سب کے لیے یکساں تعلیم۔ اس نعرے کو محض ایک نعرہ اس وقت تک کہیں گے جب تک اس کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے آپ ایک مصمم ارادہ نہیں کر لیتے اور وہ ایک قانون کی صورت میں بنے گا جہاں پر ہر MPA, ہر MNA, ہر ناظم، ہر سینیٹر، ہر وزیر، وزیر اعظم صاحب، صدر صاحب، بابو صاحب اور صاحب بہادر کا فرزند ارجمند اور دختر نیک اس گاؤں یا اس شہر کے اس پرائمری سکول میں تعلیم حاصل کریں۔ اس کے لیے آپ باور کرائیں گے کہ قابل ترین استاد یا استانی اس سکول میں ہر لمحہ حاضر باش ہو اور اپنی قابلیت سے آپ کے بچے کو علم کے زیور سے آراستہ کرے۔ اس سے پورے کے پورے سکول کا معیار بلند ہو جائے گا اور اگر اس principle کو صحیح معنوں میں implement کرانے میں یہ حکومت کامیاب ہو جاتی ہے تو ہمارے بانی پاکستان فخر کریں گے کہ آنے والی نسل پاکستان کی اصل محافظ اور معمار ہیں۔

۳۔ اب آبی ذخائر کی طرف آتے ہیں۔ better management of scarce water resource کی ضرورت ہے۔ بدقسمتی سے سب سے اہم issue کو یکسر اس طرح نظر انداز کیا گیا اور اسے اتنا متنازعہ بنا دیا گیا ہے کہ اب یہ پاکستان کا حساس ترین issue بن گیا ہے۔ جناب چیئرمین! میرا اشارہ کالا باغ ڈیم کی طرف ہے۔ کیا ہماری سوچ اتنی محدود ہو گئی ہے کہ ہم کالا باغ ڈیم کی technical گھمن گیریوں میں بھٹکتے رہیں گے اور اپنی اپنی انا کے تابوتوں میں مقفل ہو کر مٹی بن کر رہ جائیں گے۔ ہم نے ان national issues پر ہم آہنگی کو develop کرنا ہے۔ Statesmanship کو اجاگر کرنا ہے اور متبادل alternatives کو اختیار کرنا ہے کہ پانی کے قیمتی ذخائر پیدا ہوں اور پانی کے استعمال کو بہتر سے بہتر بنانا ہے۔ جس کے ضمن میں کچھ تجاویز دے رہا ہوں۔

الف۔ جناب والا! ایک انقلابی قدم کے تحت پاکستان کی تمام نہروں کو slabs lining کیا جائے۔ اس سلسلے میں اگر آسان شرائط سے foreign financial institutions and

donors سے قرضے بھی لیے جائیں تو بالکل جائز ہے۔ اس سے نہروں کا قیمتی پانی نہ صرف ضیاع سے بچ جائے گا بلکہ ملحقہ علاقے سیم اور تھور کی لعنت سے بھی آزاد ہو جائیں۔

ب۔ پاکستان کے تمام کھالوں کو پختہ کیا جائے۔ ہماری گورنمنٹ نے اس میں قابل تحسین پیش قدمی کی اور اس کا بہترین ثمر کسانوں کو ملا ہے۔ امید ہے کہ موجودہ حکومت بھی اس روش پر گامزن رہے گی۔ اطلاعاً عرض ہے کہ اگر ایک لاکھ بتیس ہزار کلومیٹر کچے کھالوں کو پختہ کر دیا جاتا ہے تو ڈھائی گنا کالا باغ ڈیم کا ذخیرہ آپ کے پاس ہر وقت مہیا رہے گا۔ یہ ایک ایسا solution ہے جو میں اپنے معزز قائد ایوان کو پیش کر رہا ہوں۔ وہ سنجیدگی سے اس پر اپنی research بھی کرلیں۔ اس میں، میں ایک لفظ کا بھی ہیر پھیر نہیں کر رہا، نہ میں اپنی تقریر میں بلند بانگ دعوے کررہا ہوں۔ وہ خود ریسرچ کر کے اپنی تشفی کرلیں اور اگر کالا باغ ڈیم کے ایشو کو پس پشت ڈالنا چاہتے ہیں، جو اتنا controversial بن گیا ہے، اگر اس پر ہم آہنگی پیدا کرنے کی صلاحیت سے آپ عاری ہیں تو پھر میں اس کا ایک بہترین متبادل پیش کر رہا ہوں۔ جناب والا! پاکستان میں کئی ایسے بنجر اور زرخیز علاقے ہیں جہاں محض ایک پانی لگنے سے پوری فصل، یعنی بوائی سے لے کر برداشت تک کے لیے کافی ہے۔ رودکوئی کا پانی بے پناہ آتا ہے اور ضائع ہو جاتا ہے، اس کو flash flood کے نام سے بھی جانتے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ disposal structure اور check dam کی صورت میں آپ لاکھوں ایکڑ اراضی کو سیراب کر سکتے ہیں۔ کنولا، جوار جیسی فصلیں برداشت کر سکتے ہیں جو نہ صرف قومی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ کر سکتی ہیں، بلکہ یہ بیروزگاری کے خاتمے کے لیے، ان تمام ان پڑھ لوگوں کے لیے ایک اہم معاشی ستون ثابت ہوسکتی ہیں۔ آج تک صحیح معنوں میں کاشتکار اور کسان کو educate ہی نہیں کیا گیا۔ ایک جاہلانہ سوچ سے پسا ہوا کاشتکار اپنے ایکڑ کو کل سیراب کرتا ہے۔ وہ اس وقت تک جناب والا! مطمئن ہی نہیں ہوتا جب تک ایک ایک انچ زمین اس کے ایکڑ کے پانی میں کئی کئی گھنٹے مکمل غرق نہ رہے۔ کاشتکار کو اب اس سوچ سے نکال کر drip irrigation کی طرف لانا ہو گا۔ Drip irrigation infrastructure develop کرنے کے لیے نہ صرف اسے تربیت دینا درکار ہے بلکہ Agriculture Development Bank of Pakistan کو پابند کیا جائے کہ ان

کے ایکٹر پر ان کو آسان ترین شرائط پر قرضے پہنچائے جائیں۔ اب میں زراعت کی بات کروں گا۔ چیئرمین صاحب!...۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھ لیجیے ۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری : جناب ! شکریہ۔ اس وقت موجودہ حکومت سمجھتی ہے کہ گندم کی قیمت چھ سو پچیس روپے من کر کے انہوں نے تیر مارا ہے ۔ کیا مارا ہے چوہدری صاحب؟ تیر مارا ہے ۔ ہاں! مارا تیر ہے، لیکن مارا کسانوں کے دلوں پر ہے، کسانوں کی امنگوں اور حسرتوں پر تیر مارا ہے ۔ آپ سمجھتے ہیں کہ کسان کاشتکار اتنا بھولا ہے ؛ اسے نہیں پتا کہ international wheat procurement price آٹھ سو پچھتر روپے من ہے ۔ میں حکومت کے بااختیار کو ، کیونکہ ایک بااختیار ہوتا ہے، اور سارے بے اختیار ہیں، میں حکومت کے بااختیار سے اپیل کرتا ہوں کہ خدا را آنکھیں کھولو ورنہ وہ دن دور نہیں کہ ایک برق رفتار، کسانوں کی آگ بھری جھلسا دینے والی آندھی آئے گی اور مجبوراً مجھے بھی ان کا ساتھ دیتے ہوئے اسی ایوان میں کہنا پڑے گا :

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

جناب چیئرمین ! پاکستان کے چوہتر فیصد عوام کا تعلق دیہی علاقوں سے ہے ۔ لا محالہ ان کا انحصار زراعت پر ہے ۔ ہمارا حکومت سے مطالبہ ہے کہ دیہی علاقوں میں بجلی پر فوری طور پر کسانوں کو subsidy دی جائے۔ امریکہ، جسے ہم نعوذ باللہ ایک super power سمجھتے ہیں۔ Super power ایک ہے ۔ خداوند باری تعالیٰ super power ہے ۔ امریکہ اگر اس وقت کسی شعبے کو سب سے زیادہ subsidy دیتا ہے تو زراعت کا شعبہ ہے ۔ ٹیوب ویلز پر flat rate کیا جائے تاکہ maximum productivity potential کو explore اور reach کیا جائے ۔ جس طرح فوڈ راشن کارڈ کا سسٹم شروع کیا گیا ہے، ویسے ہی کسانوں، کاشتکاروں کے لیے ان کے tractor کے لیے ڈیزل کارڈ شروع کیے جائیں۔ میں جناب بڑے بڑے زمینداروں کی بات نہیں

کر رہا، مجھے ضرورت نہیں ہے، لیکن چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں کو ڈیزل کارڈ کی اس وقت سخت ترین ضرورت ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ اس سے کتنے خوبصورت زرعی انقلاب کا موجودہ حکومت کو credit مل سکتا ہے ۔ کسان خوشحال، پاکستان کا مستقبل روشن انشاء اللہ۔ سننے میں آیا ہے اور یہ مجھے information ملی ہے اور رضا ربانی صاحب میرے خیال میں جانتے ہوں گے کہ آرمی کی جیپوں میں کیا ہو رہا ہے۔ سننے میں آیا ہے کہ آرمی کی جیپیں زیادہ سے زیادہ ڈیزل بیس روپے فی لیٹر سے چل رہی ہیں ۔ باقی سارا subsidize ہو رہا ہے ۔ At source is being subsidized یہی کسان پاکستان کی اندرونی سرحدوں کے محافظ ثابت ہوں گے، آپ انہیں خوشحال تو کریں ۔ آپ ان سولہ کروڑ عوام کو real benefit pass کریں پھر دیکھیں ایک قوم بن کر ابھریں گے یہ سولہ کروڑ عوام ۔ آج تک اس قوم کو لوٹا گیا۔ کبھی حسرتیں دے کر لوٹا گیا، کبھی جھوٹے وعدوں پر ٹرخایا گیا، کبھی آمریت نے روندا، کبھی جھوٹی جمہوریت شیر کی کھال میں بدترین آمریت بن کر سامنے آئی ، کبھی SRO نے کھایا اور کبھی NRO کی بھینٹ چڑھی۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔ Try to conclude

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب ۔ ہائے قوم!! پاک وطن کی قوم!! بدقسمتی سے اس ملک میں ، اس پاکستان کی پاک دھرتی پر آج تک زرعی ریسرچ پر کسی نے توجہ ہی نہیں دی، اگر دی گئی ہے تو سطحی طور پر دی گئی ہے۔ اس طرف ہمیں اپنے آپ کو جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ کرنا پڑے گا اور اس کے لیے ایک خطیر رقم مختص کرنا انتہائی ضروری ہے۔

ورنہ جس طرح کا global food crisis آرہا ہے، پاکستان کو اس سے شدید خطرہ لاحق ہے۔

آخری point sir ۔ جب تک پاکستان میں امن و امان کی فضا نہیں ہو گی، اس وقت تک بے چینی ہو گی ، عدم تحفظ ہو گا، مایوسی ہو گی، سڑکیں ویران ہوں گی، کاروبار ٹھپ ہو گا۔ چور، ڈاکو ، رہزنوں کا راج ہو گا اورکسی قسم کی سرمایہ کاری نہیں ہو گی۔ جب تک پولیس ڈاکوؤں کی رہنمائی کرے گی چوہدری صاحب!

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please try to conclude now.

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری ، تو مجبورا دلبرداشتہ ہو کر نہتے عوام قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے کر ڈاکوؤں کو پکڑ پکڑ کر زندہ جلائیں گے اور پھر لوگ، جو ایک زمانے میں نعرہ لگاتے تھے جنرل صاحب! پاکستان زندہ باد، وہ بھی مجبور ہو کر نعرہ لگائیں گے ، پاکستان سے زندہ بھاگ۔ جو afford کر سکتے ہیں، وہ پرائیویٹ ملیشیا اپنے تحفظ کے لیے رکھیں گے۔ یہ جینا بھی کیا جینا ہے چیئرمین صاحب! اس بگڑتی ہوئی law and order situation کو دیکھتے ہوئے، ہمیں چاہیے کہ انقلابی بنیادوں پر قوم کا اعتماد قانون نافذ کرنے والے اداروں پر بحال کریں اوراس سلسلے میں مقتدر حلقوں کو غور و خوض سے ہٹ کر عملی اقدامات کرنا درکار ہیں، میڈم گلشن سعید صاحبہ ! قسم ہے خدا کی، کہنے کو بہت کچھ ہے ۔ کہنے سے معاملہ درست ہوتا تو شاید یہ لوگ کبھی چپ نہ سادھتے ۔ اس شعر کے ساتھ اپنی تقریر اور آپ کے حوصلے اور پیمانہ صبر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اختتام کرتا ہوں ،

عمر دراز مانگ کر لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

جناب چیئرمین، مولانا راحت حسین ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، چوہدری صاحب اور وہ جانتے ہیں۔ ہمیں اس راز کا کیا پتا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین ، کیا point of personal explanation پر بولنا چاہتے ہیں؟ مولانا راحت حسین۔

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری ، جناب انہوں نے کچھ غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ایک تو جناب انہوں نے تیل کا ذکر کیا ہے۔

جناب چیئرمین، مولانا صاحب کو سنیے ۔ جی مولانا صاحب۔

سینیٹر مولانا راحت حسین : الحمد للہ رب العالمین، والصلوۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین۔ اما بعد فا اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (عربی) محترم جناب چیئرمین! آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے بولنے کا موقع دیا۔ بجٹ پر عام بحث اور گفتگو جاری ہے۔ چیئرمین صاحب سے درخواست ہے کہ House کو ذرا---

Mr. Chairman: Let us hear the honourable colleague please. Letus attend to him. Silence and order in the House please.

جی آپ بولیں، آپ کو سنیں گے۔

سینیٹر مولانا راحت حسین : ماہرین اقتصاد اور معیشت کے ماہرین نے یقینی بات ہے کہ اس پر محنت بھی کی ہو گی اور یہ سلسلہ پچاس سالوں سے جاری ہے کہ ہر سال اس غریب ملک کی تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں۔ جناب چیئرمین! بحیثیت پاکستانی ہمیں کسی کی نیت پر شک و شبہ نہیں کرنا چاہیے کہ یہ اس ملک سے مخلص نہیں ہے۔ ملک کے ساتھ اخلاص کے ساتھ ساتھ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے مفادات سے زیادہ مخلص ہوتے ہیں۔ ملکی مفادات، اجتماعیت، ملکی تقدس اور استحکام کو ثانوی حیثیت سے دیکھتے ہیں، پھر بھی اخلاص کے ایک درجے پر ہوتے ہیں اور ہمیں افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ملک کی معیشت یا ملک کا اقتصادی نظام اس لیے نہیں سدھر رہا اور سیدھی راہ پر گامزن نہیں ہو رہا کیونکہ ہم سودی نظام کے ایک خطرناک درجے اور شکنجے میں جکڑے ہوئے ہیں اور ہر وقت ہماری نظریں multi national companies, IMF اور World Bank پر جمی رہتی ہیں۔ جناب چیئرمین! جس ملک میں سودی نظام ہو، آپ خواہ جتنے بھی فلسفے پیش کر لیں، وہ ملک ترقی نہیں کر سکے گا۔ یہ صرف ایک پارٹی کی بات نہیں ہے کہ آج ایک کی حکومت ہے، ہمیں من حیث القوم اس کو دیکھنا چاہیے۔ اللہ رب العالمین کا فرمان ہے کہ سودی کاروبار اور سودی سسٹم کو اللہ رب العالمین ناپسند فرماتا ہے بلکہ اس کو حرام قرار

دیا۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ میں سود خور اور سودی کاروبار کو تباہ و برباد کر دیتا ہوں۔ اسوہ حسنہ اور اللہ رب العالمین کے احکامات کے مطابق جو نظام ہو' اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ میں خود اس کی تربیت کر دیتا ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ خود ایک چیز کا مُربّی ہو تو پھر اللہ رب العالمین کی تربیت میں کوئی کوتاہی نہیں ہے اور کوئی بھوک سے نہیں مرے گا کیونکہ رزق کا وعدہ تو اللہ رب العالمین نے کیا ہے لیکن وسائل کی تقسیم کار کو state کے ذمے کیا ہے۔ وسائل دیتے تو اللہ تعالیٰ ہیں لیکن اس کا طریقہ کار اور تقسیم' اسی احکام کے پیش نظر اس ملک میں جو ماہرین اقتصاد ہیں' ان کو کرنی ہے۔

جناب چیئرمین! سود کے حوالے سے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے بہت سے ارشادت ہیں اور اس House میں ہمارے بہت سے ساتھیوں نے بہت اچھے انداز سے تقریریں کی ہیں۔ میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر اور آپ کی کرسی سے اوپر جو اسمائے حسنہ لکھے گئے ہیں' ان کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ خدا کی قسم کوئی بھی ملک' کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا' جب تک وہاں پر سودی نظام ہو اوریہ اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے' ان کے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے اور وہ صادق المصدوق ہیں۔ (عربی) صادق المصدوق نبی اور پیغمبرعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ مسلمان نہیں ہو سکتا' کامل ایمان والا نہیں بن سکتا جس کو میں' میرا لایا ہوا نظام' میرے ارشادات اپنے آپ' اپنے والدین' اپنے بچوں' سارے جہاں اور ساری دنیا سے زیادہ عزیز نہ ہوں۔ اب دیکھ لیجیے کہ ہم پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے لائے ہوئے نظام کے ساتھ کتنا پیار اور محبت کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ سب سے اول مسئلہ ہے کہ سود کا نظام ختم ہو تو اس ملک میں فراوانی ہو گی۔

نمبر دو۔ کسی بھی ملک کے معاشی' اقتصادی اور سیاسی استحکام کا ضامن امن ہوا کرتا ہے اور اللہ رب العالمین نے یہ state کے ذمے لگایا ہے۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے (عربی) میں نے آپ کو خلیفہ بنایا تاکہ آپ لوگوں کو امن دے سکیں۔ جب کسی ملک میں بدامنی ہو' کسی گھر کے اندر بدامنی ہو' چھوٹا سا گھر ہو' اس میں چار بھائی ایک دوسرے سے لڑ پڑیں تو اس گھر کا امن بھی تباہ ہو جاتا ہے۔ اس میں جب بے اتفاقی ہو' ایک مشہور کہاوت ہے کہ اتفاق میں

برکت ہے اور جب بے اتفاقی ہو تو اس میں برکت نہیں ہو گی۔ ہر ایک اپنی sense اور اپنی سوچ کے مطابق اس ملک کو دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں' وہ ٹھیک ہے۔ جناب چیئرمین! جب ملک میں بدامنی ہو تو اللہ رب العالمین نے فرمایا (عربی) ایک ملک میں جب امن نہ ہو' ہمارے ملک کا امن پچھلے آٹھ بلکہ دس سالوں میں تباہ ہوا۔ ستر' اسی ہزار لوگ قتل ہوئے' جن میں سویلین' آرمی والے' قبائل اور راہ گیر بھی شامل ہیں' جب ایک ملک میں ستر' اسی ہزار لوگ قتل ہو جائیں تو اس ملک میں انقلاب آ جاتا ہے' پاکستان کو مقتل گاہ بنادیا گیا۔ جناب چیئرمین! نہ یہاں کسی کی آبرو محفوظ ہے' نہ دینی اقدار محفوظ ہیں' نہ دینی ذہنیت محفوظ ہے۔ جناب چیئرمین! میں رات کو آ رہا تھا' کل رضا ربانی صاحب کا فون بھی آیا اور میں اتنی دور تھا' میں رات کو ایک جنگل کے راستے سے آ رہا تھا' یقین جانیے چیئرمین صاحب! ساری رات میں نے سورۃ یٰسین اور آیت الکرسی کی تلاوت کی کیونکہ وہ وہاں سے کسی بھی بندہ کو اٹھا سکتے ہیں۔ کل' پرسوں انجینئر امیر مقام کے بیٹے کو اغواء کرنا چاہ رہے تھے' ہمارے کسی کے ساتھ ہزارہا سیاسی اختلافات ہوں لیکن یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ امن کہاں گیا اور system کہاں گیا؟ یہ اس لیے ہے کہ اس ملک میں قانون کی حکمرانی نہیں ہے اور اس ملک میں کسی کو قرار واقعی سزا نہیں دی گئی' ہر جگہ پر bomb blast ہو رہے ہیں' ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔ کوئی بندہ 4000 روپے کا mobile اپنے ہاتھ میں نہیں رکھ سکتا' آپ کراچی میں جائیں' 4000 روپے کے لیے ایک بندے کو قتل کر دیتے ہیں' اس سے mobile چھین لیتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اللہ رب العالمین نے معیشت کی فراوانی کی ضمانت تب دی ہے کہ جب قانون کی حکمرانی ہو اور امن ہو' آپ! آج قرضے کے بیانات کو دیکھیں' ایک شترمرغ اتنا دور ہے اور میں اس میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ ایک بندے نے چالیس سالوں تک پاکستان کا نمک کھایا ہو اور چالیس سالوں سے پاکستان میں رہ رہا ہو اور وہ آج خود بھی کٹھ پتلی ہے۔ آپ! اس سے اندازہ لگائیں کہ افغانستان میں پریڈ ہو رہی تھی اورفوجی اکٹھے تھے' ان کے چار مخالف آئے اور انہوں نے وہاں پر firing کی' کرزئی بھی اس جگہ سے بھاگ گیا کہ اس کا پتا نہیں تھا کہ یہ ملک کا صدر ہے اور کہاں ہے۔ آج پاکستان کو دھمکیاں دے رہا ہے کہ اگر پاکستان نے یہ کیا تو ہم اپنے فوجی اندر داخل کریں گے' پاکستان کی ان کے

ساتھ اتنی ہمدردیاں ہیں اور ہمیں اس کا یہ صلہ مل رہا ہے۔ کرزئی کس کی زبان استعمال کر رہا ہے اور وہ کس کے بل بوتے پر بیان دے رہا ہے' یہ America کے بل بوتے پر بیان دے رہا ہے۔ ہم پچھلے 8, 10 سالوں سے یہ کہہ رہے ہیں کہ جو لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ پہلے پاکستان اور ہم نے اس کی اس روش کو اسی وقت مسترد کیا تھا' ہم نے کہا تھا کہ ,America یہود اور نصاریٰ مسلمانوں کے' مسلمان community کے دوست نہیں بن سکتے۔ جس قوم نے اپنے بارہ نبیوں کو قتل اور ذبح کیا' وہ مسلمانوں کے کیسے دوست بن سکتے ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے دو ٹکرے کر دیے' یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کر دیا' عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھانا چاہا' اللہ رب العالمین نے ان کو اٹھایا اور آسمانوں پر لے گیا جو اپنے نبیوں کو قتل کریں۔ وہ مسلمانوں کے کیسے دوست بن سکتے ہیں؟ ہم آج اس پر فخر کر رہے ہیں کہ Bush ہمارا دوست ہے' ہمارا دوست اللہ ہے (تلاوت) سارا House موجود ہے اور جناب چیئرمین! میں آپ کے دو' تین منٹ زیادہ لونگا' آپ مجھے اجازت دیجیئے۔ سارا House موجود ہے اور یہ سارا House ببانگ دہل اور اعلانیہ یہ کہتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' سارے مسلمان ہیں۔ اللہ رب العالمین نے وعدہ کیا (تلاوت) میں مسلمانوں کا دوست ہوں جو مسلمان ہیں' اللہ ان کا دوست ہے' ہمیں یہ احساس بھی پیدا کرنا چاہیے کہ اللہ محبت کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ جناب چیئرمین! ہماری نظریں Bush پر لگی ہوئی ہیں' اغیار پر لگی ہوئی ہیں اور اللہ رب العالمین نے فرمایا (تلاوت) مومنوں کے علاوہ یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست اور راز دار نہ بناؤ' اللہ ایک طرف یہ حکم دیتا ہے' دوسری طرف ہم مومنوں پر دہشت گردی کا label لگا کر 6000 dollar پر ان کو بیچ رہے ہیں' ان کی عزتوں کو بیچ رہے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! میں نے ایک واقعہ سنا ہے اور کسی بندے نے چشم دید دیکھا ہے کہ ایک عرب خاتون ایک مجاہد کی بیوی تھی' مجاہد افغانستان میں شہید ہوا' اس کی بیوی پاکستان میں آئی اور اس کو یہاں پر پکڑ کر 8000 dollar کے عوض فروخت کر دیا گیا' یہ کہاں کا انصاف ہے' یہ کتنے ظلم کی بات ہے۔

جناب چیئرمین! جب ایک ملک میں امن نہ ہو تو اس میں معاشی استحکام نہیں آئے گا اور ایک دوسرے کو مورد الزام نہیں ٹھہرانا چاہیے لیکن میں یہ اعلاناً کہتا ہوں کہ اس ملک میں جو امن

خراب ہوا ہے'وہ دس سالوں سے خراب ہے۔ ایک بندہ اپنے ذاتی مفادات کو عزیز رکھتے ہوئے' ملک کے لوگوں کو قتل کر ڈالے اور ملک کے ایک ادارے اور فوج کو قوم کے ساتھ لڑائے' یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔ جناب چیئرمین! دوسری بات معاشی استحکام کی ہے تو معیشتکو تقسیم کرنے کے لیے' جناب چیئرمین! آپ یہ دیکھیں کہ سارے قبائل میں اور سارے علاقوں میں بلکہ سارے پاکستان میں law and order کی situation خراب ہے' اس کا حل یہ ہے کہ ہم مل بیٹھ کر ایک دوسرے پر الزام نہ لگائیں اور اللہ رب العالمین کے احکامات کو مدنظر رکھتے ہوئے' اس کا ایک جامع حل نکالیں کیونکہ یہ پاکستان رہے گا تو ہم رہیں گے۔ جناب چیئرمین! آپ جس seat پر بیٹھے ہیں' یہ پاکستان کی برکت ہے' یہ اس ملک کی برکت ہے' ہم اس House کے ممبران ہیں' یہ اس ملک کی برکت ہے' اس پاکستان کی برکت ہے۔ پاکستان کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ پاک ہو گا' پاک لوگوں کی بستی ہو گی' پاک لوگوں کا دیس ہو گا اور پاک لوگ وہ ہوتے جن کو اللہ پاک کہے۔ جناب چیئرمین! آخری بات یہ ہے کہ معاشی استحکام (تلاوت) یعنی معیشت کو تقسیم کیا۔ عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے جب ہجرت کی اور روس کے Socialism اور Communism کے بانیوں کے ساتھ ان کی ملاقات ہوئی' Lenin, Stalin and Brezhnev, اور اس سے پہلے مستک اور مانی' ان لوگوں کے ساتھ بھی ان کی ملاقات ہوئی اور انہوں نے کہا کہ آپ کا کیا نظام ہے تو اس نے اشتراکی نظام کا فلسفہ پیش کیا اور یہ کہا زن' زمین مشترکہ ہیں' یہ ایک غلط تصور تھا کہ انسان دوستی اور معاشی مساوات۔ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ یہ ایک غیرفطری نظام ہے' اس کے ساتھخدا پرستی کو شامل کیا جائے تو ایک فطری نظام بن جائے گا' انسان دوستی' خدا پرستی اور معاشی مساوات۔ معیشت دوقسم کی ہے' ایک تشریح یہ ہے کہ اس میں مساوات ہے' تفوینی معیشت یہ ایک دوسری بات ہے' تفوینی معیشت میں کوئی مساوات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! ہمارا سرمایہ' ہماری جاگیر' ہمارے جاگیردار' ہمارے banks چند لوگوں کے گرد گھوم رہے ہیں' کروڑوں اور اربوں روپوں کے قرضے لیتے ہیں اور اپنے کاروبارکرتے ہیں اور بعدمیں جب حکومت آتی ہے تو ان کو معاف بھی کر دیا جاتا ہے' بڑے بڑے قرضےمعاف کیے گئے اور اس ملک کی کوئی سوچ نہیں ہے۔ ہمارے علاقے میں ایک بندے نے bank سے

60000 روپے قرضہ لیا۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر مولانا راحت حسین ، جناب چیئرمین! 60000 روپے bank سے قرضہ لیا اور رات کو میرے گھر آیا کہ مولانا صاحب میرے گھر پر police نے چھاپا مارا ہے' چھاپا کیوں مارا کہ میں نے 60000 روپے قرضہ لیا ہے اور ابھی میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ میں سوچ میں مبتلا ہوگیا کہ ایک بندے کا 60 کروڑ روپے اور ارب روپے کا قرضہ معاف ہوتا ہے اور ایک بندہ پہاڑ کی چوٹی پر رہتا ہے اور وہ bank سے 60000 روپے قرضہ لیتا ہے اور پھر اس کے پاس پیسے نہیں ہیں تو اس کا مال' جائیداد اور پانچ' دس کنال زمین کو نیلام کر دیتے ہیں۔ جناب چیئرمین! بجٹ میں اس چیز کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ جو پسماندہ علاقے ہیں' یہ پسماندہ علاقے ملک میں لوگوں کو سیاحت دیتے ہیں۔ ہمارا مالا کنڈ ڈویژن اور تقریباً ہزارہ ڈویژن----

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر مولانا راحت حسین ، اور ہمارا ضلع شانگلہ ہے' پچھلے بجٹ میں بھی' اس ضلع شانگلہ میں tourism کے حوالے سے ایک بہترین spot ہے' ایک جگہ ہے اور سارے جنگلات ہیں اور سبزہ ہے۔ جناب چیئرمین! ان علاقوں کو زیادہ توجہ دینی چاہیے اور پاکستان کا official survey ہے کہ میرے ضلع میں غربت کی شرح سب سے زیادہ اسی علاقے میں ہے' ہمارے 75 فیصد لوگ پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے آخری گزارش کروں گا کہ کالا باغ ڈیم پر بات ہوئی ہے جو چیز متنازعہ ہو' اس سے جان چھڑانی چاہیے لیکن جو اتفاقی چیزیں ہوں' ان اتفاقی چیزوں کو' صوبہ سرحد میں پانی کی فراوانی ہے تو وہاں بجلی پیدا ہوتی ہے جس ہمارے صوبہ سرحد کی جو royalty بنتی ہے' وہ اس کو ادا کی جائے۔جناب چیئرمین! آخر میں میری درخواست یہ ہے۔

جناب چیئرمین، آپ کا آخر کئی دفعہ آیا ہے۔

سینیٹر مولانا راحت حسین ، میری درخواست یہ ہے کہ اس ملک کا استحکام اور امن

تب آئے گا جب اس ملک کا آئین اور اس ملک کے قانون کی پاسداری ہو۔ علامہ اقبال مرحوم کا ایک شعر ہے کہ:

ہنوز چرخ نیل کج خرام است
ہنوز ایں قافلہ دور از مقام است
زے کار بے نظام او چہ گویم
تو میدان کہ ملت بے امام است

شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میں اپنے ساتھیوں سے بارہا عرض کروں گا کہ مہربانی کریں کہ وقت کی سختی سے پابندی کریں تاکہ ہمارے جتنے ساتھی رہتے ہیں' ان کو بھی موقع مل سکے۔ انہیں شاید کچھ پتا ہو جو آپ کو اور مجھے پتا نہ ہو۔ بی بی یاسمین صاحبہ۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! بجٹ 2008-09 آج ہمارے ہاتھوں میں ہے اور اس پر تقاریر ہو رہی ہیں۔ یہ ایک پارلیمانی روایت ہے کہ جس کو دہرایا جاتا ہے۔ رواں سال کے بجٹ کے figures کو تھوڑا آگے اور پیچھے کر کے نئے سال کا بجٹ قرار دیا جاتا ہے۔ میں نے جہاں تک 2008-09 کا بجٹ پڑھا ہے تو مجھے یہی نظر آیا ہے کہ اس میں repetition کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔ موجودہ حکومت کے تمام دعوؤں کے باجود ہمارا جو 2007-08 کا بجٹ تھا اسی کی repetition ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین! اس سے پہلے کہ میں بجٹ پر تقریر کروں' میں وزیر خزانہ صاحب کی جو اعتراض والی باتیں ہیں اس پر میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر para 5 میں فرمایا ہے کہ جب بھی ہمیں اقتدار ملا ہے broken Pakistan ملا ہے یعنی ٹوٹا ہوا پاکستان ملا ہے۔ 1971 میں پاکستان کیسے ٹوٹا' یہ ایک الگ کہانی اور داستان ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ اس کے ٹوٹنے میں بھی" اِدھر ہم اور اُدھر تم" کے نعرے کا بڑا دخل ہے۔ مجھے بہت افسوس

سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ کتنی مضحکہ خیز اور غیر حب الوطنی کی بات ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ کسی بھی ملک کی امن، خوشحالی اور ترقی کا پیمانہ اس کے عوام کی per capita income and GDP growth سے لگایا جاتا ہے۔ جناب عالی! Pakistan Income Survey 2007-08 جو کہ 10 June, 2008 کو نوید قمر صاحب کے دستخط سے جاری ہوا ہے اس میں GDP growth کے متعلق لکھا گیا ہے کہ

"Pakistan's economy has shown great resilience against internal and external shocks of very high intensity and grew robustly at 5. 8% in 2007-08."

یہ growth rate, China, India اور چند دوسرے ملکوں کو چھوڑ کر سب سے بہتر ہے کہ بجٹ 2008-09 میں یہ growth 5.8% پر رکھی گئی ہے۔ Per capita کے متعلق Economic Survey 2007-08 میں لکھا گیا ہے کہ per capita income کو کسی بھی ملک کی ترقی، خوشحالی اور growth کی گہرائی کا اولین پیمانہ سمجھا جاتا ہے۔ فی کس آمدنی ڈالر اور مارکیٹ کے حوالے سے مجموعی طور پر 13% تک بڑھی ہے اور پچھلے پانچ سالوں میں 2002-03 میں 586 dollar سے 926 dollar اور یہ 2007-08 میں 926 dollar سے لے کر 1085 dollar تک گیا ہے۔ یہ 18.4% increase ہے جبکہ per capita روپے کے حوالے سے 4.7% سے لے کر 4.8% رہا ہے۔ یہ خوشحال معیشت کی نشانی ہے۔ یہ الفاظ Pakistan Economic Survey 2007-08 کے ہیں جو کہ حکومت پاکستان نے 10 June, 2008 کو جاری کیے ہیں۔

اب میں یہ پوچھتی ہوں کہ کیا ٹوٹا ہوا پاکستان ہے؟ میری گزارش ہے کہ لفاظی اور دروغ بیانی کرتے وقت facts کو ضرور سامنے رکھا جائے۔ موجودہ حکومت نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ ہمیں تباہ حال معیشت اور خالی خزانہ ملا ہے۔ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ اکتوبر 2007 غیر ملکی ذخائر 6.5 ارب ڈالر سے گھٹ کر 30 اپریل 12.3 ارب ڈالر رہ گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اکتوبر سے لے کر اپریل تک جو سیاسی حالات گزرے ہیں اس سے سب واقف ہیں، یہی کچھ ہونا تھا۔ تاہم موجودہ حکومت نے 2008-09 جو اہداف دیے ہیں ان میں کہا گیا ہے کہ غیر

ملکی ذخائر کو 12 ارب ڈالر تک رکھا جائے گا' گویا موجودہ ذخائر سے 3 ارب ڈالر سے کم ہوں گے۔ اس کے باوجود پھر عوام کو خوشحالی کی نوید سنائی جا رہی ہے۔ اسے کہتے ہیں ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور' اور کھانے کے اور۔

2008-09 میں بجٹ کا 2010 total over lay ارب دکھایا گیا ہے جو کہ ایک مشکوک figure ہے اور میری سمجھ سے بالا تر ہے۔ یہ revised budget کے مقابلے میں 29.7% زیادہ ہے۔ صوبوں کا حصہ 567 ارب رکھا گیا ہے جبکہ 2007-08 سے 22% زیادہ ہے۔ NFC Award میں 2006 کی ترمیم میں دیے گئے اضافے سے بھی کم ہے جبکہ 2007-08 میں صوبوں کو دی گئی رقم 2006-07 میں دی گئی رقم 23.2% زیادہ تھی۔ اسی طرح figure کو آگے پیچھے کر کے بتایا گیا ہے۔

بجٹ کا خلاصہ میں اس طرح آپ کے سامنے بیان کروں گی کہ 2007-08 میں مجموعی وسائل 18 کھرب 57 ارب 49.2 کروڑ روپے تھے اور 2008-09 میں مجموعی وسائل 19 کھرب 41 ارب 38.1 کروڑ روپے ہوں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ صرف ایک کھرب روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس ایک کھرب روپے کے اضافے سے موجودہ حکومت عوام کی تقدیر کو کیسے بدلے گی۔

جناب چیئرمین! بجٹ 2008-09 میں بے شمار غلطیاں ہیں' اگر اس وقت ہم اس کو دہرائیں گے تو اس کے لیے بہت سا وقت درکار ہو گا۔ Benazir Income Support Programme پر میں کچھ اس طرح کہنا چاہوں گی کہ محترمہ بے نظیر صاحبہ کے لیے میرے دل میں بے حد احترام ہے' ان کی شہادت پر مجھے بے حد افسوس اور دکھ ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ایک سیاسی شخصیت کے نام پر 34 billion rupees مختص کرنا انتہائی غلط بات ہے' یہ سیاسی پارٹی کی projection کرنا ہے جس سے کہ ملک میں موجودہ پارٹیاں متاثر ہوں گی۔ یہ بیواؤں اور یتیموں کا مال ہے اسے بیت المال میں جانا چاہیے۔ میری آپ کے توسط سے یہ گزارش ہے کہ اس رقم کو بیت المال میں جمع کرایا جائے اور اس scheme کو واپس لیا جائے۔

میں سمجھتی ہوں کہ mobile phones پر جو 500/= روپے ٹیکس عائد کیا گیا ہے یہ

انتہائی ظلم کی بات ہے اور غریبوں کے ساتھ ناانصافی ہے۔ جو phones پانچ ہزار روپے تک کے ہیں ان پر یہ ٹیکس ختم کیا جائے اور جو پانچ ہزار روپے سے زیادہ کے ہیں ان پر آپ بے شک پانچسو کا یا ایک ہزار کا ٹیکس لگا دیں لیکن جو پانچ ہزار تک کے موبائل فون ہیں ان پر یہ ٹیکس ختم کیا جائے تا کہ غریبوں کو relief ملے۔

اس کے علاوہ میں agriculture پر کچھ کہنا چاہوں گی۔ جناب عالی! جیسا کہ ہر حکومت کہتی ہے کہ زراعت معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے۔ ملک کی آبادی کا 74% حصہ اس پر انحصار کرتا ہے لیکن پھر بھی اس پر مناسب توجہ نہیں دی جاتی، زراعت اور زراعت سے وابستہ لوگ تباہ حال ہیں۔ میرا خیال تھا کہ موجودہ وزیر صاحب جو کہ اس وقت موجود نہیں ہیں، وہ خود زرعی شعبے سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے والد محترم سالوں سے Sindh Chamber of Agriculture کے صدر ہیں اور ہمیشہ آباد کاروں کے مسائل بیان کرتے رہے ہیں۔ کاش یہ بجٹ بنانے سے پہلے اگر وہ اپنے والد صاحب کے ساتھ بیٹھ کر ان مسائل پرمشورہ کر لیتے تو شاید ان مسائل کو بے رحمانہ انداز میں نظرانداز نہ کیا جاتا۔

جناب! دسمبر میں آباد کاروں نے =/500 روپے فی من پیٹی فروخت کی اور وہ اب بیج کی صورت میں =/1800 فی من بک رہی ہے۔ گندم آباد کاروں نے =/580 روپے سے =/625روپے میں بیچی جبکہ حکومت باہر سے =/1200 روپے فی من خرید کر اور بھاری subsidy دے کر عوام کو دے رہی ہے۔ کھاد اور ڈیزل کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ ضرورت ہے کہ زرعی input اور output میں توازن پیدا کیا جائے۔ Economic Survey 2007-2008 میں حکومت نے دعویٰ کیا ہے کہ جولائی تا مارچ 2007-2008 میں دو لاکھ اکتیس ہزار ٹن تصدیق شدہ بیج آبادکاروں میں تقسیم کیا گیا۔ یہ ایک نہایت ہی سفید جھوٹ ہے۔ کاشتکاروں سے پانچ سو روپے فی پیٹی خرید کر حکومت نے اٹھارہ سو روپے میں فروخت کی ہے اور یہ ناجائز اور غیرقانونی منافع کیا حکومت نے حاصل کیا ہے۔ جناب والا! دراصل ہوتا یہ ہے کہ Seed Certification والے تیار لیبل ایسے بیجوں کو حکومت کا تصدیق شدہ ظاہر کرکے ناجائز منافع خوری کرتے ہیں اور یہ مجرمانہ غفلت ہے۔

جناب والا! زرعی ادویات اور سیڈ پر موجودہ حکومت کی دلچسپی کا اندازہ آپ کو میں جو ابھی اعدادو شمار دوں گی ان سے آپ لگا سکتے ہیں کہ 2007-08 میں pest control پر جو رقم رکھی گئی وہ 197 ملین روپے تھی جب کہ 2008-09 میں یہ رقم 37 ملین روپے ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اعداد وشمار میں کتنی اونچ نیچ ہے۔اسی طرح کاٹن پر جو رقم 2007-08 میں رکھی گئی تھی وہ تھی 225 ملین روپےجب کہ 2008-09 میں صرف نوملین روپے رکھی گئیہے جو بڑے افسوس کی بات ہے۔ اسی طرح گنے کی رقم 2007-08 میں 35 ملین روپے رکھی گئی تھی جب کہ 2008-09 میں صرف چھ ملین روپے رکھی گئی ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہموجود حکومت کی زراعت سے جو دلچسپی ہے یا ان کسانوں کے ساتھ ان کا جو پیار محبت ہے وہ آپ ان figures سے لگا سکتے ہیں۔

جناب والا! میرا سندھ سےتعلق ہے اور آپ کا بھی ہے اور آپ کو پتا ہے کہ آج کل سندھ میں جو حالات پیدا کیے گئے ہیں، میں ان کا ذکر یہاں پر ضرور کروں گی۔ اس وقت میں آپ کو پانی کے حوالے سے یہ بتاؤں گی کہ زرعی پیداوار کے لیے پانی ایک اہم جزُ ہے۔اس وقت سندھ میں پانی کی شدید قلت ہے جس کی وجہ سے سندھ کی زراعت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔ پانی کی شدید قلت کو سندھ میں پانی کی مجرمانہ اور من مانی تقسیم نے مزید شدید کردیا ہے۔ جس سے کوٹری بیراج کے اکرم وا شدید متاثر ہوئے ہیں۔ جناب والا! کوٹری بیراج پر مارچ میں کاٹن اور اپریل میں water sowing ہوتی ہے وہاں اب تک کوئی sowing نہیں ہوسکی ہے صرف پانی کی وجہ سے۔ کوٹری بیراج میں 31-5-2007 میں 45459 کیوسک پانی موجود تھا جب کہ آج کی تاریخ میں 21000 کیوسک پانی اکرم وا پرموجود ہے اور موجودہ حکومت کے ایک وزیر نے اپنے مخالفین کے water courses بند کروا دئیے ہیں۔ میں اس پر شدید احتجاج کرتی ہوں اور مطالبہ کرتی ہوں کہ اکرم وا کو اس کے ڈیزائن کے مطابق پانی دیا جائے اور ان water courses کو کھولا جائے جن کو بند کیا گیا ہے۔

جناب والا! سندھ کے حوالے سے ایک بہت اہم سکیم اور میرا جو ضلع بدین ہے اس کے حوالے سے ہے، اس کا میں یہاں پر ذکر ضرور کروں گی کہ میں بدین، ٹنڈو باغو براستہ پنگریو

جڈو روڈ پروزیر خزانہ کی توجہ اس پر چاہوں گی، وہ اس وقت موجود نہیں لیکن رضا ربانی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میں درخواست کروں گی کہ اس point کو مہربانی کر کے note کرلیں۔ یہ Scheme 2005-06 میں منظور ہوئی تھی CDWP اور ECNEC نے منظور کی تھی۔ اس کا تخمینہ لاگت 2006-07 میں 46 ملین روپے تھا اور معاہدے کے مطابق وفاقی حکومت کو 50% sharing کی بنیاد پر 223 ملین روپے دیئے تھے لیکن وفاقی حکومت نے اپنا share صرف 188 ملین روپے دکھایا ہے جو کہ سراسر غلط ہے۔ بجٹ 2008-09 میں 40 approved ملین روپے رکھے گئے ہیں جب کہ 40% وہاں پر کام ہو چکا ہے اور اب قیمتیں آپ کو پتا ہے کہ سر چڑھ کربول رہی ہیں وہ سو فیصد بڑھ گئی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس سکیم میں پیسے زیادہ دیئے جائیں اور اس سکیم کو وقت پر مکمل کیا جائے۔

جناب! آخر میں، میں آپ سے دو منٹ ضرور چاہوں گی۔ جناب والا! خاص طور پر سندھ میں اور میں سمجھتی ہوں پاکستان کے چاروں صوبوں میں اس وقت جو سیاسی انتقام کی فضا قائم کی گئی ہے اس کو فوراً ختم کیا جائے۔ جھوٹے مقدمات، ناظموں سے استعفیٰ، ان کے دفاتر پر قبضہ، جو زمینیں ان کے بچوں کو رزق فراہم کرتی ہیں، ان کا پانی بند کیا گیا ہے اور ان کی زمینیں سوکھ رہی ہیں۔ یہ یزید کے زمانے کی یاد دلائی جا رہی ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ عوام کا اتنا امتحان نہ لیں کہ کل کو عوام سڑکوں پر آ جائیں اور اس عوامی سیلاب کو پھر روکنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ عوام کو جذباتی تقریروں سے اور آپ کے لانگ مارچ سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ موجودہ حکومت کو چاہیے کہ جو وعدے عوام سے کرکے وہ ان ایوانوں میں آئے ہیں ان وعدوں کو خدا کے لیے پورا کریں ورنہ ایسا سیلاب آئے گا، ایسا انقلاب آئے گا کہ۔ جس کو روکنا آپ کے اور ہمارے بس میں نہیں ہوگا اور اس کے خطرناک نتائج ہمارے سامنے آئیں گے۔ آخر میں، میں اپنے اس شعر کے ساتھ اپنی تقریر کو اختتام دوں گی۔

کرو نہ غم کہ ضرورت پڑی تو، ہم دیں گے
لہو کا تیل چراغوں میں روشنی کے لیے

بہت شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: عافیہ ضیاء صاحبہ۔

سینیٹر عافیہ ضیاء: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! بجٹ پر بات کرنے سے پہلے میں تاریخ کا ایک واقعہ یہاں بیان کرنا چاہتی ہوں اور یہ واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو ان کا یہ روز کا معمول تھا کہ اپنے عوام کا حال جاننے کے لے وہ رات کو گشت پر نکلا کرتے تھے۔ ایک رات حسب معمول جب گشت پر نکلتے ہیں تو ایک گھر سے بچوں کے رونے کی آواز آتی ہے۔ جب وہاں جا کر دریافت کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک عورت اور اس کے تین بچے ' تین دن سے بھوکے ہیں۔ اس عورت سے اس کا حال دریافت کرتے ہیں تو وہ عورت کہتی ہے کہ میری اس حالت کا ذمہ دار عمر بن خطاب ہے۔ حضرت عمر فاروق اس سے کہتے ہیں کہ کیا تمہاری اس حالت کی خبر کسی نے عمر کو دی ہے ؟ تو وہ یہ الفاظ کہتی ہے کہ یہ کیسا حکمران ہے کہ وہ حکمران ہو کر اپنے عوام سے غافل ہے۔ حضرت عمر جب یہ بات سنتے ہیں تو وہ صبح ہونے کا انتظار نہیں کرتے اور راتوں رات ہی بیت المال جا کر کھانے پینے کا سامان اکٹھا کرکے جب اپنی پیٹھ پر لادنے لگتے ہیں تو ایک چوکیدار اپنی خدمات پیش کرتا ہے۔ حضرت عمر اس چوکیدار سے کہتے ہیں کہ کیا قیامت کے دن تم میرے گناہوں کا بوجھ بھی اسی طرح اٹھاؤ گے؟ یہ کہہ کر وہ سامان خود اٹھا کر اس عورت کے گھر جاتے ہیں اور ان بچوں کے لیے کھانا خود اپنے ہاتھوں سے بنا کر ان کو کھلاتے ہیں۔ وہ عورت ان سے کہتی ہے کہ تم عمر سے زیادہ خلافت کے اہل ہو۔ حضرت عمر فاروق ' اس عورت سے کہتے ہیں کہ صبح تم عمر کے پاس جانا میں تمہارے معاملات کی ان سے سفارش کروں گا۔ جب وہ عورت صبح جاتی ہے اور امیرالمومنین کی جگہ اسی شخص کو بیٹھے دیکھتی ہے تو پریشان ہوجاتی ہے اور ان سے معافی کی درخواست کرتی ہے۔ حضرت عمر فاروق کہتے ہیں کہ عمر اس وقت تک خود کو معاف نہ کرے گا جب تک تو اپنی شکایت میرے ہاتھ بیچ نہ دے۔ اس عورت کے منع کرنے کے باوجود حضرت عمر دو صحابہ کرام کی گواہی میں اس عورت سے اس

کی شکایت اپنے مال کے عوض خرید لیتے ہیں اور پھر اس کی تحریر قلمبند کروا کر ان اصحاب سے کہتے ہیں کہ جب میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو اس کو میرے کفن میں رکھ دینا تاکہ جب میں اللہ سے ملاقات کروں تو یہ میرے ساتھ رہے۔

جناب والا! اس واقعہ کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی ریاست پاکستان کے حکمرانوں کو اگر ان سنہری ادوار کے حکمرانوں کا ایک فیصد خوف بھی نصیب ہو جائے تو اس ملک کی تقدیر بدل جائے گی اور غریب عوام خودکشی کرنے سے بچ جائیں گے۔ اسی طرح غریبوں کی زبوں حالی کا ذکر فیض احمد فیض نے اپنے ان اشعار میں یوں کیا ہے کہ۔

جب کہیں بیٹھ کر روتے ہیں وہ بے کس جن کے
اشک آنکھوں میں بلکتے ہوئے سو جاتے ہیں
جب کبھی بکتا ہے بازار میں مزدور کا گوشت
شاہراہوں پہ غریبوں کا لہو بہتا ہے
آگ سی سینے میں رہ رہ کر ابلتی ہے نہ پوچھ
اپنے دل پہ مجھے قابو ہی نہیں رہتا ہے

جناب چیئرمین صاحب! قومی بجٹ ایک انتہائی اہم دستاویز ہے۔ اس کا اثر نہ صرف ملک کے ہرفرد پر بلکہ ملک کے ہر ادارے پر پڑتا ہے' اس لیے یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ جب بھی ملکی معاشی اور اقتصادی دستاویز مرتب کی جا رہی ہوں تو اس کو مرتب کرنے والے افراد کا تعلق ایسے گروہ سے ضرور ہونا چاہیے کہ جو حقیقتاً عوام کے دکھ سے اور ان کے مسائل سے واقف ہوں اور ان مسائل کو حل کرنے کا جذبہ رکھتے ہوں' تب کہیں جا کر عوام اس بجٹ کے ثمرات حاصل کر سکتے ہیں۔ جناب! بجٹ کے اصل مقاصد یہ ہیں کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق معاشی اور اقتصادی معاملات طے کیے جائیں اور سود سے نجات حاصل کی جائے تاکہ عام آدمی تک اس کا فائدہ پہنچ سکے۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ دولت اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کی جائے۔ آج کوئی شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ ہمارے ملک کے اندر دولت کی تقسیم منصفانہ نہیں بلکہ ظالمانہ ہے۔ ملک کی ایک بہت بڑی آبادی ایک وقت کی روٹی کے لیے محتاج ہے جب کہ ایک چھوٹے سے

آبادی کے طبقے کے پاس دولت کے انبار لگے ہوئے ہیں اور وہ اس دولت کو اپنی نمود و نمائش پر ضائع کر رہے ہیں۔ غربت امیروں کی کالی دولت کی طرح بڑھتی جا رہی ہے۔ جناب! بجٹ کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ وہ ظلم کی تلافی کرے اور مظلوم کی داد رسی کرے۔ جناب چیئرمین! اس وقت ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارے عوام مختلف قسم کے بحرانوں سے گزر رہے ہیں۔ چاہے مہنگائی کا بحران ہو یا بجلی کا' عدلیہ کی بحالی کا مسئلہ ہو یا دہشت گردی کی روک تھام کا یہ سارے issues بہت پریشان کن ہیں۔ جناب! اس وقت جو مسائل پیدا ہو چکے ہیں ان کو ہم باتوں سے طویل مذاکروں سے' بحثوں سے حل نہیں کر سکتے۔ اگر حکومت نے ان پر بروقت control نہ کیا' ان مسائل پر جلد قابو نہ پایا تو پھر وہ دن دور نہیں ہو گا جب ہر قسم کے قدرتی وسائل سے مالا مال اس زرعی ملک کے بھوکے اور افلاس زدہ عوام اپنے حصے کی روٹی اور رزق کی خاطر سڑکوں اور گلیوں میں نکل آئیں گے اور اپنا حق وصول کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دیں گے۔ علامہ اقبال نے اپنے اشعار میں اس تصویر کو یوں پیش کیا ہے۔

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو

کاخ امراء کے در و دیوار ہلا دو

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہ ہو روزی

اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

جناب! کسی بھی حکومت کی کامیابی کا راز اس بات میں پوشیدہ ہے کہ وہ ماضی کے تلخ تجربوں سے استفادہ کرتے ہوئے مستقبل کی منصوبہ بندی کریں۔ بجٹ کو آپ کتنا ہی اچھا کیوں نہ بنا لیں' عوام کو فائدہ اس وقت پہنچتا ہے' ملک ترقی اس وقت کرتا ہے جب اس کو نتیجہ خیز بھی بنایا جائے۔ لہذا ہم موجودہ حکومت سے یہ توقع کرتے ہیں کہ حکومت ملک میں معاشی انقلاب لانے کے لیے ضرور کچھ انقلابی اقدامات بھی کرے گی۔

جناب! حکومت کتنا ہی بہتر معاشی package کیوں نہ لے آئے اگر حکومت نے ٹیکس کی چوری corruption اور شاہانہ اخراجات پر قابو نہ پایا تو معیشت میں پائیدار بہتری نہیں آ سکتی اور اس مقصد کے حصول کے لیے ٹیکسوں کا منصفانہ نظام وضع کرنا ہو گا اور ٹیکسوں سے

حاصل شدہ رقوم کے دیانتدارنہ استعمال کو یقینی بنانا ہو گا۔ بالکل اسی طرح corruption کو ختم کرنے کے لیے احتساب کا موثر نظام بنانا ہو گا اور اپنے اداروں کو مضبوط کرنے کے لیے، اقرباء پروری کو چھوڑ کو میرٹ کو ترجیح دینا ہو گی۔ جناب! اس کے ساتھ ہی میری ایک چھوٹی سی تجویز اور بھی حکومت سے ہے کہ اس وقت ہمارے تمام ادارے جیسے کہ ہم سب جانتے ہیں کہ وہ corruption کی لپیٹ میں ہیں لیکن ان اداروں میں آٹے میں نمک کے برابر کچھ ایماندار اور دیانتدار لوگ بھی موجود ہیں جو بڑی مشکل سے اپنے آپ کو اس نظام کا حصہ بننے سے روکے ہوئے ہیں۔ میری حکومت سے یہ درخواست ہے کہ ایسے امانتدار، دیانتدار اور dutiful لوگوں کے لیے باقاعدہ awards رکھے جائیں تاکہ معاشرے کے اندر کسب حلال کو پذیرائی حاصل ہو اور اس کے ساتھ ساتھ حکومتی سطح پر کیے جانے والے غیر ضروری اخراجات جس میں خاص طور پر بڑے بڑے hotels میں منعقد کرائے جانے والے seminars اور ان میں دیے جانے والے ظہرانے اور عشائیے ان پر control کیا جائے اور یہ رقم poverty reduction projects پر خرچ کی جائے۔

جناب والا! آخر میں، میں یہ کہوں گی کہ اگر حکومت یہ اعلان کر دے کہ تنخواہوں میں 20% اضافہ صدر، وزیر اعظم، وزراء اور ارکان پارلیمنٹ کے لیے نہیں ہو گا بلکہ وہ اسے غریبوں کے لیے مختص کرتے ہیں تو جناب والا! عوام کے سامنے ایک مثال قائم ہو گی کہ ہمارے حکمران بھی ملک اور غریبوں کی خاطر کچھ قربانی دینے کو تیار ہیں، ورنہ اگر دوسرے لفظوں میں دیکھا جائے تو ہمارے غریب عوام اپنے اللہ سے یہ شکوہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بقول شاعر،

تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات
کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ
دنیا ہے تیری منتظر روز مکافات

شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ وقت کی پابندی کرنے پر میں آپ کا بہت بہت مشکور ہوں۔ جی رضا صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, it has just been pointed out to me and I say this with great regret and I will be requesting you to pass strictures. It has been pointed out to me by the honourable Leader of the Opposition that yesterday and prior to that also, there have been complaints from members of the Senate that PTV is not giving adequate coverage. Yesterday, the Senate was in session for two sittings. Honourable members both from the Opposition and the Treasury made their points on the national budget. The honourable Leader of the Opposition dilated on the national budget for over 80 minutes and it is the right of this House to have been covered. It was the right of the Leader of the Opposition to have been covered but I am given to understanding that in the *"Khabarnama"* of PTV there was not even the mention of the Senate or that the Senate met yesterday. So, therefore, I would request you as Leader of the House to kindly pass strictures against the PTV. I will be taking this matter up separately but I would like you to pass strictures because this is absolutely not on. I will not tolerate that this House be brought into disrepute, I will not tolerate that the honourable Leader of the Opposition should not be given due coverage on state television. This is simply not acceptable. This is not the policy of the coalition Government, therefore, I ask you as custodian of this House to kindly

pass strictures against the PTV and I will be taking the matter up separately.

Mr. Chairman: Your comments are very much appreciated and we certainly pass the strictures and the Senate Secretariat will also take this up with the PTv and the Information Ministry. Thank you. Mr. Nisar Memon.

سینیٹر نثار احمد میمن، جناب چیئرمین صاحب! میں سب سے پہلے قائد ایوان کو مبارکباد دینا چاہوں گا کہ انہوں نے ایک بہت اہم نکتہ اٹھایا ہے اور آپ نے اس پر فیصلہ بھی دے دیا ہے۔ میں آج حکومت پاکستان کو بجٹ پر حکومت مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انہونے بہت مشکل حالات میں یہ بجٹ پیش کیا ہے۔ میں مبارکباد اس لیے دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے 24 مارچ حکومت سنبھالنے کے بعد ایک طرف تو بڑھتی ہوئی عالمی منڈی میں تیل کی قیمتیں اور دوسری طرف صوبوں میں حکومت کی تشکیل اور تیسری جانب دہشت گردی کے واقعات میں اضافہ اور سرحدوں کی حفاظت کرنا تو چوتھی جانب اپنے ہی اتحادیوں نے صوبوں میں حکومت سنبھالی اور پھر یہ فیصلہ کیا کہ پنجاب کی طرف سے احتجاج کے لیے کارروان بھیجے جائیں گے اور یہاں اسلام آباد میں جلسہ کیا۔ جلسے میں وکیل کہتے ہیں لاکھوں کی تعداد تھی اور ہمارے مشیر داخلہ کہتے ہیں کہ وہ بیس ہزار تھی اور بی بی سی نے اپنی website پر اسے پندرہ ہزار دکھایاہے۔ بہرحال یہ ساری مشکلات تھیں' اس لیے میں مبارکباد دینا چاہتا ہوں خاص طور پر وزیر خزانہ کو کہ انہوں نے ایک گرتی ہوئی GDP جو کہ 7.2 سے گر کر 6.5 تک پہنچی تھی' ان حالات میں انہوں نے ایک بجٹ تشکیل دیا اور خاص طور پر اپنے ہی اتحادی وزیر جو کہ خزانہ تھے انہوں نے استعفیٰ دیاایسے وقت پر جب کہ مشکلات کا سامنا کرنا چاہیے تھا۔ مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیز خزانہ اور ان کی پارٹی نے جو عزم دکھایا ہے اور اعتماد کے ساتھ جو بجٹ پیش کیا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک طرف بجٹ کی مشکلات اور حالات اور دوسری طرف وہ اس لحاظ سے بھی مبارک باد کے

مستحق ہیں' انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ party position کیا ہے' انہوں نے جو ماضی کی اچھی چیزیں تھیں' اچھی روایات تھیں' ان کو اپنایا ہے اور بجٹ میں شامل کیا ہے۔ میں ساری چیزوں کا ذکر تو نہیں کر سکتا مگر چند چیزوں کا ذکر میں ضرور کروں گا۔ انہوں نے غریبوں کے لیے microfinancing اور خوشحالی بینک کا پروگرام جاری رکھا ہے۔ انہوں نے کم تنخواہ داروں کی تنخواہیں جو minimum تھیں' 4,600 روپے تھیں انہیں 6,000 کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ parliamentarians کا جو خوشحال پروگرام تھا' حالانکہ نام انہوں نے بدل دیا' وہ جو ایک کروڑ روپے parliamentarians کو دیے جا رہے تھے' ان کو جاری رکھا ہے تاکہ constituencies میں ترقیاتی کام جاری رکھے جا سکیں۔

پاکستان پانچویں نمبر پر دودھ پیدا کرتا ہے اور پچھلی حکومت نے اس پر focus کیا تھا' مجھے خوشی ہے کہ اب انہوں نے اس پر مزید focus کرنے کے لیے white revolution کو اپنایا ہے۔ اس کے ساتھ میں کہوں گا اگر ہم PSDP کا پورا document دیکھتے ہیں تو میں مبارک باد دینا چاہتا ہوں اس حکومت کو کہ وہ سارے on going projects جو پچھلی حکومت کے تھے' ان کو وہ جاری رکھ رہے ہیں۔ حالانکہ کہیں پر funds دینے میں کمی بیشی ضرور ہوئی ہے مگر پھر بھی ایک continuity کو انہوں نے جاری رکھا ہے اور اس کے لیے بھی' وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

سب سے زیادہ اہم زراعت کے شعبے پر انہوں نے جو focus کیا ہے' ماضی کی حکومتوں میں بھی رہا لیکن پچھلے سال اس میں کمزوری آئی۔ ایک رپورٹ جو اس ایوان میں پیش کی گئی تھی' جو پارلیمنٹ کی Committee on Water Resources نے دی' اس میں ایک سب سے بڑی recommendation تھی کہ چھوٹے ڈیم بنائے جائیں' انہوں نے اس کو بھی اپنایا ہے' میں اس کی بھی مبارک باد دینا چاہتا ہوں۔

ہم سب کئی بار وزیر اعظم صاحب کو اور حکومت کو مبارک باد دے چکے ہیں کہ انہوں نے پاکستان کی پارلیمنٹ کی بالادستی کو ہمیشہ مانا ہے اور اس کے لیے اقدامات بھی کر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بہتر تو یہ ہوتا کہ یہ بجٹ مختلف کمیٹیوں کو دیا جاتا' مگر ہم سمجھتے ہیں کہ

وقت کی کمی کا سامنا تھا' کیوں کہ 24 مارچ کو یہ آئے ہیں' لہٰذا ان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی تھی کہ خود بھی اس پر غور کریں اور اس کے بعد کمیٹیوں کو دیں گے۔ میں صرف اس لیے یہ بات یہاں کر رہا ہوں کہ آئندہ آنے والی کوئی بھی حکومت ہو' اسے چاہیے کہ یہ بجٹ پہلے سے کمیٹیوں کو دیں تاکہ وقت زیادہ ملے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے پڑوسی ملک ہندوستان میں 75 دن بجٹ پر بحث کے لیے دیے جاتے ہیں۔ یہاں پر اب ہم دیکھیں گے کہ دو اڑھائی ہفتے میں یہ کام ہوگا۔ یہ بہت ہی کم ہے۔ لہٰذا اس وقت یہ ممکن نہیں تھا مگر آئندہ آنے والے دنوں میں 75 نہیں تو کم از کم 60 دن دیے جائیں۔

چونکہ یہ ایک constitutional requirement ہے کہ سینیٹ اپنی recommendations ایک ہفتے کے اندر قومی اسمبلی کو بھیجے گا' اس لیے میں کہوں گا کہ recommendations کے لیے ایک ہفتے کا وقت ناکافی ہے۔ ہم کمیٹی میں بھی بیٹھتے ہیں' یہاں پر بھی آنا ہوتا ہے' لہٰذا سفارشات کے لیے وقت کو کم از کم دو ہفتے تک بڑھایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹ کی بالادستی کی جو باتیں کی جاتی ہیں ان کا اصل test تب آئے گا جب یہ ساری سفارشات جو Finance Committee میں مرتب ہورہی ہیں' ان کو اس ہاؤس سے approval کے بعد جب قومی اسمبلی کو بھیجا جائے گا۔ ان پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ جب عمل درآمد ہوگا تو انشاء اللہ ہم سمجھیں گے کہ اس وقت جو پارلیمنٹ کا بالادستی کی بات کی جاتی ہے' اسے یقینی بنایا جارہا ہے۔

جناب چیئرمین صاحب' میرے ساتھیوں نے اور معزز دوستوں نے بجٹ پر بہت اچھی سفارشات دی ہیں اور تبصرے کیے ہیں۔ اس لیے آج میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں بجٹ کے حوالے سے صرف قومی سلامتی کے معاملے کو سامنے رکھ کر بات کروں گا۔ ریکارڈ کے لیے میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں' چونکہ میں اخباروں میں کئی statements دیکھ رہا ہوں' کہ حکومت نے پہلے کیا تھا کہ defence budget کی ایک line کے بجائے کئی lines دیں گے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بجٹ کی ایک lineکے بجائے اس وقت

employees related expenses, operating expenses, fiscal assets, civil works

and administration

پانچ لائنیں دی گئی ہیں۔ میں یہاں پر Senate Defence Committee کو مبارک باد دینا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال انہوں نے پچھلی حکومت سے یہ demand کیا تھا کہ وہ Defence Committee میں آکر budget کی detailsپیش کریں اور وہ حکومت نے پیش کی تھیں۔ وہ ان پانچ لائنوں سے زیادہ تھیں۔ اس میں پاکستان آرمی، پاکستان نیوی، پاکستان ایئر فورس اور دوسرے سارے projects پر details کمیٹی میں in camera پیش کی گئیں۔ یہ ارتقا کا طریقہ ہے۔ پچھلے سال اگر وہاں پیش ہوئی ہیں تو ہمیں امید ہے اور مجھے Finance Committee میں یہ بتایا گیا ہے کہ انشاء اللہ یہ details آئیں گی اور اس ایوان میں بھی پیش کی جائیں گی۔ جب یہ details ایوان میں آئیں گی تو اس کے لیے میں حکومت کو پھر مبارک باد دوں گا کہ انہوں نے بجٹ کو کھولا ہے، بالکل اسی طرح سے جیسے کمیٹی میں پہلے آیا اب ارتقائی طریقے سے یہاں آیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آنے والے دنوں میں ہم بجٹ پر بھی بحث کرسکیں گے اور دفاعی بجٹ پر بھی۔

جب ہم بات کرتے ہیں سلامتی کی تو مجھے یہ کہتے ہوئے دکھ ہوتا ہے کہ ایک طرف تو پاکستان دفاع کے لیے اپنے آپ کو مضبوط کرنے کی کوشش کررہا ہے اور پاکستان الحمدللہ اپنی سرحدوں کی حفاظت کر رہا ہے مگر دوسری طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ پچھلے سال بجٹ میں 277 بلین روپے رکھے گئے تھے اور اگلے سال کے لیے اس حکومت نے 296 بلین روپے رکھے ہیں جو کہ 6.7 فیصد increase ہے۔ مگر یہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ناکافی اس طرح سے ہے، اگر ہم وزیرخزانہ کی بجٹ کی speech دیکھیں تو انہوں نے اس میں clearly کہا ہے کہ inflation, 11% ہوا ہے۔ ایک طرف تو 11% inflation ہوا ہے، دوسری طرف 6.7% اضافہ ہوا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اصل اضافہ نہیں ہوا ہے۔ اس کے برعکس اگر ہم پاکستان کے پڑوسی ملکوں میں دیکھتے ہیں تو China آج 20% زیادہ اپنے دفاع پر خرچ کرے گا۔ ہندوستان اپنے دفاع پر 18% زائد خرچ کرے گا۔ انہوں نے clearly کہا ہے کہ اضافی 18% دفاع کے لیے اس لیے رکھے گئے ہیں کیونکہ ہمارا inflation rate 6% ہے۔ گویا ان کا real increase 12% ہوگا۔ مگر یہاںپر یہ

نہیں ہوا ہے۔ اس لیے میں نے Finance Committee میں یہ سفارشات دی ہیں کہ اگر ہو سکے تو کم از کم جو Defence نے مانگے ہیں وہ ان کو دیے جائیں۔ اگر انہوں نے کم مانگے ہیںتو بلاشبہ کم ہی دیے جائیں۔ 11% inflation کا دیا جائے یا کم از کم وہ جو انہوں نے مانگا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جب یہ آئے گی تو ایوان کو اسے بھی منظور کرنا ہو گا۔

جہاں تک افواج کا تعلق ہے تو ہم نے دیکھا ہے کہ پاکستان کے اس وقت F-16 طیارے بھی آرہے ہیں، JF-17 نہ صرف China سے بن کر آئے بلکہ یہاں اس وقت کامرہ میں بھی manufacture ہورہے ہیں۔ اس میں پاکستان نے avionics میں بہت contribute کیا ہے جو کہ ایک خوشی اور فخر کی بات ہے کہ پاکستان اپنے دفاع کے لیے اپنے دوست ممالک سے مل کر دفاعی پیداوار بھی کررہا ہے۔ Chinese freegates بھی آئے ہیں اور Karachi Shipyard میں ابھی آخری پانچواں جہاز بنے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ٹینکوں کی بھی بات ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ دوسرے ممالک کو اگر ہم دیکھتے ہیں تو terrorism کے لیے جو اسلحہ بنایا جارہا ہے یا acquire کیا جارہا ہے، وہ بہت اہم ہے۔ اس وقت پاکستان کو سب سے زیادہ خطرہ کسی بھی ملک سے direct خطرات کے علاوہ، terrorism سے ہے۔ میں وزیرخزانہ اور خاص طور پر وزیر دفاع کو urge کروں گا کہ وہ یہاں پر اپنی budget speech کو conclude کرتے ہوئے قوم کو اعتماد میں لیں کہ انہوں نے وہ سارے وسائل ہماری افواج کو دیے ہیں جو ضروری ہیں، جن کے ساتھ وہ terrorism کا مقابلہ کرسکیں۔ جناب والا! یہ تو میں اخراجات کی بات کر رہا ہوں، اگر ہم PSDP کا document اٹھا کر دیکھتے ہیں تو یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس میں ongoing projects ہیں، مگر PSDP میں، میں نے دیکھا کہ Interior Division بھی سلامتی کے لئے ہے، ان کو 6.9 billion دیے گئے ہیں جب کہ Defence Division کے لئے صرف 4. 9 billion رکھے گئے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اس کمی سے پاکستان کی سلامتی کو کسی قسم کا کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا۔ مجھے علم ہے کہ Interior Ministry نے اپنی Constabulary کو بڑھانے کے لئے بلوچستان اور سندھ میں کوششیں کی ہیں اور اس کے لئے پیسے مختص کئے ہیں۔ مگر ضروری ہے کہ ایک statement Defence and Finance Ministers کی طرف سے یہاں پر آنا چاہیے کہ

پاکستان کے PSDP میں جو کمی کی گئی ہے، اس سے پاکستان کی سلامتی کو کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین! آج جب ہم قومی سلامتی کو دیکھتے ہیں تو اس تناظر میں صرف یہ دیکھ لیتے ہیں کہ آج کی اخبار کیا کہتی ہے کہ Karzai threatens to hit militants in Pakistan. یہ condemnable ہے۔ ہم اس ایوان سے condemn کرتے ہیں۔ وہ Karzai Sahib جن کو پاکستان میں موجود افغانستانیوں نے ووٹ دیے، میں یہاں تک جاؤں گا کہ یہ وہی Karzai Sahib ہیں جنہوں نے پاکستان کا نمک کھایا ہوا ہے۔ اس کے بعد اس طرح کے بیانات دیتے ہیں تو یہ بیانات کیوں دے رہے ہیں؟ یہ نہیں ہو سکتا کہ پاکستان کی طرف سے کوئی بھی اس طرح کا اقدام کیا جائے۔ مجھے خوشی ہے کہ Prime Minister نے اس کو refute and condemn کیاہے۔ اگر آج security کی situation دیکھتے ہیں تو میں صرف ایک اخبار کو quote کروں گا کہ ایک طرف تو کرزئی صاحب پاکستان کو threaten کر رہے ہیں تو دوسری طرف U.S led helicopters intrude into Khyber Agency. آج یہ بھی ہو چکا ہے۔ پچھلی حکومت میں تو ہم نے دیکھا کہ ایک علاقے پر حملہ تھا، وہاں پر terrorism تھا۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ خیبر ایجنسی میں بھی آ گیا ہے، تو یہ کون سی situation ہے اور میں چاہوں گا کہ وزیر دفاع اور وزیر خزانہ یہ بتائیں کہ خیبر ایجنسی کو کس طرح سے protect کیا جا رہا ہے؟ ان کو بجٹ میں کیا وسائل دیے جا رہے ہیں تاکہ یہ terrorism جو اس وقت پھیل رہا ہے اور U.S forces اس طرح کا حملہ کرنے کی ہمت کر رہی ہیں، ہم ان کو شدت سے condemn کرتے ہیں۔ پھر اسی اخبار میں security کے لحاظ سے دیکھتے ہیں تو law and order بہت ضروری ہے۔ اگر امن وامان کی صورتحال ٹھیک نہیں ہو گی تو پھر بجٹ کے documents ہی رہ جائیں گے۔ پیسہ کہاں سے آئے گا، investment کہاں سے آئے گی، revenues کہاں سے آئیں گے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ بلوچستان refuses to accept new IGP, governance کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ اگر صوبہ میں ایک I.G. Police بھیجا جا رہا ہے تو اس کو accept نہیں کیا

جا رہا ہے۔ میرے خیال میں حکومت کا یہ defiance ہے۔ مجھے یقین ہے کہ حکومت اس طرف بھی دھیان دے گی۔

جناب چیئرمین: جی وقت کا ذرا خیال رکھیں۔

سینیٹر نثار احمد میمن: ہم دیکھتے ہیں کہ World Bank asks Government to withdraw wheat subsidy. کون ہے World Bank. کیا ہم نے World Bank کو commitment دی ہے۔ یہ وہی ہے جو ہم کہتے تھے کہ IMF کا کشکول توڑ دیا گیا ہے۔ کیا ضروری ہے کہ World Bank subsidy پر اس طرح کی باتیں کرے۔ حکومت اس بارے میں clearly بتائے کہ وہ کسی دباؤ میں آ کر subsidies کم نہیں کرے گی۔ Subsidies کو ہٹانا پاکستان میں inflation کو بڑھانا ہے۔ یہ clearly آ رہا ہے کہ 20% سے کم inflation نہیں ہو گا۔ یہ وہ بجٹ ہے جس میں 20% inflation ہو گا اور اس کے بعد ہم دیکھ رہے ہیں کہ subsidies کا withdraw کرنا غریب آدمی پر اس کا بہت ہی گہرا اثر ہو گا۔ چونکہ میرے ساتھیوں نے اس پر سیر حاصل بات کر لی ہے، اس لئے میں اس کو نہیں دہراؤں گا۔ ساتھ میں، میں یہ بھی کہوں گا کہ sugar barons are not ready to pay Rs. 40 billion to the growers, یہ کیا ہو رہا ہے؟ حکومت کی کارکردگی کا اس سے پتا چلتا ہے۔

آخر میں صرف یہ کہوں گا کہ یہاں پر ایک اور خبر ہے Impeachment motion soon, said PML(N) اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایک ملک میں حکومت کی پارٹی، حکومت کو مضبوط کرنے کی بجائے کمزور کرنے کی کوشش کرے اور اداروں کو کمزور کرے، صدر کا عہدہ پارلیمنٹ کا عہدہ ہے۔ پارلیمنٹ کا حصہ ہے۔ کوئی لیڈر باہر بیٹھ کر جو اپنی پارٹی کو چھوڑ کر باہر چلے گئے تھے، اب وہ دندناتے پھر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہم یہ کریں گے، ہم وہ کریں گے۔ ایک تقریر کرنے کے بعد وہ چلے جاتے ہیں، اگر انہیں اپنی security کی اتنی پرواہ ہے تو پھر پاکستان کی security کا کیا ہو گا؟ میں یہ عرض کروں گا کہ آئیے پاکستان کی سلامتی کو اس طرح سے بھی دیکھیں کہ سیاسی مفاہمت ہونی چاہیے۔ جو سیاسی اور اداروں کے clashes ہیں یہ

پاکستان کی سلامتی کو کمزور کریں گے۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر نثار احمد میمن: میں conclude کر رہا ہوں۔ جناب والا! پاکستان مسلم لیگ mandate کو مانتی ہے تو یہ کون سے لیڈر ہیں کہ پاکستان کی پارلیمنٹ نے، چاروں صوبائی اسمبلیوں نے، قومی اسمبلی نے، سینیٹ نے جن کو صدر منتخب کیا تھا، وہ اس mandate کو نہیں مانتے۔ میرے خیال میں یہ چیز ان ساری اسمبلیوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ایک طرف تو جمہوریت کی بات کریں اور دوسری طرف مفاہمت کی بات کو چھوڑ کر انا اور انتقام کی بات کریں۔ میرے خیال میں اس طرح ریاست کو کمزور کرنا ہے اور ریاست کو کمزور کرنے کے لئے پہلے حکومت کو کمزور کیا جارہا ہے، حکومت کو کمزور کرنے سے پہلے معیشت کو کمزور کیا جا رہا ہے۔ یہ سب عوام کو کمزور کرنے کے طریقہ کار ہیں۔ جناب والا! آج جو اہم سوالات ہیں اگر میرے پاس ان کے جوابات ہوتے تو شاید میں دے دیتا۔ میں چند سوالات پیش کرتا ہوں تاکہ بجٹ کو اس کی روشنی میں دیکھا جائے، پہلا سوال یہ ہے کہ

۱۔ جو مہنگائی آج ہے، کیا یہ بجٹ اس مہنگائی کا خاتمہ کر سکے گا یا نہیں؟

۲۔ افراط زر جو 11% ہو چکا ہے، کیا اس میں کمی واقع ہو گی؟

۳۔ کیا سرکاری ملازمین کے لئے retirement کے بعد کوئی گھر بھی ہو گا؟

۴۔ کیا ہر غریب آدمی کو یکساں schemes سے فائدہ ہو گا؟

۵۔ کیا ہر علاقے کو یکساں ترقی دی جائے گی؟

۶۔ کیا subsidies نکالنے کے بعد مہنگائی ختم ہو جائے گی؟

۷۔ اس بجٹ کے آنے کے بعد کیا غریب لوگ دو وقت کی روٹی کھا سکیں گے؟

۸۔ کیا یہاں پر سرمایہ محفوظ ہو گا؟

۹۔ کیا یہاں پر قانون کی بالادستی ہو گی؟

۱۰۔ کیا حکومت سیاسی مسئلوں کی بجائے، معاشی مسئلوں پر توجہ دے گی؟

۱۱۔ کیا حکومت ایک ہو کر کام کرے گی؟

۱۲۔ کیا ملک کا دفاع کر سکے گی اور دہشت گردی کا مقابلہ کرے گی، یا صرف ان دہشت گردوں کے ساتھ معاہدے کرے گی؟

۱۳۔ کیا حکومت پنجاب جمہوریت پر گامزن ہے؟ اگر ہے تو Leader of the Opposition کا notification کیوں نہیں ہو رہا ہے؟

۱۴۔ کیا State Bank کی شائع کردہ reports پر حکومت کوئی عملدر آمد کرے گی؟

۱۵۔ کیا پچھلے سال صدر کے civilian صدر کا حلف اٹھانے کے بعد فوجی حکومت کا خاتمہ ہو گیا ہے؟ اور کیا ہم civilian آمریت کی طرف جا رہے ہیں؟

جناب عالی! ان سب سوالوں کا جواب یا تو نہیں ہے یا نفی میں ہے، تو پھر یہ کیسا بجٹ ہے۔ ہمیں اس کو قوم بتانا پڑے گا۔ بہت بہت شکریہ۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب ایس۔ایم۔ ظفر صاحب۔

Senator S.M. Zafar: Mr. Chairman! budget is a serious matter, therefore, I shall try to be as objective as possible. Mr. Chairman! the mandate which the election of 18th February, gave to the parties now in power, it can be described in two words, the mandate was for "good governance". The only mandate given to the party was to govern properly, fairly and justly. So, sir, good governance was the key note, the very purpose and the essense of this election. But one sees no sign of good governance, in fact no sign of governance. One does not find it in the federation, not in the four provinces. Actually, there is dichotomy and its a matter of concern that even the decisions are not taken, where they

should be taken not in the Cabinet, instead they are being taken in ZardariHouse or in Jati Umra. Mr. Chairman, the amazing thing is that it is not clear whenwe see various marches and protests. There has been a long march very recently and the amazing thing is that one does not know who is protesting and who is taking out long march against whom. The public is totally confused by this hide and seek game which is going on between the coalition partners. Sir, the play of hide and seek which is described as a

نیم دروں نہ نیم بروں اور or as Urdu literature کہ صاف چھپتے بھی نہیں

may be a good scene for a love drama or be a part of the Greek tragedy butcertainly it is not a thing that can be tolerated when our economic survey foretells us that the days ahead are very hard and very difficult.

Sir, let me come back first to the long march. Irrespective of whether it has been a success or a failure? Whether there were 30 thousand people or three lacs, which is not relevant and notwithstanding the legal arguments which have been raging in the media for last many weeks and months. There is something called morality of the situation. There is sense of morality that we should keep above all these issues of is success or a failure, whether there is legality or not and see what is the moral. Sir, according to me the morality of the situation demands, and I say so irrespective of the legality, constitutionality or otherwise, that the morality of the situation demands that the 50 plus Judges who ceased to function on 3rd of November 2007, should all be restored honourably.

[thumping of desks]

There should be no dispute on that, there is no cavil on that and again themorality of the situation demands that those judges who took oath on 3rdof November and have been functioning since then should continue to function as judges of the Supreme Court and the High Court because sir, there is no reason nor there is any yardstick to distinguish or discriminate between the judges who took oath under a PCO of the year 1999 and the judges who have taken oath under the PCO of 2007. A PCO is a PCO and therefore, if those judges could function, these judges should also be allowed to function. Let us have, therefore, a Supreme Court consisting of the earlier judges and the judges inducted later.

The judges have been humiliated a lot. Some people say, that the judges have been politicized. The word used about the superior court judges is that they have become politicians, they have been politicized. Then there is another group, who say that the judges have been become

مصلحت پسند'

Honourable Judges have been humiliated beyound recognition. Judges, who should be respected have been demeaned I think enough is enough. We should stop this sort of discussion Constitution and our own Rules of Procedure say that the conduct of the judges should not even be discussed in this House where there is freedom of expression, much less, it should be so talked about out in the streets. Our in infights such as not respecting our judiciary, has encouraged a proxy President across the

border to declare that can intervene in our sovereignty.

If we continue to do this are going to from across the border. So, the judicial crisis must be solved and I shall come to it at the end and give a sort of a framework or a solution which is do able and I hope that the House will to endorse it. But first let me come to the budget.

Briefly speaking, the budget lacks courage, it lacks vision, it lacksclarity, it is just a run of the mill budget. Sir, it has been said that we came into power very shortly. The period given to us was very limited. Let me remind them and remind the House that like them a Government came into power in the year 1946, in which Liaquat Ali Khan, who later became our Prime Minister was the Finance Minister. They just came as an interim Government and the budget he gave shook the foundation of the status quo. There was vision, there was clarity, but I find no such spark in the budget given by political parties and I feel very embarrassed and it is a matter of fact that I feel sorry for this. This was the time for them to have given a lead, they have failed to do so.

When I go through the budget and I have gone through it, I get an apprehension that the consequence of this budget is going to be stag flation. Sir, stag flation, as you know, has come into the economic lexican recently which means stagnation and inflation. The budget shows stagnation and it raises a fear of inflation in the future. I have an apprehension that Pakistan is going to suffer as a result of this budget with stagnation and inflation which is a very serious matter for any state

to face. There is nothing new in this budget. There is nothing that can show us that any improvement can take place it seems that if we are going to continue inflation is also going to be there.

Sir, when there is inflation, history says that there can be riots and when there is a stagnation, the history says that there will be more inflation. So we are going to be in this cycle and I would, therefore, ask the Finance Minister to be more careful as to how he manages after the budget, that whatever targets he has set in the budget are really achieved.

جناب چیئرمین! تعلیم کے لئے جو تخمینہ دیا گیا ہے اور جو شرح دی گئی ہے اس سے مجھے بے حد مایوسی ہوئی۔ تعلیم کی اہمیت کو ہم سب بہ تکرار یہاں بیان کرتے ہیں' سب کو احساسہے لیکن جو رقم اس کے لئے مخصوص کی گئی ہے وہ تو ایسے ہے جیسے کہ تعلیم کے محکمے کو ایک یتیم محکمہ سمجھا گیا ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ ہر شعبے سے تھوڑی تھوڑی کٹوتی کرکے' بہت سے ایسے شعبے ہیں' وہ جو رقم بچے وہ ساری کی ساری تعلیم کے محکمے میں' تعلیم کے شعبے میں خرچ کی جائے اور اس کو GDP 10% تک ضرور لایا جائے۔ میں عرض کروں گا کہ یہ بات لازماً کی جائے۔

(Thumping of desks)

یہ ممکن ہے اور اگر ہمارے وزیر خزانہ ایسا کرلیں تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ قوم انہیں سرسید احمد کا ثانی تو نہیں کہہ سکتی لیکن سرسید احمد کا ایک قابل فخر پیروکار ضرور قرار دیں گے اور اگر وہ اس مقام پر پہنچ جائیں تو وہ اس وزارت خزانہ کے مقام سے کہیں بہتر مقام ہے۔

Sir, now another issue is Dr. A.Q.Khan. Sir Dr. A.Q.Khan has been in what they call protective custody or what somebody call a restraint and he has been there now for considerable and an optimum period. Dr. A.Q. Khan is a patriot and allowing him full facility as a citizen shall cause no

harm and danger to Pakistan. He can defend himself and he shall defend the insterest of Pakistan much better than anybody else can do so. So I think this should be now done. This is the time to give him full facility and I am sure this will be the position.

جناب والا! یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ باوجود تمام مشکلات کے سٹیٹ بنک آف پاکستان کا اور اکنامک سروے کا تجزیہ ہے

and I quote "Economy of Pakistan is not structurally weak."

اس کی بنیادیں کمزور نہیں ہیں۔ یہ جہاں خوش آئند ہے۔ وہاں یہ ہماری گزشتہ حکومت کی کارکردگی کے حق میں ایک واضح admission ہے۔ حزب اقتدار والے اگر مبارک ہمیں نہیں بھی دیتے تب بھی ہم اپنے آپ کو مبارک دینے کا مستحق سمجھتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اسی حکومت، جو آج فیڈریشن میں ہے، کے سربراہ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے ISI کو ایک ایسا role دیا تھا جو میں حیران ہوں کہ انہوں نے دیا اور جو دینا نہیں چاہیے تھا۔ انہوں نے ISI کو political role دیا۔ جس سال سے انہوں نے political role دیا اس وقت سے اب تک ISI کا جو کردار رہا ہے جس پر ہم یہاں تنقید بھی سنتے آئے ہیں کیا میں ان سے ہی یہ تقاضا کرنے میں حق بجانب نہیں کہ یہ اس حکومت کا فرض ہے کہ وہ غلطی جو ذوالفقار علی بھٹو مرحوم سے ہوئی تھی اس کی درستگی یہ حکومت اس بجٹ میں کر دیتی اور ISI سے political role واپس لے لیتی۔ یہ ہیں وہ جرات کے فیصلے، یہ ہے وہ clarity, یہ ہے وہ support جس کی ضرورت ہے۔ جناب والا! پچھلی دفعہ بھی میں نے عرض کیا تھا کہ پاکستان میں human rights situation بہت بری ہے۔ انسانی حقوق کے حالات مخدوش ہیں، غیرمطمئن ہیں، غیر تسلی بخش ہیں۔ دنیا بھر میں independent Human Rights Commission ہے پاکستان میں نہ معلوم اب تک کیوں independent Human Rights Commission نہیں بنایا جا رہا۔ اسی حکومت کی جانب سے، اسی پارٹی کی جانب سے تقاضے ہوتے تھے کہ Human Rights Commission appoint کیا جائے، اس بجٹ میں اس کا

کوئی ذکر ہی نہیں۔ یہ کس قسم کی سیاست ہم کر رہے ہیں۔اس لیے میں تقاضا کروں گا کہ Human Rights Commission کے لیے بھی فوراً کوئی کارروائی کی جائے۔

Now, sir for the solution regarding Judiciary I know the time constraint, I have got many more things to say. But let me come to the solution for the Judiciary first. Sir, my suggestion would be, as I have already said that the Judges who took oath after 3rd of November should remain Judges of the Supreme Court. The Judges who had been functioning before 2nd November should all be restored. It seems that this is what has been done in budget by increasing 29 Judges in the Supreme Court. My first suggestion is amend the Supreme Court (Number of Judges) Act 1999 to increase the number of Judges to 29 or 27 whateverisadequate. That amendment, if it is brought by the Government, I assure the Government that our party will support such an act being amended for increasing the number of the Judges. We will support the Government on that particular matter.

No. 2. They have given a big constitutional package, huge constitutional package.

ایک ایسی آئینی دستاویز دی ہے جو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک نیا آئین بنایا جا رہا ہے۔ میری ان سے یہ درخواست ہے کہ آپ اس وقت اپنے آپ کو Judges کے مسئلے پر مرکوز کریں اور اس معاملے کو راستے سے ہٹائیں اور جلد سے جلد اس کا فیصلہ کریں۔ اس کے لیے بجائے اس کے کہ آپ اتنے بڑے package کو لے کر آئیں، ایک miniature package لے آئیے، ایک چھوٹا پیکج لے آئیے جس کا مقصد صرف عدلیہ کے اس مسئلے کو حل کرنا ہو اور اس میں ان تمام ججز کو جو پہلے ہیں اور جو بعد میں ہیں باقاعدہ تحفظ دیا جائے اور اس کی full validation کی جائے۔

چنانچہ

what I am saying is bring a miniature Constitutional Package just to restore the former Judges and retain the present Judges with full protection and indemnity to such restoration and such retention, full indemnity and validation for such restoration and such retention. Mr. Law Minister! I hope you are listening to that with full care. And sir, decide through, of course, a resolution that as the Judges keep on retiring in the Supreme Court because 29 is a huge number, we never heard of such alarge number of Judges in the Supreme Court and we should not have it, but we are dealing with the crisis. I am suggesting this as a one time solution. Sir, as the Judges keep on retiring, let us pass a resolution, Government should pass a resolution that as the Supreme Court Judges keep on retiring and they come to the number of 17, it should again be refixed at 17 which was the original number so that we come to normal. So that we can go from the abnormal position to the normal position in a dignified, honourable civilized manner. That is what we should do and that is what we as nation deserve.

Sir, may I say at this juncture, as a student of history and I want the members of this august House to please note that if this happens then out of the ashes of our present judicial crisis like a sphinx, a new independent Judiciary will rise. That independent Judiciary will certainly rise because now the civil society of Pakistan is the watch dog for the independence of Judiciary. Now, the Judiciary will not be able to be what

it has been in the past. Let us get over it. Let us solve the problem. Give them a chance and we shall be able to get back to our position..

Having said this, one or two more small little matters and then I will sit down sir. First, I would like to reiterate what I said about Kalabagh Dam. Sir, Kalabagh Dam is a national requirement. I know that when the World Bank first came to Pakistan, they said before you build Terbela Dam, make Kalabagh Dam, that was the time when there was no dispute on it. We better go back to it again.

[desk thumping]

I have heard the Leader of the House saying that Punjab has not raised this issue in the Council of Common Interests. My reading of the Council of Common Interests shows that the decision of deciding whether the Dam should be built or not, is not available before the Council of Common Interests. No.1. No.2. Council of Common Interests have never debated upon it. No.3. If they want to take it to the Council of Common Interests please, do take it there, we from the side of the Punjab will be able to represent our view point and I will see how the Punjab Government today, as it is in existence which has been claiming that Kalabagh Dam should be built, would not be able to take up the case in the Council of Common Interests, if there is a jurisdiction available. So, Kalabagh Dam is the need of the hour, is a national need. Let us build a consensus on it and remove those reservations which the people are talking about.

Sir, Leader of the House said here that the President should not bethe part of the Parliament. I was surprised to hear it from him. I know, it is in the package also. When the package will come before the House we will talk more in detail about it but because it was raised in the House during the budget session I would say how can the President be not a partof the two Houses? Is the President in India not the part of the two Houses? Is the Queen in England not the part of the Parliament? Where is it that the President is not? And if the President is to be informed under Article 48 by Prime Minister of what decision is being taken in the Cabinet, which Cabinet is responsible to the Parliament, how can you say President is not a part of Parliament? Again, when President is to address the Parliament, why you allow the constitutional right to a person who is not a part of the Parliament to come and address the Parliament. When a law is to be passed, it has to be given assent by the President, why do you ask somebody who is not a part of the Parliament to give assent to the law passed by the Parliament.

And then sir, Caretaker Prime Minister is to be appointed by the President. Sir, you have been the Caretaker Prime Minister, now they have used a new word, I am surprised that that word has been used by a very competent Law Minister, I am sure, he must be thinking over it how it has come. " A Neutral Caretaker Prime Minister." We will discuss that when the matter comes again in the form of package but "Neutral Caretaker Prime Minister," who is to appoint him whether neutral or

otherwise, the President who is going to hold the election and he is not a part of the House. So, there are many indicaters in the Constitution. Let us not for the reason that we have prejudice against incumbent of an office, destroy the sanctity of the office. President of the State who represents the State, represents the nation, represents the aspirations of the people of Pakistan. Let us give him a dignified position. Let us respect him as it is and therefore, with these words I will say this would not be the right decision.

And lastly sir, one last thing that please follow the peace process that you have undertaken. We started it. Now that you have started negotiations for dialogue with our local people whether they are called Taliban or whatever name you want to give it to them, follow it up with a political will. Follow it with the determination, we shall be behind you. Nation shall be behind you. Thank you very much.

جناب چیئرمین، محمد حسین صاحب۔

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: A clarification sir, I would like..........

Mr. Chairman: Personal explanation or what is this?

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Sir, you can say personal explanation but I think this clarification is very important to make. It is personal.

Mr. Chairman: I think, we are not taking anything like that.

Senator Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Sir, it is personal explanation.

Mr. Chairman: I think, let's not take any point in between which we have not done for these days. It will start a new trend. We have said 'no' to many people. Senator Muhammad Hussain.

سینیٹر سید محمد حسین: (عربی) جناب چیئرمین! آج کل کے حالات کا سب کو بخوبی علم ہے اور ان حالات اور رکاوٹوں میں اس طرح بہترین بجٹ پیش کرنا سمندر کے موجوں میں کشتی چلانے اور منزل مقصود تک پہنچانے سے کم نہیں اور ایسے حالات میں بجٹ پیش کرنا تیز ترین آندھیوں میں چراغ روشن کرنے کے مترادف ہے۔ وزیر خزانہ نے اور ان کے رفقاء نے جو بجٹ تیار کیا ہے اس بجٹ پر میں ان کو اور ان کے رفقاء کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اپوزیشن کے بعض ارکان صرف مخالفت برائے مخالفت کے قائل ہیں اور یہی ان کا کام ہے کہ وہ مخالفت برائے مخالفت کرکے صرف اپنی تقریر کو مزین کریں۔

تعلیمی میدان میں سابقہ حکومتوں کا کردار دیکھیں۔ پنجاب کا حوالہ دیتا ہوں کہ کہا کرتے تھے کہ پڑھا لکھا پنجاب، یقیناً پڑھا لکھا پنجاب تھا کہ ان پڑھے لکھے لوگوں نے ان کا سیاسی خاتمہ کر دیا۔ ان کا صرف یہی کارنامہ تھا کہ تعلیمی کتابوں میں، نصاب کی کتابوں میں اپنی رنگین تصاویر لگائیں۔ بہترین مضامین اور بہترین نصاب بنانے کی بجائے اس پر رنگین تصاویر چسپاں کیں ہیں۔ ہوس اقتدار میں وہ اتنے بدمست ہو گئے تھے کہ قریب تھا کہ ملک کی کرنسی کے نوٹوں پر بھی اپنی تصاویر جما لیتے۔ تعلیم کے میدان میں سب سے بڑا کارنامہ ان کا یہ تھا کہ نصاب کی کتابوں سے جہادی آیتوں کو ہٹایا جائے اور اپنی تصاویر کو ان پر لگایا جائے۔ قوم کو ان کی تصاویر کی ضرورت نہیں، قوم کو اچھے تصور کی ضرورت ہے۔ قوم کو اچھی تدبیر کی ضرورت ہے۔ تصویروں سے لوگوں کے دلوں پر آپ حکومت نہیں کر سکتے۔ کردار کے ذریعے حکومت کرنا ایک اچھی روایت ہے۔

جناب چیئرمین! جس طرح لال مسجد میں معصوم بچوں کا محاصرہ کرکے محفوظ راستہ دینے کے لئے تیار نہیں تھے آج وہ خود دن رات محفوظ راستہ تلاش کرنے کے لئے سوچ رہے ہیں۔ (فارسی) ہوس اقتدار میں اتنا غرور و تکبر کے لیے ایک شاعر فرماتے ہیں۔

غرور نہ کر خدا کی زمین پر سر اٹھا اٹھا کر
خدا نے ایسے کئی نقشے مٹا دیے ہیں بنا بنا کر

آج یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ ملک میں امن و امان کا مسئلہ ہے۔ ملک میں آگ لگی ہوئی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ آگ لگائی ہے کس نے اور آگ لگنے میں کتنا وقت لگتا ہے۔ لگانے میں کتنا وقت لگتا ہے اور اس کے بجھانے پر کتنا وقت لگتا ہے۔ جنہوں نے آگ لگائی ہے وہی کہتے ہیں کہ آگ لگی ہوئی ہے۔ آج مہمند ایجنسی پر امریکہ نے حملہ کیا۔ یہ لوگ واویلا مچاتے ہیں کہ ہمارے ملک کی سرحدوں کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ امریکہ نے یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے۔ یہ قطعاً اس پر خفا نہیں ہیں۔ یہ تو کب سے تسلسل چلا آ رہا ہے۔ امریکہ پر آج یہ لوگ اعتراضات کرتے ہیں صرف وہی ان کے دل میں ہے کہ امریکہ ان کو شکست سے نہ بچا سکا۔ ان کے ساتھ دوستی بھی رچالی اور شکست سے بھی نہ بچا سکے۔ مگر مچھ کے آنسوں بہانے والوں سے پوچھتا ہوں' امریکہ پر تنقید کرنے والوں سے پوچھتا ہوں کہ لال مسجد پر آگ کے گولے کس نے برسائے۔ جامعہ حفصہ کے معصوم بچوں اور بچیوں پر آگ کے بم کس نے برسائے۔ امریکہ پر تنقید کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

لوگ کانٹوں سے بچ کر چلتے ہیں
ہم نے پھولوں سے زخم کھائے ہیں

اپنے ہی لوگوں نے' اپنی ہی افواج نے ہم پر بمباری کی اور اتنا بڑا ظلم کیا۔ میں پوچھتا ہوں ان لوگوں سے کہ کس کو خوش کرنے کے لئے آپ نے یہ اقدام کیا تھا؟ میں پوچھتا ہوں کہ ان لوگوں سے کہ کس کو راضی کرنے کے لئے آپ نے یہ اقدام کیا تھا؟ وہ بھی راضی نہیں ہوئے لیکن آپ سے وہی ناجائز فائدہ انہوں نے پورا کیا۔ آپ کا کوئی مقصد حل نہیں ہوا۔

خدا ہی ملا نہ وصال صنم

ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

تعجب کی بات ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کے ورثاء سارے چیخ چیخ کر کہتے ہیں کہ ہمارا دعویٰ بیت اللہ محسود پر نہیں ہے بلکہ وقت کے حکمرانوں کے بعض اشخاص پر ہے لیکن پھر بھی حقیقت سے لوگوں کو ناواقف رکھنے کے لئے اور اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ایسے دعوے کر رہے ہیں کہ وہ دعویٰ لاحاصل ہے۔

جناب چیئرمین! آج جو لوگ بجٹ پر اعتراضات کرتے ہیں، میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے جو وعدے کیے تھے کیا وہ وعدے آپ لوگوں نے پورے کیے ہیں؟ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ 2007 تک ہم پورے ملک میں بجلی پہنچائیں گے۔ کوئی بھی اس دعوے سے انکار نہیں کر سکتا۔ میں پوچھتا ہوں، یہ لوگ کس منہ سے ہم پر اعتراضات کرتے ہیں؟ 2007 تک بجلی پہنچانا تو چھوڑیں، ان کا مقصد میرے خیال میں یہ تھا کہ 2007 تک ملک میں بجلی کی پیداوار آدھی بھی نہیں رہے گی۔ Load shedding کی یہ صورتحال ہے کہ آج پورے ملک میں بیس، بیس گھنٹے load shedding ہوتی ہے۔ یہ ثمر کسی چیز کا ہے؟ یہ اس بیج کا ہے جو بیج پہلی حکومت نے بویا تھا، اب وہی ہم کاٹ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! موجودہ بجٹ کو میں غریب دوست، عوام دوست کہنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی تجاویز دیتا ہوں کہ فاٹا کے لیے جو funds مختص کیے گئے ہیں، وہ funds ناکافی ہیں، اس میں مزید اضافہ کیا جائے۔ فاٹا میں 80%, 90% بجلی نہیں ہے۔ فاٹا سڑکوں سے محروم ہے۔ فاٹا تعلیمی اداروں سے محروم ہے۔ فاٹا ہسپتالوں سے محروم ہے۔ فاٹا میں ٹیلی فون نہیں ہے۔ میں اپنے گاؤں کا حوالہ دیتا ہوں، جس میں بجلی نہیں۔ میں اپنے گاؤں کا حوالہ دیتا ہوں، جس میں ٹیلی فون نہیں۔ میں اپنے گاؤں کا حوالہ دیتا ہوں، جس میں سڑک نہیں۔ میں اپنے گاؤں کا حوالہ دیتا ہوں، جس میں ہسپتال نہیں۔ کیا حق پہنچتا ہے ایسے لوگوں کو حکومت کرنے کا؟ صرف مزے لینے کے لیے آئے ہیں۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر سید محمد حسین: فاٹا کے بارے میں فیصلہ ہوا ہے کہ ہم ان کو مزید بجلی نہیں دیں گے۔ میں اس فیصلے کو مسترد کرتا ہوں اور ایسے فیصلوں کی مذمت کرتا ہوں اور حکومت وقت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ واپڈا والوں کو سمجھائیں اور ان کو متنبہ کریں کہ ایسے فیصلے نہ کریں اور اپنا فیصلہ واپس لیں۔ بجلی نہ ہونے کے باوجود خاصہ داروں سے -/Rs.250 ماہانہ لیے جاتے ہیں' ان کی تنخواہوں سے کٹوتی ہوتی ہے۔ حالانکہ 80%, 90% علاقوں میں وہاں پر بجلی نہیں ہے۔ یہ سراسر ظلم اور زیادتی ہے۔

ملک میں مساجد کی تعمیر کے لیے خصوصی فنڈ مختص کیا جائے۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ مساجد تعمیر کرنا عوام کی ذمہ داری نہیں ہے' یہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے خاص فنڈ مختص کیا جائے۔ خاص طور پر اسلام آباد کی ان مساجد کے لیے جو شہید کی گئی ہیں۔ جو سابقہ حکومت کے مظالم کا شکار ہوئی ہیں۔

اسلام آباد کی سڑکوں پر جب ہم جاتے ہیں تو بے چارے پولیس والے بھکاریوں کی طرح کبھی ایک گاڑی کو اشارہ دیتے ہیں اور کبھی دوسری گاڑی کو' ان کے لیے خاص بندوبست کیا جائے تاکہ ان کی جائے سکونت سے duty تک آنے جانے کا بندوبست ہو تاکہ ان کے لیے سہولت ہو اور ان کی تنخواہوں میں بھی خاطرخواہ اضافہ کیا جائے تاکہ وہ حرام خوری' چوری اور ناجائز کاموں کو چھوڑ دیں۔

آخر میں پھر' اس بدترین صورتحال میں بجٹ کو تیار کرنے پر' اتنی بڑی رکاوٹوں کے باوجود بہترین بجٹ تیار کرنے پر میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور یہی ہماری توقع تھی اور یہی ہماری امید تھی اور ہماری توقع پوری ہوئی۔ آخر میں میں اس شعر پر اپنی بات کو ختم کرنا چاہتا ہوں'

روشن کیا تھا ہم نے جو امید کا چراغ
گل کر سکی نہ وقت کی منہ زور آندھیاں

بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ وقت کی پابندی کرنے کا بھی شکریہ۔ ڈاکٹر عبدالمالک۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک، جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ Budget document ایک اہم document ہوتا ہے۔ اس پر رائے زنی کرنے سے پہلے میں یہی سمجھتا ہوں کہ کسی بھی مملکت کے یا کسی بھی حکومت کے معاشی استحکام کے لیے ضروری ہے کہ اس ملک میں سیاسی استحکام ہو۔ عوام نے جو ایک mandate دیا ہے کہ آمریت سے جمہوریت کی طرف ملک گامزن ہو، میں سمجھتا ہوں کہ جس سیاسی استحکام کی اس ملک کو ضرورت ہے پاکستان پیپلز پارٹی وہ دینے میں اب تک کامیاب نہیں رہی ہے کیونکہ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ ہے سیاسی طور پر عدلیہ کی آزادی، ججز کی بحالی اور جنرل مشرف کی ہمیشہ کے لیے impeachment اور تیسرا جو سب سے بڑا اور اہم problem جو میرے لیے ہے، وہ بلوچستان میں فوجی operation کا خاتمہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کی coalition Government کے جو سیاسی اور بنیادی مسائل ہیں اب تک ان کو حل کرنے میں کامیاب نہیں رہی۔ لہٰذا جب تک یہ مسائل حل نہیں ہوں گے، اس ملک میں معاشی استحکام ایک خواب ہی ہو سکتا ہے جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہ ہو۔

جناب چیئرمین صاحب آج بھی، اس وقت جو ہم بات کر رہے ہیں، بلوچستان میں مار دھاڑ کا سلسلہ جاری ہے۔ بلوچستان میں پچھلے دو ہفتوں میں کئی ایسے نوجوانوں کو اٹھایا گیا اب تک اسی floor پر ہم بار بار یہ عرض کر رہے ہیں کہ خدارا جو آپ نے لوگ اٹھائے ہیں، ان کو لاؤ، اب مزید کیوں اٹھا رہے ہیں۔ جیسے بنگزئی صاحب نے اس دن شیردل بنگزئی کے بارے میں بتایا، اس کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں، وہ میرا دوست ہے، اس کے تین operation ہوئے ہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ اس کا چاچا میر عبدالنبی بنگزئی گزشتہ آٹھ سالوں سے جیل میں ہے لیکن بجائے اس کے کہ آپ عبدالنبی بنگزئی کو چھوڑتے آپ نے اس کے بھتیجے کو غائب کر دیا ہے۔ ہم یہاں پر چیخ رہے ہیں اور چلا رہے ہیں کہ وہ ایک عام نوجوان ہے اور میں ذاتی طور پر اس کو جانتا ہوں۔

جناب چیئرمین! بلوچستان میں جو یہ مار کٹائی ہو رہی ہے' آپ یقین کریں' یہاں پر وزیر قانون بیٹھے ہوئے ہیں' آپ ان سے کہیں کہ بلوچستان کے تمام cases جو نواب اکبر شہید کے معاملے میں جو وہاں پر گڑبڑ ہوئی وہ تمام cases terrorist courts کے ہیں' ان کو Interior سے کوئٹہ میں منتقل کیا گیا ہے۔ اب وہاں پر ڈیڑھ سالوں سے ہم پیشیاں بھگت رہے تھے لیکن ہمارے لوگوں کو کوئٹہ آنا پڑتا ہے۔ آپ مہربانی کرکے اس کو examine کریں۔ جس طریقے سے آپ نے سندھ کے لوگوں کے cases ختم کیے ہیں' ہمارے cases بھی ختم کریں۔ وہ سیاسی مسائل تھے' سیاسی agitations تھیں' وہ ہمارا بنیادی حق تھا اور ہم نے agitate کیا اور آپ نواب اکبر خان کو شہید کرتے ہیں اور پھر ہم سے یہ expect کرتے ہیں ہم کچھ نہ بولیں۔ How is it possible, sir? لوگ جل رہے ہیں۔ ہمارے نوجوان جل رہے ہیں خدارا! آپ ان مسئلوں کو دیکھیں' بلوچستان میں فوجی آپریشن کو بند کریں اور صرف بیانات سے کام نہیں چلے گا۔ آپ cases کو withdraw کریں۔ اب روزانہ وہاں پر جلسے ہو رہے ہیں۔ ایک بلوچ حیدر رئیسانی کے تمام بلوچستان میں جلسے ہو رہے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ یہ بلوچستان کا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ ایران کا ہے۔ اس کو ایران میں واپس کر دو۔ آپ کم از کم وہاں کی حکومت کو تو اعتماد میں لیں۔ جناب والا! جب تک یہ سیاسی مسئلے حل نہیں ہونگے میں نہیں سمجھتا کہ اس ملک میں معاشی استحکام آئے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ میں نائیک صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ جب بھی پاکستان پیپلز پارٹی اپوزیشن میں ہوتی ہے وہ نیو کنٹریکٹ کی بات کرتے ہیں۔ ہم لوگ خوش ہوتے ہیں کہ نیا معاہدہ آ رہا ہے اس میں ہماری کچھ معاشی ترقی ہوگی' کچھ ہمارے حقوق کو تحفظ دیا جائے گا لیکن بدقسمتی سے میں کہتا ہوں کہ جو آئینی پیکج لایا گیا ہے اس میں ماسوائے جو پشتونوں کو پہلی مرتبہ recognition ان کی جدوجہد کی وجہ سے ملی ہے۔ این ڈبلیو ایف پی کا نام تبدیل کر کے پختونخواہ رکھیں گے اس کے علاوہ اور کوئی چیز میں نے نہیں دیکھی۔ میں اتنا قابل لائق نہیں ہوں کہ آئین کو سمجھ سکوں۔ جناب والا! اکیسویں صدی میں آئینی طور پر نائیک صاحب آپ کو protect کرنا ہوگا۔ میں اپنی قومی شناخت کو کسی بھی صورت میں تبدیل کرنے کے لیے

تیار نہیں ہوں۔ میں بلوچ ہوں بحیثیت بھائی آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ یہاں پر پشتون ہیں' سرائیکی ہیں' پنجابی ہیں' سندھی ہیں آپ کو constitutional protection دینا ہوگی کہ میرا تشخص ضائع نہ ہو' میری زبان ضائع نہ ہو۔ ساؤتھ افریقہ میں official گیارہ زبانیں ہیں۔ یہاں پر اگر آپ آئین میں اس کو recognize کریں تو کیا فرق پڑے گا۔

جناب والا! یہاں پاکستان پیپلز پارٹی کے قابل وزیر بیٹھے ہوئے ہیں' میرا اور سرحد کا سب سے بڑا پرابلم وسائل کا ہے۔ جو minerals پیدا ہوتے ہیں چاہے وہ پختونخواہ کے ہوں یا سندھ کے ہوں' یا پنجاب کے ہوں' یا بلوچستان کے ہوں جو وسائل ہمارے ہیں۔ انہیں ہمیں دے دیں۔ minerals ہمارے بلوچستان میں پیدا ہوتے ہیں' SANDAK پراجیکٹ وہ ہمارا ہے' گیس وہاں پیدا ہوتی ہے۔ گیس ہماری ہے اور اس وقت سب سے بڑا problem port کا ہے۔ جیسے ہمارے بہت سے دوستوں نے کہا کہ we agree on fourth subject ہماری پارٹی کا attitude ہے کہ ہم تین subject وفاق کو دے دیں۔ ہم aviation اور port کے حق میں نہیں ہیں۔ کیونکہ ports کے حوالے سے ہمارے وجود کو خطرہ ہے۔ بار بار کہہ رہے ہیں کہ آپ جب تک وسائل کی ہمیں protection نہیں دیں گے' جو minerals وہاں پر ہیں' جو وسائل وہاں سے نکلتے ہیں وہ اس صوبے کے ہیں۔ وہ اس federating unit کے ہیں جب تک آپ اس کو assure نہیں کریں گے یہ آگے نہیں جائے گا۔ آپ crisis سے نہیں نکلیں گے۔ آپ بے شک یہاں پر جتنے package لائیں لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ جو میرا حصہ ہے وہ آپ مجھے دے دیں۔ اس کے علاوہ خاص طور پر ایک چیز یہاں پر point out کرنا چاہتا ہوں کہ جب تک آپ عوام کی رائے کو اہمیت نہیں دیں گے۔ خاص طور پر جو بلوچستان میں ہو رہا ہے۔ ایجنسیاں بلوچ میں point out کرتی ہے کہ اس حلقے سے کس کو نیشنل اسمبلی سے جتوایا جائے' کس کو صوبے میں جتوایا جائے۔ جب تک بلوچستان میں آپ عوام کی رائے کو اہمیت نہیں دیں گے۔ ایجنسیاں مداخلت ختم نہیں کریں گی وہاں پر آپ پر آپ stability نہیں لا سکتے۔

جناب والا! یہاں پر این ایف سی کے بارے میں بجٹ تقریر میں کہا گیا۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کا این ایف سی کے بارے میں ریکارڈ ٹھیک نہیں ہے۔ میں گزشتہ

این ایف سی میں تھا جب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔ میں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے وزیر اعلیٰ مرحوم عبداللہ شاہ اور شیر پاؤ صاحب بھی موجود تھا۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے ------

(اس مرحلے پر اذان ظہر سنائی دی)

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک : چیئرمین صاحب! میں عرض کر رہا تھا کہ ہم تینوں صوبوں نے، پشتونخواہ سندھ اور بلوچستان نے کوشش کی کہ ہم این ایف سی میں جو criterion population کا ہے اس کو تھوڑا بہت تبدیل کریں۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ دنیا کی جتنی NFC ہیں، دنیا میں جہاں کہیں بھی دولت کی تقسیم ہے، جس کو ہم منصفانہ کہتے ہیں اس میں یہ criterion نہیں ہے۔ جب تک population criterion ہوگا اس میں ہم چیختے رہیں گے۔ ہم چیخیں گے کیونکہ ہمارا بس نہیں چلتا۔ تین صوبوں کا میں گواہ ہوں۔ اگر اس دفعہ بھی این ایف سی پہ پاکستان پیپلز پارٹی نے compromise کیا اور پھر وہی چیز دہرائی کہ اس میں consensus نہیں آرہا ہے۔۔ Then we should carry on previous NFC. یہ پھر ہمارے ساتھ ایک مذاق ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ این ایف سی میں multiple criteria رکھیں جس میں بے شک population ہو، جس میں backwardness ہو، جس میں بے شک area ہو اور production ہو لیکن it should be based on multiple. تو میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اس وقت آپ کے لیے بہت ضروری ہے کہ آپ چیزوں کو صحیح کریں۔ یہ اقتدار آنی جانی چیز ہے، آپ کل پھر آئیں گے کل پھر لوگ طعنے دیں گے کہ جب آپ کے ہاتھ میں این ایف سی ہے تو آپ نے کیوں compromise کیا۔ آپ جب new social contract کی بات کر رہے تھے تو آپ نے کیوں اس پر compromise کیا۔ میں coalition حکومت کے main leaders سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ سیاسی مسئلوں پر compromise نہ کریں اگر آپ نے compromise کیا تو یہ compromise نقصان دے گا۔

جناب والا! اس کے علاوہ میں بجٹ پر آتا ہوں۔ بجٹ جو میں نے roughly دیکھا ہے۔ mainly اس کے current expenditure ہیں اور یہ جو expenditures ہیں یا تو ہماری

divisions ہیں، autonomous bodies ہیں یا فوج ہے اس پر خرچ ہوتا ہے۔ چونکہ میں martial race نہیں ہوں لہذا میری فوج میں کوئی نمائندگی نہیں ہے اور وہ martial race جو انگریز نے define کیا تھا۔ اس martial race کو آج اگر آپ compare کریں second world war کے وقت تین لاکھ اکیاون ہزار سپاہی پنجاب سے لیے گئے تھے اور ممبئی سے صرف نو ہزار لیے گئے تھے کیونکہ وہ martial race نہیں ہیں۔ اب وہ martial race کہاں پر stand کر رہے ہیں وہ دنیا کی ایک طاقت بن رہے ہیں۔ جو global situation ہے وہ ہندوستانی جو martial race نہیں تھا آج ناسا پر اس کے 43% scientists بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو جو current expenditure ہیں جو 1453 بلین ہے اس کا جو trikle down ہے اس کا بلوچستان پر تو سایہ بھی نہیں پڑے گا۔ کیونکہ نہ اسلام آباد کی نوکریوں میں ہمارا حصہ ہے۔ نہ فوج میں ہمارا share ہے اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ملے گا۔

جناب والا! جہاں تک development کا تعلق ہے 550 بلین کے development budget کو جو میں نے کریدنے کی کوشش کی ماسوائے وہی پراجیکٹ جو on going ہیں، چاہے وہ کیڈٹ کالج کی شکل میں ہو یا کچھ ڈیم کی شکل میں ہو as such بلوچستان میں کوئی بھی نئی سکیم شامل نہیں کی گئی۔ سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے وزیر صاحب بیٹھے ہوئے تھے چلے گئے ہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کہ earthquake کے لیے ستائیس ارب روپے رکھے ہیں وہ میرے بھائی ہیں۔ لیکن میرانی ڈیم کے پچیس ہزار لوگ ابھی تک خیموں میں پڑے ہوئے ہیں جن کے لیے آپ نے ایک شاہرانہ نہیں رکھا ہے حالانکہ آپ کا بھی اعلان ہے کہ بلوچستان میں سیلاب زدگان کے لیے ہم آٹھ ارب روپے دیں گے۔ سندھ کے لیے چھ ارب روپے دے دیں گے اور اس document میں ایک آنہ بھی آپ لوگوں نے reflect نہیں کیا۔

میرانی ڈیم کے لوگ اب تک برباد ہیں۔ Sir میں پچھلے دنوں گیا تھا، بلیدی صاحب بھی وہاں گئے ا ہم نے دیکھا کہ گزشتہ ایک سال سے وہ لوگ 48,50 ڈگری سنٹی گریڈ پر خیموں میں رہ رہے ہیں ۔ کوئی ایسا دروازہ نہیں ہے جو ہم نے نہیں کھٹکایا۔ خدا کے لیے جنرل مشرف نے جو اعلان کیا ہے وہ تو دے دو بھائی۔ آٹھ ارب کا اعلان بلوچستان کے لیے کیا، چھ ارب کا سندھ

کے لیے، تو کم از کم وہ تو دے دو۔ مجھے انتہائی مایوسی کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ اس سے پہلے ہم نے Finance Division سے بات کی۔ میرے خیال میں گورنر بلوچستان نے وزیر اعظم صاحب سے بات کی، Disaster Cell سے ہم لوگ ملے کہ آخر یہ جو لوگ پڑے ہوئے ہیں اب یہ کیا کریں؟ ان کو تو چھوڑو کہ آپ نے ان کو بے گھر کر دیا۔ بگٹی اور مری، اس گرمی میں نصیر آباد کے میدانوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ ان کو چھوڑو وہ جو آپ کے ڈیم نے لوگوں کو برباد کیا ہے۔ پچیس ہزار لوگ اب بھی پڑے ہوئے ہیں، ان کے لیے تو کچھ کرو۔ میں رضا صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ Sir ہمارے اس مسئلے کو include کرو جو بلوچستان کے سیلاب کے لیے آپ نے پچھلی government میں announcement کی تھی وہ آپ ہمارے لوگوں کو دے دیں، نہیں تو یہ سارے برباد ہو جائیں گے۔

میں اس کے ساتھ گزارش کرتا ہوں چیئرمین صاحب! کہ ہمارے ساتھ commitment ہے کہ ہم میرانی کے spill way کو بڑھائیں گے۔ اب چھ سو فٹ ہے، چھ سو فٹ میں وہ 71 کے level تک پہنچ گیا ہے اور اگر اس کے spill way کو نہیں بڑھایا تو تربت کا جہاں پر DCO ہے وہ 84 ہے۔ اگر next flood آ گیا تو یہ تمام جہاں پر F.C. کا کیمپ بھی ہے، اگر آپ نے spill way کو نہ بڑھایا تو یہ ہمارا تاریخی شہر ڈوب جائے گا۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھ لیں ذرا۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! بس میں دیکھ رہا ہوں، تو میری گزارش ہے کہ کم از کم میرانی ڈیم کے حوالے سے رضا صاحب! آپ ان کو کہہ دیں۔ فاروق صاحب سے میری گزارش ہے کہ خدارا! اس package کو تھوڑا سا وسیع کر لیں۔ ہم لوگ جو لٹے ہوئے لوگ ہیں، بد قسمت لوگ ہیں، جب زمین کے نیچے کسی کو پتا نہیں تھا۔ ہمارے چرواہے اس کے رکھوالے تھے۔ جب گیس نکلی تو آپ نے لے لی۔ میٹھا پانی ہے تو کہتے ہیں کہ میرا ہے لیکن میرا جو کھارا پانی ہے وہ کہتے ہیں کہ آپ کا نہیں ہے۔ پانی تو پانی ہے۔ آپ اپنے میٹھے پانی کو لیتے ہیں میرے کھارے پانی کو مجھے دو جس کی آمدنی بلوچستان پر خرچ ہو جائے۔

انہی گزارشات کے ساتھ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا کیونکہ میں آپ سے ہر بار کہتا ہوں کہ میں ایک سوچ کو represent کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ہمیں آپ کی سوچ کا احترام ہے' آپ کے لیے بہت احترام ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جی آپ کی بڑی مہربانی۔ Thank you very much, Sir.

Mr. Chairman: Most welcome. Mr. Ilyas Bilour.

سینیٹر الیاس احمد بلور: اگر مجھے آپ پندرہ منٹ دیں تو تب میں تقریر کر لیتا ہوں ورنہ---

جناب چیئرمین: دس منٹ لے لیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: نہیں Sir, دس منٹ نہیں' بیس بیس منٹ لوگوں نے تقریر کی ہے۔

جناب چیئرمین: جنہوں نے بیس منٹ کی ہے اس وقت دوسرے speakers موجود نہیں تھے تو میں اور کیا کرتا۔ پچھلے دو دن بھی جو نہیں تھے ۔ میں کس طرح House چلا رہا ہوں مجھے اندازہ ہے۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: مہربانی کریں Sir' مہربانی کریں۔

جناب چیئرمین: مجھے اعتراض نہیں پھر آپ کے باقی ساتھی رہ جائیں گے۔ آپ دو گھنٹے لے لیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: سارے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اصل میں مجھے بڑا افسوس ہے۔ جناب! میں بڑا short کرنے کی کوشش کروں گا۔ پندرہ منٹ' مہربانی کریں Sir, Thank you very much.

جناب چیئرمین: بسم اللہ کریں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب! اس سے پہلے کہ میں اپنی تقریر کا آغاز کروں مجھے

بڑا افسوس ہے کہ جو میرے بھائی، learned لوگ بول کے چلے گئے ہیں اگر وہ ہوتے تو ان کا جواب دینے کا مزہ آتا۔ Sir میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ Thank you very much, Mr. Chairman,that you have allowed me to speak on the budget. آپ کو علم ہے،

You were a Senator with the people sitting on that side of the House. Wewere sitting on that side of the House and all the five years I have beenspeaking on the budget. Every year, last year, Mr. Haroon has supportedme also and all the four years nobody has supported me from thegovernment side. I was telling that this is jugglery. The Ex-Finance Minister, I don't know his name because the name which I know, if I just call that name, my brother sitting on that side, they get annoyed. The Ex-Finance Minister plus Prime Minister, the way he has presented his budget and the way he has ruined this country. Nobody else can do it. Nobody else can do it, Sir.

میں صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں Sir کہ میں بار بار یہ کہتا رہا ہوں کہ ٹیکسٹائل انڈسٹری، میری کوئی ٹیکسٹائل انڈسٹری نہیں ہے لیکن میں پاکستانی کی حیثیت سے، 67% آپ کی export جو textile پر ہے، آج آپ کا trade deficit اٹھارہ بلین تک پہنچ چکا ہے۔ یہ شرم کی بات ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ یہ اس Government نے تو نہیں لیا۔ یہ previous government لے کے آئی ہے اور کس کو export کا انچارج بنایا گیا تھا، ایک بوٹ پالش بیچنے والے کو، Reckit and Colman والے کو لا کر نو سال Chairman, Export Promotion Bureau بنایا گیا اور میں نے اس ہاؤس میں یہ بھی کہا تھا کہ مجھے بتائیں کہ اس نے اس نو سال میں کتنے tour کیے ہیں؟

Sir مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے جب میں یہ باتیں ادھر سے سنتا ہوں تو دل دکھتا ہے۔ دل اس لیے دکھتا ہے کہ کاش ان میں اتنا ضمیر ہوتا کہ وہ ادھر بیٹھ کر بھی وہ بات کردیتے۔ ہم

میں ضمیر ہے۔ میں آپ کو ابھی بتاؤں گا۔ Sir میں ایک چھوٹی سی بات کہتا ہوں کہ پچھلے پانچ سال وہ کہتے رہے ہیں کہ ہمارا growth rate 6%, 7%, 8% بھی ایک دفعہ انہوں نے کہا۔ I never accepted those growth rates. اگر اس کو پانچ پرسنٹ بھی لگائیں Sir آٹھ سال انہوں نے حکومت کی ہے۔ آٹھ سال میں جنرل مشرف صاحب نے 40% اگر growth کی ہے تو مجھے یہ بتائیں کہ اس آٹھ سال میں اس نے وہ جو growth کی ہے، کیا اس نے ایک میگاواٹ بجلی produce کی ہے؟ ایک میگاواٹ بجلی produce کی ہے؟ آپ خود سوچیں، خدارا! کہ اگر بجلی produce ہوتی تو آج یہ load shedding کا حشر نہ ہوتا۔ کیوں نہیں کی۔

He was not interested in Pakistan. He was interested in making money, taking his bag and going out of the country. He doesn't have stake in this country. I say he doesn't have any stake in the country and the people sitting on that side.

خاموش بیٹھے ہوئے تھے، ہم شور مچا رہے تھے کہ اس کا اس ملک میں کوئی stake نہیں ہے۔ وہ Finance Minister بن کے آیا ہے۔ وہ وہاں سے بھیجا گیا ہے۔ یہاں اس کو Prime Minister بنا دیا گیا ہے اور اس کا کوئی stake ہی نہیں ہے۔ آج وہ بریف کیس لے کے چلا گیا ہے اور billion of dollars لے کر گیا ہے۔ Stock Exchange کے سب brokers کے ساتھ وہ ملا ہوا تھا، شریک تھا۔ مجھے ایک ایک کا پتا ہے۔ کیا ادھر کے لوگوں کو نہیں پتا۔ میں خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ ان کے دلوں میں روشنی ہے، ان کو پتا ہے لیکن وہ اس وقت نہیں کہہ سکتے تھے۔ کیوں؟ اس لیے نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ اپنے ضمیر کی بات نہیں کہنا چاہتے تھے۔ دل کی بات کہنا بہت ضروری ہوتا ہے Sir۔

دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں، بڑی بدقسمتی سے میں ایک چھوٹی سی بات کہنا چاہتا ہوں جو پہلے بھی ایک دفعہ بجٹ میں کہی تھی۔ 14 اکتوبر 1999ء میں as a Finance Minister that gentleman, I will not name even then, that man was taken as a Finance Minister. Former elected government, all those people who are

اب یہ (ق) لیگ میں چلے گئے ہیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ still sitting on that side. ہیں جو (ن) لیگ میں تھے۔ ان سے government لی گئی اور وہ چودہ اکتوبر کو government میں بیٹھا۔ اس وقت پاکستان کا reserve, with due respect to your honour, کیونکہ آپ سے کوئی بات چھپی نہیں ہے، youmust be knowing it. چار سو پچاس ملین تھا۔ جب government کو take over کیا اس وقت پاکستان کا reserve چار سو پچاس ملین تھا۔ کیوں؟ اس لیے کہ (ن) لیگ والوں نے یا مسلم لیگ والوں نے، اس وقت مسلم لیگ کی government تھی، انہوں نے blast کیا تھا۔ sanction لگ گئی تھی اور سب sanctions کے بعد 450 million $ dollar ہمارے reserve رہ گئے تھے لیکن میں آج دعوے سے پوچھتا ہوں، میرے ادھر Leader of the Opposition بیٹھے ہوئے ہیں، باقی سب دوست بیٹھے ہوئے ہیں، اختر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ 9/11 کے وقت آپ کے پاس کتنا reserve تھا؟ اگر کسی کو figure یاد نہیں تو میں بتانے کے لیے تیار ہوں۔ 9/11 کے وقت آپ کے پاس صرف چھ سو ملین تھا۔ 600 million میں سے 300 million آپ کا اپنا تھا اور 300 million افغانستان کی طالبان گورنمنٹ کا تھا جو آپ بعد میں کھا گئے ہیں۔ 600 million reserve آپ کے پاس تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں اس dynamic آدمی نے دو، پونے دو سال میں کیا کیا ہے۔ کیوں نہیں reserve لایا۔ پھر 9/11 ہوا۔ جب پیسہ آپ کا، جو پاکستانی بڑے بڑے لوگ ہیں، جن کا پیسہ باہر transfer کیا ہوا تھا، جب وہ پیسہ وہاں ان کا safe نہیں ہوا تو وہ سارے پیسے یہاں لائے۔ یہ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم نے 17 billion dollar reserve کر دیا ہم نے 18 billion dollar کر دیا۔ ارے بھائی اگر تو نے 17 billion کیا تو دو سال میں آپ نے کیا کیا ہے۔ دو سال میں تو آپ نے اپنا 150 reserve billion rupees کم کیا۔ 300 million dollar تو آپ کے پاس افغانستان کا reserve تھا۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ کیا۔ جب امریکہ اور یورپ میں پاکستانیوں کا، عربوں کا اور دوسرے لوگوں کا پیسہ safe نہیں تھا تو سب نے transfer کیا تو 17 billion یہاں آیا۔ اب وہ 17 billion ہم یہ کہتے رہے ہیں کہ یہ کب trickle down کرے گا۔ ہر بار ہم کہتے رہے ہیں،

ہر بجٹ میں ہم کہتے رہے ہیں۔ خدا کو حاضر وناظر جان کر بولئے، آپ میرے ساتھ ہی سارے آئے ہوئے تھے، کیا ہم نہیں کہتے رہے، پانچ سال ہم کہتے رہے کہ وہ trickle down کب کرے گا؟ ہاں! جناب والا! وہ trickle down ہو گیا ۔وہ trickle down کیسے ہوا۔ وہ trickle down wheat کی شکل میں ہوا ۔ اس گورنمنٹ نے 2 million tons wheat 200 dollars میں export کی۔ جنرل فاروق کا خود کہنا ہے جو اس وقت Security Incharge تھا ، آپ لوگوں نے بنایا تھا۔ اس نے کہا کہ 3 million tons wheat India میں اور 2 million tons Afghanistan میں smuggle ہوئی ہے ۔ تو جناب والا! یہ wheat کی شکل میں trickle down ہوا ہے۔ غریب کو کھانے کے لیے نہیں ملا۔ یہ trickle down ہوا ہے۔ میں تو یہی کہتا ہوں کہ یہ trickle down کہاں ہوا ہے ؟ ہاں ! یہ trickle down ہوا ہے۔ وہ 17 billion reserve Stock Exchange میں اور property میں لگا ہے۔ اگر وہ پیسہ یہاں لا کر Industrial Development میں لگتا تو یہاں کی manufacturing جو ہے وہ بڑھتی۔ آپ کی manufacturing بڑھتی آپ کی labour لگتی۔ ہم اس وقت روتے تھے کہ خدارا! یہ manufacturing میں لگنا چاہیے لیکن کوئی manufacturing میں نہیں لگا۔

جناب والا! میں تھوڑی سی اور بات کرنا چاہتا ہوں۔ Justice Thaheem Sahib نے بڑی اچھی بات کہی اور Jamal Sahib نے بھی اچھی بات کہی۔ Thaheem Sahib نے کہا کہ یہ Kala Bagh Dam کو ایک broad sense میں سوچنا چاہیے انہوں نے کہا ہم چار بھائی ہیں۔ مجھے کسی نے کہا میں مانتا نہیں ہوں کہ ایک بھائی ہے اور تین بہنیں ہیں۔ لیکن میں یہ نہیں مانتا۔ ہم چار کے چار بھائی ہیں۔ لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جیسے جمال بھائی نے کہا کہ ہمیں ملک کی پوری چیز کو سوچنا چاہیے اور نہروں کو پکا کرنا چاہیے آج پھر میرے ایک بڑے عزیز دوست، میرے بزرگ، S. M. Zafar Sahib اس دن بھی میں نے ان کو بولا اور آج پھر وہ بولے ہیں ۔ I have got a great regard for him. Sir, I am a political student. میں ایک political worker ہوں۔ میں ان کو ایوب خان کی گورنمنٹ میں جب وہ Law Minister تھے، میں وہاں لاکڑتی میں جا کر ان کو سنتا تھا۔ Sir, I am a political worker. لیکن میں ان کی

بڑی عزت کرتا ہوں، میں ان کو یہ request کرتا ہوں کہ خدا را! پاکستانی بن کر سوچیئے، صرف پنجابی بن کر مت سوچیئے۔ Try to become a Pakistani. جب تین Assemblies نے unanimously resolution pass کیاہے اور یہ جو ہمارا Senate House ہے یہ چار صوبوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ چار بھائیوں کی کرتا ہے، ایک بھائی تین بہنوں کی نمائندگی نہیں کرتا۔ ہم چار بھائی ہیں اور چار بھائیوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ خدا را! اس کو پاکستانی بن کر سوچیئے اور آئندہ یہ جو الفاظ ہیں یہاں مہربانی کر کے نہ لائیے۔

(مداخلت)

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! I am just telling you that we are four brothers. Mind it. آپ بھی ہمارے بھائیوں کی طرح ہیں۔ آپ چار بھائی ہیں۔ جناب والا! جس طرح جمال بھائی نے ایک بات کی کہ اس بجٹ میں انہوں نے کہا، کہ جو black money ہے وہ 2% کے اوپر allowed ہے۔ میرے خیال میں وہ میرا چھوٹا بھائی ہے، اس کو یہ پتا نہیں ہے کہ پچھلی جو ان کی حکومت تھی اور اس سے پہلے مشرف صاحب کے تین سال تھے، ان سارے سالوں میں آپ اگر یہ US dollar میں باہر سے پیسہ منگوا لیتے تھے تو آپ کے پیسے white ہو جاتے تھے۔ ان میں ایک فیصد لگتا تھا ابھی انہوں نے دو فیصد کیا ہے تو زیادہ کیا ہے شاید ان کو یہ علم نہیں تھا کہ وہ بڑے بڑے جاگیردار، لینڈ لارڈ ہیں اور ان کے بزنس مین تو نہیں ہیں۔ ان لینڈ لارڈوں کو ان چیزوں کا کیا علم ہوتا ہے ہمیں تو علم ہے۔ drip system کے بارے میں اس نے کہا Sir, I really appreciate جمال بھائی کے drip system کا اس لیے appreciate کرتا ہوں کہ میں خود دیکھ کر آیا ہوں شام میں، اردن میں drip system سے ہوتا ہے اور شام دو ملین ٹن wheat export کر رہی ہے۔ اتنا چھوٹا سا ملک، کیونکہ drip irrigation system سے کرتے ہیں میں اس چیز کو appreciate کرتا ہوں۔ مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے وہ آج میں نے فرمایا کہ فوج کی گاڑیاں جو ہیں وہ ڈیزل ۲۰ روپے فی لیٹر ڈال رہی ہیں۔ وہ کس لیے ہوتا ہے۔ بھئی آپ تو فوج کے نمائندے ہیں آپ کیسے کہہ رہے ہیں۔ آپ آٹھ سال سے

دس سال سے فوج کے نمائندے ہیں ۔آپ فوج کے خلاف کیسے بات کر رہے ہیں ۔خدارا! یہ بات کہنے کا حق ادھر جو worker بیٹھا ہوا ہے یا ہم پولٹیکل ورکر بیٹھے ہوئے ہیں ہم کہہ سکتے ہیں۔ جمال بھائی ! خدا کا واسطہ آپ تو فوج کا خاص ہو خاص نمائندہ ----

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر الیاس احمد بلور، اور فوج کی وجہ سے آپ کے والد محترم نے فوج کے کہنے پر اپنی بےنظیر کی گورنمنٹ توڑی ، تم کیسے یہ بات کہہ سکتے ہو ، بڑے افسوس کی بات آتی ہے۔ ایمل کانسی کو آپ لوگوں نے امریکہ کے حوالے کیا۔ کیا ایسی بات نہیں ہے ؟

جناب! آخر میں میں دو باتیں کہنا چاہتا ہوں سب سے پہلے میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ We all are------

(مداخلت)

سینیٹر الیاس احمد بلور، ایمل کانسی کو حوالے انہوں نے کیا فاروق لغاری صاحب نے ، بی بی--- میں نام نہیں لینا چاہتا ۔آپ خدارا ! کراس ٹاک نہ کریں۔میں نام نہیں لینا چاہتا ۔ بری بات ہے ۔میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں ۔جناب!

We are political worker. Weare neither the army men, we have not a joined as a Lieutenant, we have neither joined as Major, nor we have joined as Colonel, we ara political workers and I am a political worker since 1969.

جناب! ہماری اپنی حکومت کا بھی یہ record ہے کہ ہم نے آج ایڈجرنمنٹ موشن پیش کی ہے ۔میں آج بھی اس بہترین بجٹ کے باوجود میرے جو ذہن میں ہے میں اس کے اوپر ضرور بولوں گا کہ ہماری گورنمنٹ کو اس چیزوں کو سوچنا چاہیے ۔ہماری کولیشن گورنمنٹ ہے ۔ان میں سے تھوڑی سی غلطیاں ہوئی ہیں یا غلطیاں رہ گئی ہیں میں ضرور بولوں گا کیونکہ میں کسی فوج میں بھرتی نہیں ہوا میں پولیٹکل ورکر ہوں اور وہ بھی پولیٹکل ورکرز ہیں ۔ آج آپ دیکھیئے جو gesture رضا ربانی صاحب نے آج شو کیا ہے جو gesture اس روز رضا ربانی صاحب نے شو کیا

تھا کامرس سیکرٹری کے متعلق - this is called a political Government آج انہوں نے PTV کے متعلق کیا ، اس دن کامرس منسٹری کے متعلق کیا - آج ہم ایڈجرنمنٹ موشن پیش کرنے لگے تو بھنڈر صاحب نے کہا گورنمنٹ کی طرف سے نہیں ہوتے۔چاروں ایڈجرنمنٹ موشن پیش کریں گے۔اپنی گورنمنٹ کے خلاف بھی ، کیونکہ ہم پولیٹکل ورکر ہیں ہم فوجی آدمی نہیں ہیں۔ پولیٹکل ورکر ہونے کا ہمیں یہ فائدہ ہے -جناب! آج میں FIR درج کرانا چاہتا ہوں -اس ہاؤس کے وساطت سے FIR درج کرانا چاہتا ہوں سابقہ شارٹ کٹ عزیز پر۔ آخر مجھے نام لینا ہی پڑ گیا---

جناب چیئرمین: کسی کا نام نہ لیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور : جناب! میں اس کا نام نہیں ، میں پرائم منسٹر پر FIR درج کرانا چاہتا ہوں۔ اس ہاؤس کی وساطت سے ، میں FIR اس لیے درج کرانا چاہتا ہوں کہ 2005ء میں اس ہاؤس کے ریزولیوشن سے ایک کمیٹی میں بل گیا تھا جب وہ یہاں واپس آیا اور وہ ریزولیوشن پاس ہوئی جو پٹرولیم کے بارے میں تھی جس میں اربوں روپے unanimously companies لوٹ رہی تھیں۔ میں اس کی FIR سابق Prime Minister کے نام درج کرانا چاہتا ہوں ، میں پھر بھی اس کا نام نہیں لینا چاہتا کیونکہ جب میں ان کا اصلی نام لیتا ہوں تو یہ لوگ ناراض ہوتے ہیں اور میں آغا صاحب کو ناراض نہیں کر سکتا کیونکہ آغا صاحب میرے یار ہیں۔میں کیا کر سکتا ہوں۔

(مداخلت)

سینیٹر الیاس احمد بلور : میں تب بھی اسے shortcut Aziz ہی کہتا تھا۔ آپ میرا منہ کیوں کھلواتی ہیں۔ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی کمیٹی میں جس میں زیادہ تر ممبر "ق" لیگ کے ہیں ، چار ممبر اپوزیشن کے ہیں ، 2005 میں یہاں resolution لائے تھے ، اس پر کمیٹی کی رپورٹ آئی تھی جو unanimously pass ہوئی تھی اور اس میں یہ کہا گیا تھا کہ یہ آئل کمپنیاں لوٹ مار کر رہی ہیں اور پاکستان کا پیسہ لوٹ رہی ہیں۔

میں یہ FIR درج کرانا چاہتا ہوں کہ اس کے باوجود انہوں نے کوئی کام نہیں کیا' اس کے بارے میں نہیں دیکھا۔ میں ایک چھوٹا سا paper آپ کو دکھاتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ذاتی طور پر اس کا benefit لیتے رہے ہیں۔

(مداخلت)

Senator Ilyas Ahmad Bilour: Please do not interrupt me.

جناب چیئرمین، آپ ذرا وقت کا بھی خیال رکھیں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، میں آپ کو بتاتا ہوں کہ 20 billion rupees وہ کمپنیاں فائدہ اٹھا رہی ہیں اور یہ نقصان کون کر رہا ہے؟ یہ نقصان پاکستان کی گورنمنٹ نہیں کر رہی ہے اور ہمارے present Finance Minister سے بھی بھول ہو گئی ہے' اسے بھی دھوکہ دیا گیا ہے۔ Present Finance Minister کو بھی دھوکہ دیا گیا ہے' اسے غلط figures دکھائے گئے ہیں۔ گورنمنٹ کے officials نے انہیں غلط figures دکھائے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ کمپنیاں اسی جگہ پر کھڑی ہیں۔ 20 billion rupees سالانہ' جناب والا! 20 billion rupees بہت بڑی رقم ہوتی ہے اور قوم بھر رہی ہے۔ قوم کا نقصان ہو رہا ہے اور فائدہ وہ اٹھا رہے ہیں۔ میں آپ کو ایک کمپنی کی balance sheet دکھاتا ہوں۔

Mr. Chairman: Please try to conclude now.

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب والا! دو منٹ دے دیجئے۔ میں ایک کمپنی کی balance sheet دکھاتا ہوں جس کی total equity 11 billion ہے۔ پروفیسر صاحب! سنیں' total equity 11 billion ہے۔ اس نے جولائی 2007 سے مارچ 2008 تک جو کمایا ہے' 9 مہینوں میں اس نے 183 billion کمایا ہے۔ یہ ایک کمپنی SPARCO نے کمایا ہے۔ جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ یہ لوٹ مار کس سے کر رہے ہیں؟ یہ قوم سے لوٹ رہے ہیں' عوام سے لوٹ رہے ہیں تو میں اس وزیر اعظم کے خلاف یہ FIR درج کیوں نہ کرواں کہ اس نے کیوں ان کمپنیوں کے خلاف action نہیں لیا۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر الیاس احمد بلور: کیوں ہم ڈیزل کے پیسے اس rate سے بھر رہے ہیں۔ میں اس کے خلاف کیوں FIR درج نہ کرواں۔ جناب والا! بدقسمتی تو یہ ہے کہ وہ پھر پاکستان نہیں آیا۔

(مداخلت)

سینیٹر الیاس احمد بلور: وہ پھر نہیں آیا۔ مجھے letter آیا ہے کہ نہیں آیا۔ جناب والا! میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ سے ایک اور بھول ہوئی ہے۔ میں اسے record پر لانا چاہتا ہوں۔ ہماری گورنمنٹ کو Stock Exchange والوں نے دھوکہ دیا ہے۔ وہ اسے index 16000 تک لے گئے تھے۔ 16000 سے اچانک انہوں نے اسے گرایا اور 13000 تک لائے ہیں اور یہاں شور مچا دیا کہ ہم مر جائیں گے' CVT بڑھ جائے گا' Capital Gain Tax بڑھ جائے گا' Capital Gain Tax لگائیں گے تو ہم مر جائیں گے' قوم تباہ ہو جائے گی اور قوم مر جائے گی۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اس طرح وہ آ کر ان سے agreement کر گئے۔ جناب والا! ہماری Stock Exchange والے اصلی لٹیرے ہیں۔ ان کو نہ چھوڑیئے۔ میں 11 جون کو انڈیا میں تھا' میں نے آپ سے بھی چھٹی لی - میں نے وہاں ان سے پوچھا اور انہوں نے بتایا کہ جو شخص ایک سال سے زیادہ عرصہ تک investment کرتاہے ' اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے اور جو سال کے اندر اندر "لینا اور بیچنا" کرتا ہے' وہ اونچا کرنے اور نیچے لے جانے کے لیے کرتا ہے' اس پر 10% Capital Gain Tax ہے۔ جناب والا یہ وہ کیوں کرتے ہیں؟ جناب والا! وہاں کے Stock Exchange کی حالت دیکھیں' وہاں کی economy کی حالت دیکھیں۔ آپ کی economy اس کے مقابلے میں کیا ہے؟ آپ کا Stock Exchange اس کے مقابلے میں کیا ہے؟ میں رضا ربانی صاحب کو ان دو چیزوں کے بارے میں request کرتا ہوں' اس سلسلے میں ایک تو ہم آئل کمپنیوں کے پورے figures دیتے ہیں اور ہم آپ کو سب کچھ دکھاتے ہیں اور دوسرا یہ Stock Exchange والوں کا مسئلہ ہے۔ رضا صاحب! ان دو چیزوں کو ضرور دیکھیئے۔ جہاں

تک higher education کا تعلق ہے۔

Mr. Chairman: Bilour Sahib, try to conclude now.

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! آخری بات کرنی ہے۔ جناب والا! جہاں تک higher education کا تعلق ہے، higher education سے متعلق وہاں ایک شخص بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ صرف جنرل مشرف صاحب کو جواب دہ ہیں۔ میں بہت افسوس سے کہتا ہوں کہ میرے ایک بہت محترم دوست نے کہا کہ آپ President کو کیوں نہیں مانتے کہ وہ پارلیمنٹ کا حصہ ہے۔ صدر حصہ ہیں لیکن میں اس مشرف کو especially نہیں مانتا، وہ پارلیمنٹ کا حصہ نہیں ہے کیونکہ اس نے کہا ہے کہ ہم جو پارلیمنٹ کے ممبر ہیں، وہ مہذب نہیں ہیں۔ اس نے صرف ایک دفعہ Joint House سے خطاب کیا ہے اور باقی چار سال اس نے پارلیمنٹ سے خطاب نہیں کیا۔ اب بھی وہ کہتا ہے کہ اگر مجھے ساری پارٹیاں گارنٹی دیں تو تب میں تقریر کروں گا۔ اس لیے میں ایسے آدمی کو نہیں مانتا جو مجھے مہذب نہیں کہتا۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے "اچھے" بھی مہذب نہیں ہیں۔ وہ کیسے مہذب ہو سکتا ہے۔ I am parliamentarian from 1994.

Mr. Chairman: Please try to conclude now.

سینیٹر الیاس احمد بلور: وہ یہ کیسے کہہ رہے ہیں۔ جناب والا! میں صرف ایک بات کرتا ہوں ۔ یہاں ہمارے بھائی کہہ رہے ہیں کہ Human Rights Commission, independent بننا چاہیے۔ خدا کے لیے، اللہ کا واسطہ ہے، آٹھ سال آپ کی گورنمنٹ رہی ہے۔ آپ نے آٹھ سال میں اسے independent کیوں نہیں بنایا ۔ ہمیں ابھی صرف تین مہینے ہوئے ہیں اور آپ ہمیں کہتے ہیں کہ تم اسے independent بناؤ۔ یار، اللہ کا خوف کریں۔

جناب چیئرمین: بلور صاحب، آپ conclude کریں تاکہ ہم ہاؤس کو adjourn کریں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! this is my last point ہم نے پختونخواہ میں---

(مداخلت)

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! یہ ladies مجھے پسند کرتی ہیں۔ پتا نہیں کیا بات ہے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ آپ conclude کریں۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب والا! ہم نے پختونخواہ میں ایک معاہدہ اپنے دوستوں اور بھائیوں کے ساتھ کیا ہے، لوگ انہیں طالبان کہتے ہیں، ہم نے settled areas میں اپنے بھائیوں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے۔ الحمدللہ، وہ معاہدہ اتنا کامیاب ہے کہ کل بھی میرا چھوٹا بھائی، بشیر بلور as a senior minister وہاں گیا تھا اور سوات میں جلسہ عام کرکے آیا ہے۔ وہاں لوگ چل پھر نہیں سکتے تھے۔ کرفیو لگا رہتا تھا۔ ہم نے ان کے ساتھ معاہدہ کیا ہے۔ کل وہ سوات، مینگورہ شہر میں جلسہ عام کرکے آیا ہے۔ یہاں کوئی نائی کی دکان نہیں کھلی ہوتی تھی، یہاں کوئی cassette کی دکان نہیں کھلی ہوتی تھی۔ وہاں ہر وقت کرفیو لگا رہتا تھا۔ آج الحمد للہ ہم نے ان کے ساتھ معاہدہ کیا ہے اور ہم کامیاب جا رہے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ہمارے دوست ہیں اور ہمارے بھائی ہیں۔ وہ بھی پٹھان ہیں اور ہم بھی پٹھان ہیں۔ ہم نے ان کے ساتھ معاہدہ کیا ہے۔

Mr. Chairman: Please, try to conclude now.

Senator Ilyas Ahmad Bilour: Sir, I am very greatful to you.

میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات میں اس سے اچھا بجٹ ہو سکتا تھا اور نہ ہوگا تاہم میری جو دو reservations ہیں، رضا ربانی صاحب سے میری request ہے کہ وہ reservations لازمی طور پر حکومت تک پہنچائیں اور میں خود انہیں پہنچاؤں گا۔ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Now, we will break for the afternoon prayers and lunch and *Insha Allah* will reconvene at 4.00 p.m but I will mention that still we have many speakers. We will start straight away. Those who

are not here will be...

ایک معزز رکن، کتنے اراکین رہ گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، اب میرے پاس وہ account نہیں ہے لیکن کافی ہیں۔ پندرہ سے زیادہ ہی ہیں۔ ہمارے پاس time تھوڑا ہے جو کہ آٹھ بجے تک ہے۔ So, we need to be very precise and those who are not here, will be dropped.

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلم علی المرسلین و الحمد لله رب العالمین

[The House was then adjourned to meet again at 4.00 p.m.]

(وقفے کے بعد اجلاس کی کارروائی جناب چیئرمین/محمد میاں سومرو کی زیر صدارت شروع ہوئی)

جناب چیئرمین، پری گل صاحبہ' آپ ابھی بولنا چاہیں گی؟

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! بھاگ بھاگ کر آئی ہوں' ذرا سانس لے لوں

جناب چیئرمین، انتظار کرتے ہیں۔ آپ سانس لے لیں پھر کرتے ہیں۔ میں معزز ممبران سے پھر تعاون کی اپیل کروں گا کہ مختصر رکھیں اور محدود وقت میں بات کریں جو کہ متعین وقت ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ ساتھی بول سکیں۔ ابھی تک ہمارے بہت سے ساتھی رہتے ہیں۔ Raza Sahib, who would you like to یہ ابھی تک آئے نہیں ہیں۔ حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل، جناب چیئرمین! میں بیٹھ کر بات کر سکتا ہوں؟

جناب چیئرمین، ہاں بیٹھ کر بول سکتے ہیں' اگر آپ کو convenient ہے تو بالکل بیٹھ کر بولیں۔ آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ اللہ کرے بہتر ہو جائے۔ کوئی علاج' any thing,

we can do? بالکل بیٹھ کر بولیں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری، جب بلوچستان کی باری آتی ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ ذرا وقت کا خیال رکھیں۔

جناب چیئرمین، یہ تو فرنٹیئر سے ہیں۔

ایک معزز رکن، نہیں، ان کی بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری، آپ نے پری گل صاحبہ کو کہا ہے، ہماری پسماندگیاور۔۔۔

جناب چیئرمین، پری گل صاحبہ جتنا چاہیں، بولیں۔ اس لیے جتنا چاہیں، بولیں کہ اس سیشن میں انہوں نے سب سے زیادہ شرکت کی ہے۔ اسی بنا پر extra وقت، ہم یہ اعتراف کرتے ہیں کہ یہاں سب سے زیادہ شرکت ان کی رہی ہے۔ حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل، میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اجازت دی اور اس لیے بھی مشکور ہوں کہ میں اپنی گزارشات بیٹھ کر پیش کروں گا۔ میں حیران ہوں کہ Opposition, Leader of Opposition بھی تشریف نہیں رکھتے۔ انہوں نے بجٹ پر بحث کرتے ہوئے جو بجٹ پیش ہوا ہے اس کو عامیانہ اور غیر دلچسپ قرار دیا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ انہوں نے ہمارے بجٹ کو عامیانہ اور غیر دلچسپ کیوں کہا۔ وہ بجٹ میں کس قسم کی دلچسپی چاہتے ہیں، میں یہ نہیں سمجھ سکا۔ اگر عامیانہ سے مراد عام لوگوں کا بجٹ ہے تو ہمیں تو فخر ہے کہ یہ عام لوگوں کا بجٹ ہے۔ البتہ جو انہوں نے کہا کہ یہ غیر دلچسپ ہے تو اس کی وجہ مجھے جلد ہی سمجھ آ گئی کہ انہوں نے اپنے "لونگ گواچا" کا ذکر کیا ہے کہ ان کا لونگ گم ہو گیا ہے۔ یعنی ان کا اقتدار چلا گیا، ان کا جو حکومت کا نشہ تھا، وہ چلا گیا اس لیے یقیناً اس پوزیشن میں انہیں ہمارا بجٹ غیر دلچسپ لگا۔

جناب چیئرمین! انہوں نے وکلاء کے لانگ مارچ پر بھی بہت طنز کیا اور اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ ان کے دور حکومت میں اگر پچاس آدمی بھی سڑک پر آ جاتے، ہم بھی وکلاء کے

ساتھ تھے، ہم نے دیکھا کہ ان پر لاٹھی چارج کیا جاتا، انہیں مارا جاتا، ان کے سر پھاڑ دیے جاتے، ان کے کوٹ اتار دیے جاتے۔ یہ سامنے والی شاہراہ دستور اس بات کی گواہ ہے۔ یہ فخر اس حکومت کو حاصل ہوا ہے کہ سارے ملک میں وکلاء اور سیاسی ساتھیوں نے لانگ مارچ کیا۔ ملتان سے لوگ آئے، لاہور، پشاور، گوجرانوالہ سے آئے اور کہیں بھی حکومت نے، چاہے صوبائی حکومتیں تھیں یا وفاقی حکومت تھی، کہیں بھی کسی حکومت نے کسی قسم کی resistance show نہیں کی۔ کہیں ایک لاٹھی نہیں چلی بلکہ کئی جگہوں پر ہم نے ان کے لیے پانی اور شربت کی سبیلیں لگائیں۔ جناب چیئرمین! ہمیں فخر ہے کہ یہ جو وکلاء کا procession تھا اور احتجاج تھا، اس کی قیادت پاکستان پیپلز پارٹی، عوامی نیشنل پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے وکلاء کر رہے تھے۔ اس میں کہیں بھی اس طرف بیٹھے والے، پچھلے حکمران، اس طرف چونکہ اپوزیشن دو حصوں میں ہے، نہ مسلم لیگ (ق) اور نہ ان پارٹیوں کے لوگ تھے جو پچھلی مرتبہ مشرف کے ساتھ حکومت میں تھیں۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم نے وکلاء کو اجازت دی اور ان کے لانگ مارچ کو welcome کیا۔ یہ ایک جمہوری رویہ ہے جو ہماری حکومت کا تھا اور ہے۔ جناب چیئرمین! ہم پر اس طرف سے اکثر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جناب آپ نے کیسا بجٹ دیا ہے، اس میں زیادہ سہولتیں نہیں دیں۔ جناب چیئرمین! ہم نے سہولتیں بھی دی ہیں۔ ہم نے تنخواہوں میں بیس فیصد اضافہ کیا ہے۔ ہم نے زراعت کے سلسلے میں کافی سہولتیں دی ہیں، اس کا ذکر وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر میں شامل ہے لیکن ہمیں یہ ملک کس حال میں دیا گیا تھا، اس ملک کا اقتصادی طور پر کیا حال تھا۔ ہم اگر تھوڑا سا پچھلے سال کے حساب کتاب میں جائیں تو انہوں نے ہم سے اپنے بجٹ میں یہ کہا تھا کہ ہمارے جو اخراجات کل ہوں گے، وہ total 386 billion روپے ہوں گے۔ جناب چیئرمین! جب انہوں نے حکومت چھوڑی تو یہ اس وقت تک 522 billion روپے خرچ کر چکے تھے، یہ بڑے بینکر وزیر اعظم کی کارکردگی تھی۔ اسی طرح balance of payments اور trade balance میں انہوں نے کہا تھا کہ جو خسارہ ہو گا، وہ 10266 million dollar ہو گا لیکن بعد میں یہ خسارہ 15100 million dollar ہو گیا۔ انہوں نے import free on board کا خسارہ بتایا تھا کہ یہ 2914 million dollar ہو گا لیکن جب انہوں نے حکومت چھوڑی اور یہ حکومت ہمارے حوالے کی تو یہ

خسارہ 34925 million dollar ہو گیا تھا۔ انہوں نے اسی طرح current account balance کا کہا تھا کہ اس کا خسارہ 7954 million dollar ہو گا لیکن جاتے جاتے یہ خسارہ 13615 million dollar کر گئے۔

جناب چیئرمین! جس وقت جنرل مشرف نے آئین کو معطل کر کے، ایک منتخب حکومت کو ہٹا کر، اسمبلیوں کو توڑ کر، وزیر اعظم کو قید کر کے اس ملک پر قبضہ کیا تو ہماری اس وقت public debit and external debit and Foreign Exchange liability جو تھی، وہ Pak rupees میں اور جو domestic تھی، وہ 2946 million روپے تھی لیکن جون 2008 کے حساب کتاب میں جو 7 دسمبر 2008 تک یہ liability 5695 ارب روپے ہو گئی۔ جناب چیئرمین! اسی طرح foreign debts اور Foreign Exchange کی liability جب ہم سے حکومت چھینی گئی تو 38.9 billion dollar تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے کشکول توڑ دیا ہے لیکن یہ کشکول کیسے توڑا کہ 7 دسمبر 2007 تک 42.9 billion dallor ہمارے ذمے تھے۔ جناب چیئرمین! 1999 میں جو ملک میں inflation تھا، وہ 3.6 تھا لیکن پچھلے سال اس رواں بجٹ کے آخری مہینوں میں یہ 11 فیصد ہو گیا۔ اسی طرح consumer product inflation جو food تھا، وہ 1999 میں 2.2 تھا، مگر ان کی برکت سے یہ 16 فیصد ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین! انہوں نے دوسری مدوں میں بھی اس ملک کا جو حشر کیا، 2007-08 کے بجٹ میں State Bank سے جو borrowing تھی، قرضہ لیا گیا تھا۔ اس وقت تک وہ 81 billion تھا لیکن 4 جون 2008 تک ان کی مہربانی سے یہ قرضہ 414 billion روپے ہو گیا۔ جناب چیئرمین! ایسی صورت میں اگر کوئی اور ہوتا تو وہ شاید شرم کے مارے اس ایوان میں نہ بیٹھتا، شاید یہی وجہ ہے کہ آج نظر نہیں آ رہے ہیں۔ ہمیں یہ ملک کس حال میں دیا گیا کہ ہر جگہ بم دھماکے، خودکش حملے۔ وہ قبائلی جو کہ ہمیشہ ہماری سرحدوں کی حفاظت کرتے تھے، ہندوستان سے جتنی جنگیں لڑیں، افغانستان کی طرف ہمارا ایک فوجی بھی نہیں تھا لیکن انہوں نے تقریباً ایک لاکھ کے قریب اپنے فوجی بھی وہاں بھیجے اور پرامن قبائلی علاقے کو تباہ کر کے رکھ دیا۔

جناب چیئرمین! جب سے یہ حکومت آئی تو ہم نے امن کی کوشش کی ہے۔ آپ

دیکھیں کہ پہلے تو 40,50 دن ملک میں کہیں کوئی دھماکہ نہیں ہوا' کوئی خودکش حملہ نہیں ہوا لیکن وہ قوتیں جو کہ آج بھی اس ملک میں کسی نہ کسی حوالے سے حکمران ہیں' کسی نہ کسی حوالے سے قابض ہیں' ان کی وجہ سے اور ان کی ایجنسیوں کی وجہ سے' جب انہوں نے دیکھا کہ ملک امن' خوشحالی اور ترقی کی طرف جا رہا ہے کیونکہ امن ترقی و خوشحالی کا نام ہے تو کچھ واقعات ہوئے۔ ہم نے صوبہ پختونخواہ میں مالاکنڈ کے علاقے میں دو ایسے معاہدے کیے کہ جس پر ہم فخر کرتے ہیں کہ جن لوگوں سے ہم نے معاہدے کیے اور جنہیں دہشتگرد کہا جاتا تھا' انہیں کچھ بھی نام دیا جاتا تھا لیکن انہوں نے ان معاہدوں پر دستخط کیے کہ ہم صوبائی اور وفاقی حکومت کے اختیار کو تسلیم کرتے ہیں' ہم Provincial Government اور Federal Government کی writ کو تسلیم کرتے ہیں' انہوں نے مانا کہ ہم کسی سکول اور کالج پر حملہ نہیں کریں گے' ہمارے پاس جو بڑے ہتھیار ہیں وہ ہم surrender کریں گے اور جو عام پاکستانی لائسنس لے کر ہتھیار رکھتا ہے وہی رکھیں گے۔

جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ باجوڑ پر امریکنوں نے حملہ کیا تھا اور 80 کے قریب لوگ شہید ہوئے تھے۔ ہماری اُس وقت کی حکومت اس امریکنوں حملے کی مذمت کرنے کی بجائے کہنے لگی کہ یہ حملہ ہماری فوج نے کیا ہے۔ اب فرق صاف ظاہر ہے کہ اس مرتبہ امریکن نے ہماری حدود میں آ کر ایک حملہ کیا تو ساری قوم نے مذمت کی' صوبائی حکومتوں نے مذمت کی' وفاقی حکومت نے مذمت کی' ہمارے وزیر اعظم اور وزیر خارجہ نے مذمت کی اور پہلی مرتبہ لوگوں کو احساس ہوا کہ ہم ایک آزاد اور خودمختار قوم ہیں۔ اس سے پہلے کی حکومت تو امریکہ کی غلام حکومت لگتی تھی جو کہ امریکہ کے جرم بھی اپنے سر لیتی تھی۔

جناب چیئرمین! پھر ایک عجیب بات ہمیں پتا چلی کہ ہم نے اربوں ڈالر خرچ کیے' بڑا چرچا تھا کہ ہم نے ایٹم بم بنایا لیکن ہمیں اب پتا چلا کہ ہمارے ملک پر کوئی میزائل اگر 30 ہزار فٹ کی بلندی سے فائر کرے تو ہمارے پاس کوئی ایسا طریقہ کار نہیں ہے کہ ہم اس کو روک سکیں' اس کی مزاحمت کر سکیں۔ یہ شرم کا مقام ہے کہ فوجی حکمران ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ پاکستان کا دفاع بڑا محفوظ ہے' اس پر کوئی نظر نہیں ڈال سکتا۔ ان فوجی حکمرانوں نے اس ملک کے دفاع

کو ختم کر کے رکھ دیا' آج ہمیں مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے اس ملک کے عوام سے جو پیسہ دفاع کے نام پر لیا وہ اپنی عیاشیوں اور جشنوں پر خرچ کیا۔

جناب چیئرمین! آج کل سانحہ کارگل کا بڑا ذکر ہے' سابق فوجی generals اس کا ذکر کرتے ہیں' خوشی کی بات ہے کہ اب ان کی زبانیں کھلی ہیں' جب تک انہیں مراعات اور تنخواہیں ملتی تھیں تو وہ خاموش تھے۔ ہم بھی یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ سانحہ کارگل پر ایک civilian inquiry ہونی چاہیے جس طرح کہ ہندوستان میں ہوئی اور عوام کو پتا چلے کہ اس وقت کے حکمرانوں نے غلطی کی یا اس وقت کے فوجی جنرل نے غلط کام کیا ہے۔ آج تک حمودالرحمن کمیشن کے فیصلوں پر عمل نہیں ہوا' ان کی تجاویز پر عمل نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیے' please try to conclude.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! یہ ایسا وقت ہے کہ اس میں اگر ہم بات نہ کریں گے تو جن لوگوں نے اس ملک کو تباہ کیا ہے وہ خاموشی میں رہیں گے اور بچ جائیں گے۔ ہمیں تو آپ ایسا وقت دیں کہ ہم ان کو بتائیں کہ انہوں نے کیا کیا غلطیاں کی ہیں۔

کتنے دکھ کی بات ہے کہ افغانستان ہمارا ہمسایہ ملک ہے اور ہم سالوں سے اس کو export کرتے رہے ہیں لیکن پچھلے سال جو ہم نے export کی وہ 50% کم ہو چکی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اقتصادی طور پر بڑے ماہر لوگ حکمران تھے۔ ان حالات میں اسے ہر چیز کی ضرورت ہے' ہماری export دگنی، تگنی ہوتی لیکن 50% کم ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین! اب میں اپنی حکومت سے بھی کچھ گزارش کروں گا کہ جو بجٹ انہوں نے پیش کیا ہے اسے وہ کچھ بہتر کریں۔ ہمارے صوبے پختونخواہ میں اللہ تعالیٰ کی برکت سے گیس دریافت ہوئی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ جس طرح دو North and South gas pipeline کمپنیاں ہیں وہ کام کریں کہ جو گرگری کے مقام پر گیس بڑی مقدار میں دریافت ہوئی ہے' ہمیں یہ یقین ہے کہ یہ مقدار سوئی سے بھی زیادہ ہو گی' ہم چاہتے ہیں کہ independent company بنے اور اس کا ہیڈکوارٹر پشاور ہو یا صوبہ پختونخواہ میں کوئی اور جگہ ہو۔ ہم یہ بھی

چاہتے کہ جو پیٹرول پیدا ہوا ہے اسے صفائی کے لیے اٹک لیجایا جاتا ہے اور ہماری گیس یہاں سے ملتان چلی جاتی ہے ہم چاہتے ہیں کہ جو processing unit ہے وہ کہیں صوبہ پختونخواہ میں ہونا چاہیے تا کہ پختونخواہ کے لوگوں کو رزق اور کاروبار ملے۔

ایک اور بات Law and Order کے حوالے سے عرض کروں گا کہ Frontier Constabulary کی بہت ساری platoons ہمارے صوبے سے باہر ہیں اور وہ اس مقصد کے لیے بنی تھی کہ settled area اور قبائلی علاقوں کے درمیان امن قائم کرے۔ ہم آپ کے توسط سے اپنی حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ اس وقت جو ہمارے بھائی بلوچستان اور سندھ میں یا کسی اور جگہ پر ہیں انہیں واپس پختونخواہ لایا جائے کیونکہ اگر وہ بلوچستان یا سندھ میں ہیں تو وہاں کے لوگ ان کی موجودگی کو پسند نہیں کرتے۔ بلوچستان کی حفاظت کے لیے خود بلوچستان میں--

جناب چیئرمین، آپ ختم کریں، بہت زیادہ ٹائم ہو گیا ہے، اب conclude کریں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل ، جی میں conclude کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں اور آپ چند منٹ مجھے اور دیں۔ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے اور اس طرف سے ہماری ایک بہن نے بھی کہا جس کا کہ میں مشکور ہوں کہ واپڈا ایک ایسا محکمہ ہے کہ اس سال بھی ہمیں اس کو 140 ارب subsidy دینی پڑ رہی ہے۔ جب ہم اور مدات میں subsidy کو ختم کر رہے ہیں تو بہتر نہیں ہے کہ واپڈا کے محکمے کو ختم کر دیا جائے اور one unit سے پہلے جو طریقہ کار تھا کہ بجلی کی پیداوار صوبوں کا اپنا subject تھا۔ ایک تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ واپڈا کو ختم کیا جائے اور دوسرا یہ ہے وہی رائج کیا جائے کہ واپڈا کے ذمے ہمارا تقریباً 700 ارب بقایا ہے جیسے کہ مصالحتی عدالت نے 110 ارب کر دیا۔ واپڈا اب نہ وہ 700 ارب ہمیں دیتا ہے اور نہ وہ 110 ارب دینے کے لیے تیار ہے۔

جناب چیئرمین، حاجی صاحب! اب ذرا تجاویز دے دیں، بہت وقت ہو گیا ہے اور کافی ساتھی رہتے ہیں۔ آپ کے 25 منٹ ہو چکے ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل، جناب! یہ جو پیسے واپڈا کے ذمے ہیں یہ 1990 سے ہیں۔

جناب چیئرمین، مہربانی کر کے تجاویز دے کر ختم کریں تاکہ دوسروں کو بھی موقع ملے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل، جناب چیئرمین! ہم یہ استدعا کرتے ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ مہربانی کرے اور واپڈا کے 140 ارب ان کو دینے کی بجائے، 110 ارب ہمیں دے دے اور واپڈا کو ختم کرے تو بڑی مہربانی ہو گی۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ میں اراکین سے پھر التجا کروں گا کہ مہربانی کر کے، تعاون کریں، وقت کی سختی سے پابندی کریں۔ ذمہ دار لوگوں کو بار بار کہنا کہ آپ ختم کریں مجھے برا لگتا ہے۔ آپ کو پتا ہے دس منٹ یا زیادہ سے زیادہ بارہ منٹ میں ختم کریں۔ نیلوفر بختیار صاحبہ۔ آپ تھیں نہیں میں اس وقت بلاتا رہا ہوں۔ آپ کو میں نے پیغام بھی بھجوایا تھا۔ ان کے بعد پری گل صاحبہ ہیں اور اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔ ایک speaker یہاں سے ہو گا۔ چونکہ کل بھی نام پکارا تھا آپ نہیں تھیں۔ آج بھی شروع ہی میں، میں نے آپ کا نام پکارا، آپ یہاں نہیں تھیں۔ جی۔

سینیٹر آغا پری گل، کل شام کو بھی میں یہاں تھی۔

جناب چیئرمین، نہیں کل شام کو آپ کا نام پکارا تھا۔ drop ہو گیا تھا بلکہ پھر بھی اس کو reinstate کیا ہے۔ نیلوفر صاحبہ کو میں نے اس لیے روکا تھا کہ یہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

سینیٹر نیلوفر بختیار، آپ بولنا چاہتی ہیں تو پہلے بول لیجئے۔ کوئی حرج نہیں ہے۔

Mr. Chairman, I finish my business with the Finance Committee, I can wait Gulshan Saeed can take the time. Please آپ شروع کریں۔

جناب چیئرمین، جی گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ میں

repetition نہیں کروں گی۔ آپ بار بار time کا بھی یاد دلا رہے ہیں۔ میں چند باتیں ایسی کرنا چاہتی ہوں اور میں چاہتی ہوں کہ اگر ان پر عمل ہو جائے تو اس ملک کی حالت بہت بہتر ہوسکتی ہے۔

جناب والا! سب سے پہلے میں political ایک بات کروں گی کہ افغانستان جیسا ملک جس کی ہم نے پچھلے تیس سال میں بہت مدد کی ہے' بہت خیال ہے اور اس کی وجہ سے آج ہمارا ملک بربادی کا شکار ہے۔ آج وہ ہم پر حملہ کرنے کی دھمکیاں دے رہا ہے۔ اس سے بڑا المیہ اور کیا ہوگا۔ میں چاہتی ہوں کہ پورا ایوان اس کے خلاف احتجاج کرے کہ اس کو کیسے جرات ہوئی۔ ان کے جہاز خیبر ایجنسی کے اندر آ کر فائرنگ کر کے گئے ہیں اور دوسرا انہوں نے ہمیں دھمکیاں دی ہیں کہ ہم آپ سے اندر آ کر لڑیں گے۔ خدا کی پناہ! کرزئی یہ کہہ رہا ہے ' افغانستان بھکھ رہا ہے۔ وہ کرزئی جو چند دن پہلے یہاں آ کر لوگوں سے مذاکرات کر کے گیا تھا۔ میں بات چند دن پہلے بھی آپ کے نوٹس میں لائی تھی تو جناب چیئرمین! اب آپ اس بات کا حل کریں اور وزیر خارجہ یا وزیر دفاع کو یہ بتائیں کہ ان کی اس بات کا منہ توڑ جواب دیا جائے کیوں کہ اب ہم چاروں طرف سے دھمکیاں وصول کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ انڈیا تو ہے ہی ہے بلکہ انڈیا والے اب افغانستان کے ساتھ اور امریکہ کے ساتھ مل کر ہماری آزادی کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ان کی اشتعال انگیزی ہے۔ آج جو دھمکی دی ہے یہ بہت زیادہ قابل مذمت چیز ہے۔ قائد ایوان کو بھی میں کہوں گی کہ وہ اس چیز کا نوٹس لیں۔

جناب والا! دوسری چیز یہ ہے کہ politically ہماری جماعت کو آئینی پیکج نہیں دیا گیا۔ وزیر قانون صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ میرے بھائی ہیں ' پانچ سال ہمارے ساتھ رہے ہیں میں ان سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہمیں بھی وہ پڑھنے کے لیے دیں۔ ہم بھی اس کو پڑھنا چاہتے ہیں تاکہ ہمیں پتا چلے کہ اس میں کیا ہے اور ان کی help کی جائے۔ دو چار چیزیں جو میں کہنا چاہتی ہوں وہ یہی ہیں۔ دوسرا ہر صوبے میں ہمارے کارکنوں کی جو victimization ہو رہی ہے اس کو بند کیا جائے۔

جناب والا! victimization بند کی جائے۔ آج یہ اقتدار میں ہیں' کل کو پھر ہم

حکومت میں آسکتے ہیں۔ اس لیے ہر سیاسی کارکن ایک جیسا ہوتا ہے۔ جب یہ کبھی شکایت کرتے تھے تو ہمیشہ میں ان کا ساتھ دیتی تھی کہ ہاں یہ غلط بات ہے۔ آج میں قائد ایوان سے کہوں گی کہ وہ اس بارے میں نوٹس لیں کہ victimization نہیں ہونی چاہیے اور اس کا خیال رکھنا چاہیے۔ جناب والا! ایک چیز یہ ہے کہ جو لوگ اٹھارہ دسمبر کے بعد ملک سے باہر پیسہ لے گئے ہیں۔ ستائیس ارب روپیہ باہر چلا گیا ہے۔ کیا حکومت اس کو واپس لانے کے لیے کوئی اقدام کر رہی ہے؟ دو فیصد کے لیے ان کو معاف کر رہی ہے میں اس کو appreciate کروں گی بلکہ اس کو زیادہ بڑھایا جائے تاکہ جو خزانہ خالی ہے وہ بھر سکے۔ پیسہ اپنے بینکوں میں واپس لائے۔ وہ اس وجہ سے پیسہ باہر لے گئے ہیں کہ insecurity ہے اور یہ اگر دو فیصد سے بڑھایا جائے تو پیسہ ملک میں واپس آسکتا ہے کیوں کہ سارا پیسہ دبئی اور یورپ وغیرہ میں چلا گیا ہے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کو واپس لایا جائے۔

جناب والا! اس کے بعد میں چاہتی ہوں کہ امریکہ جو ہمیں کہتا ہے کہ ہم آپ کو دفاعی بجٹ کے لیے بلین ڈالر دیتے ہیں یا معاشی پیکیج دیتے ہیں اس کو اس ایوان میں زیر بحث لانا چاہیے۔ دفاعی بجٹ جتنا بھی ہے ہم اس کو دیکھیں کہ کتنا ہمیں ضرورت ہے اور کتنا معاشی طور پر ضرورت ہے۔ ہماری سرحدیں اگر وہ غیرمحفوظ ہیں تب بھی ہم ٹھیک نہیں ہیں اور اگر ملک کے اندر غدر مچا ہوا ہے، لوگ بھوکے ہیں اور ایک دوسرے سے لڑ مر رہے ہیں، امن و امان کی صورت ہے تو تب بھی ٹھیک نہیں ہے۔ اس چیز میں توازن ہونا چاہیے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس پر ضرور بحث ہو۔ دفاعی بجٹ کو اس ایوان میں زیر بحث آنا چاہیے اور سارے ایوان کو پتا ہونا چاہیے کہ امریکہ ہمیں کیا دیتا ہے اور کیا نہیں دیتا۔

جناب والا! دوسرا میں سمجھتی ہوں کہ اخبار میں دوسرے تیسرے دن آتا ہے کہ ساٹھ بلین روپیہ سٹیٹ بینک آف پاکستان نے لوگوں کو معاف کیا ہے۔ جناب والا! اس کا نوٹس لینا چاہیے اور ان لوگوں سے یہ پیسہ وصول کرنا چاہیے کیوں کہ اس وقت خزانہ خالی ہے۔ غریبوں کو تو ایک پیسہ بھی معاف نہیں کیا جاتا۔ ادھا رلینے والوں کو بیس ہزار روپیہ معاف نہیں کیا جاتا یہ ساٹھ بلین روپے تو بہت ہی زیادہ ہیں۔ اس کو واپس لیا جائے اور ملک کے غریب لوگوں میں

تقسیم کیا جائے تاکہ ان کی معاشی حالت بہتر بنائی جاسکے' ملک کی بہتری ہو اس سے ملک میں کارخانے لگیں تاکہ لوگوں کو روزگار مل سکے۔ جو پیسہ لوگوں کو معاف کیا گیا ہے ان سے واپس لیا جائے اور اس سے لوگوں کو subsidy دی جائے۔ میں چاہتی ہوں آپ ان چیزوں کا نوٹس لیں اور وزارت خزانہ سے کہہ دیں کہ یہ پیسہ کن کن لوگوں کا ہے اس کی فہرست دی جائے اور اس کو ایوان میں پیش کیا جائے۔

جناب والا! اب میں بجٹ کی طرف آ جاتی ہوں۔ بجٹ پر میری سفارشات دس تھیں جو میں نے دی ہیں۔ میں شکر گزار ہوں Finance Committee کی کہ انہوں نے بہت سی مان لی ہیں۔ جناب والا! میں چاہتی ہوں کہ غریب کی تنخواہ چھ ہزار سے بڑھا کر آٹھ تو میں نے کہی ہے اس سے بھی اگر زیادہ بڑھاتے ہیں تو بہت اچھی بات ہے۔ جناب والا! دوسری چیز یہ ہے کہ دالیں' گندم' چاول' گوشت میں نے وہاں بھی کہا ہے کہ اس کی export اور smuggling کو روکا جائے۔ اپنے ملک میں کھانے کے لیے ہے نہیں تو ہم export کرکے لوگوں کو اور بھوکا ماریں گے۔ آج ورلڈ بینک نے کہا کہ آپ گندم پر subsidy بند کردیں۔ جناب والا! ہم تیار ہیں' ورلڈ بینک یا IMF والے ان سے بات کرنے کے لیے تیار ہیں اور ان سے بات کرتے ہیں کہ ہم front line state ہیں امریکہ کے ساتھ کیا وہ ہمارے لیے اتنا بھی نہیں کرسکتے کہ جو قرضہ ہے اس کو soft loan کردیں' پانچ سال بعد کے لیے کردیں۔ جناب چیئرمین! یہ بڑی ضروری بات ہے کہ ہم لوگ اگر کھانے پینے کی اشیاء سے subsidy ہٹا دیں گے تو لوگ بالکل بھوکے مر جائیں گے۔ یہاں پر civil war ہوسکتی ہے' لوگوں کی پہلے ہی حالت بہت خراب ہے۔ بجلی اور تیل پر جو کہا جا رہا ہے کہ اس پر بہت زیادہ ٹیکس لگیں گے تو کیوں لگیں گے؟ جناب والا! یہ سب کچھ ایک دم سے ہوگیا ہے یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت کو ان سے مذاکرات کرنے چاہئیں۔ ابھی بھی ہم ان کے ساتھ کام کر رہے ہیں' ابھی بھی وہ یہاں آ کر ہمیں حکم کرتے ہیں تو کیا وہ ہمارے لیے اتنا بھی نہیں کرسکتے کہ ہمارے قرضے آگے کردیں' ہم ان کو پانچ سال بعد وہ دینا شروع کردیں بجائے اب دینے کے۔ ان کا اس بات پر بضد ہونا کہ گندم پر سے subsidy ختم کریں یہ نہیں ہونی چاہیے یہ اتنی مہنگی ہو جائے گی کہ عام آدمی کیا

آپ اور ہم بھی نہیں خرید پائیں گے۔پہلے ہی اس کی قیمت پانچ ساڑھے پانچ سو سے زیادہ قیمت رکھی گئی ہے' اب اس سے زیادہ اور کتنی رکھی جائے۔

جناب والا! میں نے وہاں ایک تجویز دی تھی کہ جتنے امیر لوگ ہمارے ملک میں ہیں جو Billionaires, Millionaires ہیں family adoption کا میں نے ان کو ایک system دیا ہے۔ احمد علی صاحب نے بتایا بھی ہے کہ اس پر ان کو rebate مل سکتی ہے' ٹیکس والوں سے انہیں rebate مل سکتی ہے۔ جناب والا! یہ سسٹم گورنمنٹ لوگوں کے درمیان adopt کروا سکتی ہے' اس کے متعلق اعلانات ہونے چاہییں اور اخبارات میں اسے دیا جائے کہ اگر ایک بحیثیت آدمی 5 families کو support کرے تو اسے اتنا rebate دیا جائے گا تو اس سے غربت کم ہو گی۔ ہر امیر آدمی 5, 10 families کو اگر support کرے تو یہ بہت اچھا ہو گا۔ ان سفارشات پر عمل کر کے آنے والے ہولناک معاشی زلزلہ سے بچا جا سکتا ہے۔ میری یہ بھی سفارش ہے کہ ملازمین کی تنخواہ میں 30% اضافہ کیا جائے ' امید ہے اس پر عمل کیا جائے گا۔

ہمارے قرضے جو Asian Development Bank کے ساتھ ہیں یا جو ہم نے اور قرضے لے رکھے ہیں ان کو کہا جائے کہ ہمارے معاشی حالات خراب ہیں' ہم ان کی واپسی دو چار سال کے بعد شروع کریں گے۔ اس پر ہماری گورنمنٹ ان اداروں سے اگر بات چیت کرے تو بہتری آ سکتی ہے۔

جناب والا! ایک اور بھیانک بحران آنے والا ہے کہ گنے اگانے والوں کو پیسہ نہیں دیا جا رہا جس کی وجہ سے چینی کا پھر بحران آئے گا۔ گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ ان کو make sure کرے کہ ان لوگوں کو پیسے دیے جائیں گے۔ اگر انہیں پیسے نہ دیے گئے تو پھر وہ کہاں سے کھائیں گے اور مزید گنا پیدا کریں گے۔ جناب والا! اس کا نوٹس لینے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! جتنے معزز ممبران کو development funds دیے جاتے ہیں ان کی monitoring بہت ضروری ہے۔ پہلے بھی ایسا ہوا ہے کہ لوگوں نے funds لیے ہیں اور وہ کھا گئے ہیں۔ جناب والا! اس ضمن میں سینیٹ اور نیشنل اسمبلی میں کمیٹیاں بنائی جائیں تاکہ جو funds ہمیں ملتے ہیں وہ جا کر check کریں کہاں وہ funds استعمال ہوئے ہیں اور انہیں کون

استعمال کر رہا ہے۔ جناب والا! یہ بہت ضروری ہے کیونکہ ایک ایک کروڑ روپیہ کوئی معمولی رقم نہیں ہے۔

جناب والا! تعلیم کی مد میں بہت کم رقم رکھی گئی ہے جب کہ تعلیم کو raise کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم بلی کو دیکھ کر کبوتر کی طرح آنکھیں بند نہ کریں اور جتنے معاشی بحران آ رہے ہیں ان کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ سب سے پہلے جو باہر کی طاقتیں ہم پر مسلط ہیں ان کے ساتھ negotiations بہت ضروری ہیں۔ کئی لوگ اس چیز کے خلاف ہیں کہ نہیں جی ان سے بات ہی نہ کریں۔ کیوں نہ کریں، جب وہ یہاں آ کر dictation دیتے ہیں تو ہمیں بھی بات کرنی چاہیے۔

جناب والا! World Bank, Asian Bank اور IMF سے بات کی جائے کہ ہمیں پانچ سال تک کم از کم قرضوں کی ادائیگی میں چھوٹ دیں۔

جناب والا! میں ایک بار پھر کہوں گی کہ Benazir Income Support Programme بہت اچھا ہے، میں اس کو appreciate کرتی ہوں۔ اگر اس کی تعداد بڑھائی جا سکے تو بہت اچھا ہو گا اور یہ ایک ہزار سے دو ہزار ہو جائے تو پھر یہ بہت ہی اچھا ہو گا تاکہ غریب بےچارے آٹا اور دالیں وغیرہ خرید لیں گے۔ اس کو صرف People's Party تک محدود نہ رکھا جائے، اس کو صرف غریبوں کے لیے رکھا جائے چاہے وہ کسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں۔

آخر میں پھر یہ کہوں گی کہ بجلی، گیس، تیل، کھانے پینے کی اشیاء، گندم، چاول، چینی پر subsidy ختم نہ کی جائے ورنہ لوگ بیچارے بھوک سے مر جائیں گے۔ مجھے پانچ منٹ دینے کا بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، نیلوفر بختیار صاحبہ۔

Senator Nilofer Bakhtiar: Thank you, Mr. Chairman! for finally giving me the floor. Let me begin by saying that we are once again starting our financial year on a depressing note and the sad part about the whole

situation is that in the past 60 years approximately, we have not seen any new Government coming in and starting on a positive note. Each time there is a political shuffle. It beings on a financial vow. Why is itMr. Chairman! that just about a few months ago we had President Musharraf and Prime Minister Shaukat Aziz saying on record to the people of Pakistan that the national kitty was full and they were ready to dish out any amount to the people of Pakistan. They had stated these facts on various television channels. They talked about these facts in open public gatherings. Then Mr. Chairman! today we hear by the current rulers that there is no *atta*, electricity, no growth, the balance of payment is bad, we owed more than what we have. Mr. Chairman! it is like being robbed in broad day light by the road side bandits. This is exactly, how the nation feels today Mr. Chairman! and then they say that the economy has collapsed. What kind of economy was it in the first place which has collapsed in a few months and who were the economic managers of that time. The people today are not worried to believe that the current economic managers are worried Mr. Chairman! because unfortunately most of this economic team consists of the people who were the economic wizards of yesterday. I would urge the ruling coalition to at least get rid ofthe economic wizards of yesterday. Is it possible? Mr. Chairman, 8% growth, the stock exchange going up, the investors' paradise, take off in the economy, 8% growth figure is something that is meaningless to the people of Pakistan today. I assure you Mr. Chairman, that the layman, the

people on the street today are not worried to believe anything, any flowery language which is used in the budget's speeches anymore. You paint a rozy picture and then the people of Pakistan are forced to sleep on the grounds. You have driven them to a state of total despair, hopelessness, darkness. There is total chaos in the country today and the people would like to know Mr. Chairman as to who is responsible for this chaos, for this crisis, for this mess that we find ourselves in. Are we supposed to believe the statements of the honourable rulers of yesterday or is there something wrong with the financial set up today. The responsibilities have to be pinned down now Mr. Chairman. The responsible people have to be brought to the book, enough is enough. How much more can the people of Pakistan take? The nation, as you keep hearing from the other side, is not under dictatorship anymore. This is a democratically elected Government. I agree with that but then this democratically elected Government needs to take the people into confidence. You have to go by the norms of democracy and in democracy, point number one is that you put trust and faith in your people because when the people vote for you, they put their faith, their confidence in you as their leaders. You have to speak the truth to the people of Pakistan today. Who is wrong, everything is right in this country.

We are an agricultural country and it's a shame there is a shortageof food. We have water in abundance but there is water shortage everywhere, all the time. The fault lies within somewhere, it is ill-planning

or no planning at all, it is incompetence, it is lack of vision, it is insincerity by the rulers. Mr. Chairman, I think the figure fudging is the greatest harm that anyone can do to the people of any nation. Figure fudging, when you cheat the people, it's a number game for some but it's the hope, the tears, the joys of the people of this country and you cheat them, you lie with the figures.

Mr. Chairman, unless these issues are resolved, no government, no matter how democratic it is, can present a pro-poor or a people-friendly budget. These basic issues need to be resolved in order to move ahead. We are law makers here. I have a question, allow me to put that across the floor, Mr. Chairman. Is there a law in this country which stops people from lying at that level? If there is a law then can that law be implemented? Can we stop people from lying to the people of Pakistan? Can we, for once, set an example and bring somebody in front of the public eye? If we fail to do that today, then I am afraid there will be a bloody revolution in this country.

Mr. Chairman, there is ample money which has been looted from the people of my country. Then, there is no claim, we put it away as bad debt. A poor man who takes a loan from the Industrial Development Bank, the Agricultural Development Bank, the SME or any government enterprise gives him a loan, one lac rupees, he spends the rest of his life in paying that loan back. If for some reasons his business fails, there is an illness in the family, he is unable to pay back the loan, the interest initially,

there is a penalty Mr. Chairman, and he dies and hands over his liabilities to his widow or to his orphans. This is the state of affairs and we sit here ruthless, passionless as always and watch the people die in front of the Parliament even when they come to us in lacs, we say that they were in thousands, they were in hundreds. We refuse to believe even what is lying in front of us..

Mr. Chairman: Please keep the timing in mind and try to conclude.

Senator Nilofar Bakhtiar: I am going to wrap it up Mr. Chairman, because I am also getting emotional and I don't want to create ascene here. Finally, one fine day, the rulers have decided to scrap the project of Kalabagh Dam. What about the millions which have gone into conceiving the idea and millions that were used to keep the idea alive over four decades? Today, we do not like NAB, get rid of the National Accountability Bureau. OK, you do not like it but what about the tax payers' money that was spent on that institution. The people of Pakistan have a right to know, have a right to debate about the outcome of these institutions. Whose purpose was being served when these institutions or ideas were conceived in the first place and whose purpose is being served now? That is what I would like to know.

Mr. Karzai now wants to send his forces into Pakistan and why not. He is a great follower of Mr. George W. Bush who is eager and

always ready to send his forces into this territory, the territory of his front line ally on the War against Terror. Do we as the Parliament of Pakistan have a right to know about the details of the agreement that has been signed with the NATO forces? Do we have the right to know that who has authorized those forces to come to our soil to kill our people and go scot free?

Mr. Chairman, there are too many questions and too many answers that I need from the nation and from the current government, from the previous rulers. But finally, I would just say that the people of Pakistan are without a direction today, they have lost hope and the last thing the rulers could do was to bring the begging bowl back to the people. This is not how a nuclear nation should function, Mr. Chairman. I tell you, yesterday, my ten years old son asked me a very interesting question. He said *Amma*, are we a nuclear nation or is that again a lie told by some of our leaders. I had no answer to that question Mr. Chairman, I hope someone can reply to him one day. I thank you for your patience.

جناب چیئرمین، مولانا صالح شاہ قریشی۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب! میری ایک request ہے۔

جناب چیئرمین، بلور صاحب' ایک نیا trend شروع ہوجائے گا۔ مولانا محمد صالح شاہ صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب' جن لوگوں نے fudging کی ہے

I think we should bring them to the task. Then without the permission of

my Leader of the House, I am saying it from the coalition government, we are ready. The Opposition should come out.....

جناب چیئرمین، مولانا محمد صالح شاہ۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ قریشی، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین، بجٹ کو اراکین سینیٹ نے بڑے بہتر اور تفصیلی انداز میں پیش کیا ہے۔ جو ماہرین بجٹ تھے، میں بذات خود مشکور ہوں۔ جناب چیئرمین، بجٹ کے متعلق وہی امور اور issues جو قرآن و سنت کے خلاف ہیں، ظاہر ہے وہ تو جب قرآن و سنت کے خلاف ہوں تو ہم ان امور اور ان issues کی بھرپور انداز میں مذمت اور مخالفت کرتے ہیں۔ یہ ہمارا فریضہ بھی بنتا ہے خصوصاً وہ امور جو سود پر مبنی ہوں۔

جناب چیئرمین، میں مزید بجٹ کے بارے میں کچھ کہنا نہیں چاہتا ہوں۔ اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ واپڈا کی طرف سے فاٹا کو عموماً یہی جواب دیا گیا ہے کہ فاٹا کو بجلی ہم فراہم نہیں کریں گے۔ جناب چیئرمین، یہ سراسر ظلم ہے اور بے انصافی ہے۔ آپ کو بھی معلوم ہو گا کہ ہمارے قبائل خصوصاً South Waziristan میں Political Administration شناختی کارڈ اور ڈومیسائل کی فیس کی مد میں ڈھائی سو روپیہ لیتی تھی۔ اسی طرح فی بوری دو سو روپے لئے جاتے تھے۔ اس حوالے سے Political Administration کی طرف سے ہمیں یہ جواب دیا جاتا تھا کہ یہ پیسے واپڈا کو دیے جاتے ہیں، کیونکہ قبائل بجلی کے بل ادا نہیں کرتے ہیں۔ واپڈا کے اپنے record کے مطابق تقریباً تیرہ کروڑ روپیہ انہی شناختی کارڈوں اور ڈومیسائلوں کی فیسوں کی مد میں جمع کئے گئے ہیں۔ میں اس House کی وساطت سے واپڈا کی مخالفت کرتا ہوں کہ انہوں نے جواب دیا کہ ہم FATA کو بجلی فراہم نہیں کر سکتے۔ جناب چیئرمین! یہ ہمارا حق بنتا ہے۔ FATA تو اور بھی مسائل کا شکار ہے۔ باہر سے اس پر حملے کیے جاتے ہیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو تعاون پاکستان سے ہو سکے، اس تعاون سے FATA کو محروم نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین! پچھلے آٹھ سالوں میں پاکستان کو جن مصائب اور پریشانیوں سے دوچار

کر دیا گیا ہے، ایسے حالات میں موجودہ بجٹ پیش کرنا مجموعی طور پر عملی اور مثبت اقدام قرار دیا جا سکتا ہے۔ پچھلے آٹھ سالوں کا ہمیں یہ نتیجہ ملا کہ آج حامد کرزئی، جس کو میں کرایہ کا صدر کہہ سکتا ہوں، وہ بھی پاکستان کو دھمکیاں دے رہے ہیں اور خصوصاً قبائل کو دھمکیاں دے رہے ہیں کہ میں عنقریب پاکستان کے قبائل پر خود حملہ آور ہو جاؤں گا۔ جناب والا! میں نرم انداز میں، نرم لہجے میں، اس House کی وساطت سے پورے پاکستان کو یہ آواز پہنچانا چاہتا ہوں کہ حامد کرزئی کو فی الوقت پاکستان کی طرف سے جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے، جب تک قبائل روئے زمین پر زندہ ہیں، میں یقین دلاتا ہوں کہ حامد کرزئی کی اینٹ کا جواب پتھر سے دے سکتے ہیں اور ہم عنقریب دے دیں گے۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ قریشی، جناب چیئرمین! نہایت نا مناسب اور غیر سنجیدہ حرکت حامد کرزئی کی طرف سے کی گئی ہے، جب کہ بائیس، تیئس لاکھ افغان مہاجرین ہمارے پاس رہ رہے ہیں، ہم ان کو پال رہے ہیں۔ ہم ان کے رہن سہن اور ان کی پریشانیوں میں مبتلا ہیں، اس کے باوجود حامد کرزئی ہمیں دھمکیاں دے رہا ہے۔ الحمدللہ پاکستان ایک مسلم غیرت مند قوم ہے۔ میں اس میں یہ تمیز نہیں کرتا کہ یہ پنجابی ہے، پٹھان ہے، بلوچ ہے، یا سندھی ہے، پورا پاکستان ایک غیرت مند قوم پر آباد ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک ایٹمی قوت بھی ہے۔ ایسے حالات میں حامد کرزئی کی طرف سے ایسے الفاظ استعمال کرنا شاید ان کی اپنی خانہ ویرانی کے اسباب بن جائیں۔ جناب والا! میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا ہوں، ہمارے قبائلیوں میں عموماً اور خصوصاً وہی ایجنسیاں ہیں جن پر تقریباً ہر ہفتے، یا ہر مہینے باہر سے حملے کئے جاتے ہیں۔ اس پر میں آپ کی اور پورے House کی وساطت سے وزیراعظم صاحب کو یہ اپیل کرتا ہوں کہ آئندہ کے لئے، پاکستان کو استقلال کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ پاکستان کو اس انداز میں دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہیے جو حقائق اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو دے دیے ہیں۔ پاکستان کو ایک غلام ملک کی طرح کا تصور نہیں دینا چاہیے۔ ہمارے قبائلیوں پر ہر روز حملے ہو رہے ہیں۔ حامد کرزئی کی طرح ہمیں

دھمکیاں دینا' یہ پاکستان کو غلامی کا ایک تصور دینا ہے۔

جناب چیئرمین! میں اس ایوان کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر گزشتہ آٹھ سالوں کی پالیسی پر موجودہ حکومت نے نظر ثانی اور تبدیلی نہ کی تو پھر اس آزاد پاکستان کو ہم غلامی کی زنجیروں سے اپنے ہی ہاتھوں سے باندھ دیں گے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے مختصر اظہار خیال کرنے کا موقع دیا۔ (عربی)۔

جناب چیئرمین، شکریہ اور وقت کی پابندی کرنے کا دگنا شکریہ۔ آغا پری گل صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں ایک بات کہنا ضروری سمجھتی ہوں کہ جو بجٹ تقریر ہمارے سید نوید قمر صاحب نے کی' اس کے پہلے صفحے پر۔۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا ہم پاکستانی ہیں؟ کیا ہم پاکستان میں رہتے ہیں؟ اس کے باوجود کیوں ہم پاکستان کے لئے ایسے الفاظ اپنی تقاریر میں استعمال کرتے ہیں کہ جس سے بہت زیادہ دکھ ہوتا ہے۔ اب دیکھیں کہ یہ Minister Sahib نے پاکستان کو کمزور' زخمی' اس میں لکھا ہوا ہے' بے شک آپ پڑھ لیں۔ میں یہ اپنے پاس سے نہیں کہہ رہی ہوں۔ اس نے کہا ہے کہ ایک زخمی پاکستان' ایک ٹوٹا ہوا پاکستان' ایک چکنا چور پاکستان' جناب چیئرمین! ہم نے اگر اپنے نمبر بنانے ہیں تو صحیح طریقے سے عوام کے سامنے نمبر بنائیں۔ اس طرح ہم اپنی تقریروں میں اپنی ماں اور پاکستان کو برا بھلا کہیں' کتنے افسوس کی بات ہے۔ یہ ثبوت ہے۔ پچھلے دور میں یہ بجٹ کی تقریروں کو بغیر پڑھے پھاڑ دیا کرتے تھے۔ ہم ایسا نہیں کریں گے اور نہ ہی ویسا عمل دہرائیں گے کیونکہ یہ ہمیں زیب نہیں دیتا اور ویسے بھی اس میں اللہ کا نام لکھا ہوتا ہے اور اس کا احترام اور ادب کرنا ہمارا فرض ہے۔ ان کی اس حرکت کا ہمیں ' پوری قوم اور عوام کو بہت دکھ اور افسوس ہے اور اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ جس ملک میں ہم رہتے' کھاتے ہیں ' نمائندگی کرتے ہیں ' لیڈری کرتے ہیں ' منسٹر' ایم این اے ' ایم پی اے اور سینیٹر بنتے ہیں اسی ماں کو ہم اتنے برے الفاظ سے موسوم کرتے ہیں یہ کتنے افسوس اور دکھ کی بات ہے۔

جناب چیئرمین! ہمارے اس طرز عمل کو دیکھ کر بارڈر والے لوگ، ملکی ہمسائے کیسے ہمیں برا بھلا نہیں کہیں گے۔ ظاہر ہے جب ہم اپنے ملک میں آپس میں دست و گریباں ہوں گے ' اپنے ہی پاکستان کو برا بھلا کہہ رہے ہیں تو ان کو موقع ملے گا۔ آج جیسے افغانستان نے ' کرزئی نے دھمکی دی 'اسی طرح کل ہندوستان ' پھر امریکہ اور ایران بھی دھمکی دے سکتا ہے۔ تو پھر یہ پاکستان بے چارہ کیا کرے گا؟ پاکستانی عوام کا کیا ہوگا؟ اس لئے میں کہتی ہوں کہ جب ہم اسمبلیوں میں نمائندگی کے لئے آئیں تو ہمیں ایمانداری سے اپنے فرائض انجام دینے چاہییں۔ ماضی میں جو کچھ ہوا اس کو چھوڑیں ' آپ اپنے اعمال درستاور صحیح ادا کریں تاکہ ملک کو چاروں اطراف سے جو اس وقت خطرات لاحق ہیں وہ کم از کم پاکستان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکیں۔ ہماری آپس کی لڑائی سے لوگوں نے فائدے اٹھائے ہیں۔ اس لئے ایسی باتوں سے اجتناب برتا جائے۔

جناب چیئرمین! اب میں بلوچستان کے بارے میں بجٹ کے حوالے سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ جناب! یہ کہا گیا ہے کہ بلوچستان کے بارے میں بڑی بڑی کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ بلوچستان کے لئے بڑے بڑے کام کئے ہیں جبکہ جناب! اس بجٹ میں بلوچستان کا نام و نشان نہیں ہے۔ حالانکہ پاکستان کو بلوچستان کی گیس ' کوئلہ ' ماربل ' زراعت سے فائدہ مل رہا ہے اور جناب چیئرمین! میں پچھلے دور میں بھی بلوچستان کے لئے روتی رہی ہوں ' اب ہی نہیں یہ رونا رو رہی ہوں پہلے بھی روتی رہی ہوں کہ بلوچستان کےساتھ ناانصافی بند کی جائے۔ بلوچستان سے گیس ' ماربل ' کوئلہ اور دیگر چیزیں نکلتی ہیں جن سے فائدہ اٹھایا جارہا ہے ' ان کی رائلٹی ضرور دی جائے تاکہ ہمارے بلوچستان کی پسماندگی ختم ہو۔

جناب والا! بلوچستان کے عوام بڑے غریب اور یتیم بھی ہیں۔ پتا نہیں بلوچستان سے ایسا سلوک کیوں کر رہے ہیں۔ اگر شروع سے توجہ دی جاتی تو آج یہ حشر نہ ہوتا۔ بلوچستان کی زراعت قابل توجہ ہے۔ وہاں خشک سالی ہے۔ ٹیوب ویل وہاں نہیں ہیں۔ واپڈا کی آنکھ مچولی جاری ہے اور یہاں تک کہ پچھلے دور میں ہم نے جو Dozers دو سو منظور کئے تھے وہ بھی اس بجٹ میں نہیں ہیں۔ وہاں کی پتھریلی زمین کو ہموار کرنے کے لئے ڈوزر منظور کئے گئے تھے

کیونکہ وہاں ٹریکٹرز وغیرہ کام نہیں آتے ۔ لیکن اب اس بجٹ میں ان بلڈوزرز کا نام تک نہیں ہے۔ اللہ جانیں وہ بلڈوزر کس کی جیب میں چلے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، یہ تو پچھلے بجٹ میں تھے۔ ان کا آرڈر ہو چکا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، نہیں ملے ہیں جناب چیئرمین! دو سو بلڈوزرز تھے۔

جناب چیئرمین، پچیس آنے تھے۔

سینیٹر آغا پری گل، دو سو تھے، ان میں سے ہوگئے سو، اس کے بعد پچاس ہو گئے اور ابھی رضا ربانی صاحب کہتے ہیں پچیس ۔ وہ پچیس بھی اس میں نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین، نہیں، وہ پچھلے بجٹ میں تھے وہ انشاء اللہ آ رہے ہیں۔ Shipment ان کی ہوگئی ہے۔ آ رہے ہیں۔ رضا صاحب نے بھی اور میں نے بھی check کیا تھا بلکہ وہاں مہینے ہی approve کئے تھے تو مجھے یاد ہے۔ آ رہے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب! کوئی نہیں ہیں۔ آپ اس وقت زمینداروں کو دیکھیں۔ میں آپ کو سچ بتا رہی ہوں۔ زمینداروں کا بیڑہ غرق ہو گیا ہے۔ نہ وہاں پر بجلی ہے، نہ پانی، نہ ڈیم، نہ دریا، نہ سمندر اور نہ ہی نہر ہے۔ آپ سوچیں جب ہمارے پاس یہ سب چیزیں نہیں ہیں حتیٰ کہ ہمارے کاریز بھی خشک ہو گئے ہیں، ہمیں ٹیوب ویلز بھی نہیں دے رہے ہیں۔ بلوچستان کے زمیندار جو لاکھوں روپے اپنی زمینوں سے کماتے تھے آج وہ بیچارے بنکوں کے دروازوں پر بیٹھے بھیک مانگ رہے ہیں۔ بچوں کو پالنے اور تخم ڈالنے کے لئے مانگ رہے ہیں۔ نعرے تو سب نے لگائے کہ بلوچستان کو جنت بنا دیں گے لیکن موجودہ بجٹ میں تو کچھ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں ایک اور بات کہنا چاہتی ہوں کہ یہ جو ظلم بلوچستان کے ساتھ روا رکھا جا رہا ہے اس کی آخر بہت بری ہوگی۔ جب ہم اس کے خلاف آواز اٹھاتے یا شور کرتے ہیں تو ہمیں غدار کہا جاتا ہے، دہشتگرد کہا جاتا ہے، یہ پاکستان کے غدار ہیں۔ جس کے پیٹ میں روٹی نہ ہو، جو بدبخت خشک قہوہ پر بیٹھا ہو، اپنے ہی گھر اور وسائل سے کچھ حاصل نہ کر سکتا ہو، اس کو

گیس، کوئلے، ماربل اور دیگر اجناس کی رائلٹی نہ ملے تو آپ کیا خاموش رہیں گے ؟ کیا کریں گے؟ اپنے حق کے لئے آواز بلند کرنا اور شور کرنا جائز ہے۔ جناب! ہمیں اپنے قائد چوہدری شجاعت صاحب کی ہدایت ہے کہ کوئی بھی ایسی بات نہ کریں بلکہ حکومت کے ساتھ اچھے اور مثبت کاموں میں تعاون کریں۔ جمہوریت کو پروان چڑھانے میں ساتھ دیا جائے۔ ہم ان کے ہر اچھے کام اور پاکستان کی وفا میں جو بھی قدم اٹھائیں گے ان کا ساتھ دیں گے اور غلط کام کی نشاندہی کریں گے اور صوبوں کے حقوق کے لئے شور کریں گے۔

جناب چیئرمین! صرف ہم بلوچستان والوں کے ساتھ زیادتی نہیں ہو رہی بلکہ فرنٹیئر والوں کے ساتھ بھی زیادتی ہو رہی ہے۔ زیادتی سندھ والوں کے ساتھ اور پنجاب والوں کے ساتھ بھی ہے۔ یہاں پر بجٹ بنانے والے چالاک اور شاطر قسم کے بیوروکریٹ لوگ بیٹھے ہیں۔ اکثر اپنے بنک بیلنس بڑھاتے رہتے ہیں۔ یقین کریں یہ لوگ بھرے ہوئے خزانے کو خالی show کر رہے ہیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ پاکستانی عوام کے ساتھ جھوٹ بولا جا رہا ہے۔ اگر صحیح انکوائری ہو جائے تو خزانہ بھرا ہوا ملے گا۔ لیکن اس پر بڑے بڑے کالے سانپ بیوروکریٹ بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ کبھی بھی اس کے حامی نہیں ہیں کہ کسی صوبے کو اس کا حق ملے۔ یہ سچ میں آپ کو بتا رہی ہوں۔

جناب! آپ دیکھیں ڈالر کی قیمت ، آپ یہ اندازہ لگائیں کہ پاکستانی عوام کے ساتھ کیا ہو رہا ہے ؟یہ کیا تماشا انہوں نے لگایا ہوا ہے ؟ ڈالر کہاں سے کہاں پہنچا ، مگر کسی نے بھی انکوائری نہیں کی کہ کون بندہ کہاں سے اور کیسے یہاں آیا ، کھربوں کے ڈالر کہاں سے لایا ، دو تین دن ڈالر اوپر گیا اور اس کے بعد نیچے آیا اور فائدہ اٹھا کر چلے گئے اور یہاں پر کم بختوں نے پاکستانی عوام کو بھوکوں مار دیا۔ گندم یہاں نہیں ملتی، آٹا یہاں نہیں ملتا، چینی یہاں نہیں ملتی، چاول ، دالیں اور سبزیاں نہیں ملتیں۔ جناب والا! آپ بتائیں کہ بے چارے کس کس کا مقابلہ کریں گے؟ واپڈا کا مقابلہ کریں گے ، گندم والوں کا مقابلہ کریں گے جب ان کے بچوں کو آٹا نہ ملے، گیس کے بلوں کا مقابلہ ان کے بس سے باہر ہے یعنی ایک دم پاکستان پر اتنا بڑا ظلم کہ ہر بندہ خودکشی کرنے کے لیے تیار ہے اور لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں۔ یہ trend اتنا بڑھ گیا

ہے کہ لوگ بچوں سمیت اپنے آپ کو نہر میں پھینک رہے ہیں۔ جناب والا! جب سے ہم پیدا ہوئے ہیں ہم نے یہ تماشا نہیں دیکھا' اب ہم یہ تماشا دیکھ رہے ہیں اور خدا کی قسم! بہت دکھ ہوتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے یا تو باہر کی ایجنسی یہاں پر یہ کچھ کروا رہی ہے یا نا معلوم کون ہے ۔ یہ بات سمجھ سے باہر ہے اسی لیے میں اپنی حکومت کو کہتی ہوں ' چاہے ہماری حکومت ہو یا کسی اور کی حکومت ہو جو بات سچ ہے اس کو سچ کہنا چاہیے کیونکہ میں ایک عوامی نمائندہ ہوں اور غریب عوام کی نمائندہ ہوں۔ مجھے امیروں سے کوئی واسطہ نہیں ہے ان کو کیا فرق پڑے گا؟ وہ کبھی لندن' کبھی جرمنی' کبھی دبئی' کبھی امریکہ میں جاتے آتے رہتے ہیں' ان سے پوچھیں جو بے چارے بلوچستان کے مچھ اور پشین اور شیخوپورہ میں تھڑوں پر پڑے ہوئے ہیں۔ ان سے پوچھا جائے جن کو دو وقت کی روٹی بھی نہیں ملتی۔

جناب چیئرمین! میں اس بجٹ پر ایک بات کرنا چاہتی ہوں کہ یہ لوگ کہتے ہیں تنخواہیں بڑھائی ہیں' ٹھیک ہے ہم مانتے ہیں کہ آپ نے تنخواہیں بڑھائی ہیں۔ بالکل تنخواہیں بڑھائی ہیں اور بڑھائی بھی چاہیئں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تنخواہ اگر پانچ ہزار سے چھ ہزار ہو جاتی ہے تو وہ بے چارہ جو حکومت کا ملازم ہے تین ہزار روپے کا بل دیتا ہے' گھر کا چار ' پانچ ہزار روپے کرایہ دیتا ہے۔ پانچ ' چھ بچوں کو وہ پالتا ہے۔ اس کے بعد روٹی' کپڑا ' یہ ' وہ سارے اخراجات! جناب والا اس کے لیے بچے گا کیا؟ اس کے لیے کچھ بھی نہیں بچے گا۔ پھر اتنے ٹیکس لگائے گئے ہیں کہ چھینک مارو تب بھی ٹیکس دو۔ یعنی تمام چیزوں پر ٹیکس لگا ہوا ہے' اگر کوئی انسان چھینک بھی مارے تو اس پر بھی ٹیکس ہے' یہ اتنا بڑا ظلم ہے کہ اب یہ بیچارے خودکشیاں نہ کریں' مریں نہیں تو کیا کریں گے اپنے آپ کو بچانے کے لیے تو مرنا ہی بہتر ہے۔

جناب چیئرمین! میں نے پہلے بھی آپ کو تجویز دی تھی ' آپ نے کہا تھا کہ یہ بجٹ میں آئے گی' میں نے کہا تھا کہ سینیٹ اور قومی اسمبلی کے ہمارے جو ملازمین ہیں' آپ نے وعدہ بھی کیا تھا' آپ نے کہا تھا کہ بالکل بجٹ میں آئے گا مگر بجٹ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ میں نے آپ کو یہی کہا تھا کہ ملازمین کے لیے کالونیاں بنائیں تاکہ یہ بیچارے جو اس وقت در بدر' گلیوں میں ادھر ادھر رہتے ہیں' عزت سے' جس طرح صدر ہاؤس کے ملازمین اپنی کالونی میں رہتے

ہیں تو سینیٹ اور قومی اسمبلی کے ملازمین کیوں نہیں رہ سکتے؟ ان کو بھی عزت سے رہنے کے لیے کالونی دیں۔ یہ میرا مشورہ ہے آپ یہ ضرور اس بجٹ میں ڈالیں۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا جو حج کا کوٹا تھا وہ انہوں نے ختم کروا دیا ہے۔ کہتے ہیں وہ کوٹا نہیں ملے گا۔ پہلے ممبران سینیٹ اور قومی اسمبلی کو پانچ پانچ کا کوٹا ملتا تھا اب ان کو بیس بیس کا کوٹا ملے تاکہ یہ اپنے پورے علاقے کو حج کرائیں۔ اب تو جمہوری حکومت ہے اب تو کوٹا زیادہ ہونا چاہیے' پانچ سے بیس ہونا چاہیے تاکہ کم سے کم سینیٹرز اپنے علاقے کے بیس بیس لوگوں کو' ہر ضلع کا ایک ایک آدمی بھی بھیجیں تو لوگ دعائیں دیں گے۔ جناب والا! یہ عوامی دور ہے کم سے کم عوامی باتیں ہونی چاہئیں۔ میں آپ کو ایک اور بات بتاتی جاؤں۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر آغا پری گل، ہمارے بلوچستان کے جتنے بھی ملازمین ہیں ان کے بارے میں بھی میں دو سال سے بولتی رہی ہوں۔ ہمارے ملازمین جب یہاں پر بیس' بائیس گریڈ کے آتے ہیں پھر دوبارہ اب انہیں او ایس ڈی بنا کر بلوچستان بھیج دیا۔ جناب والا! مہربانی کرکے یہ بند کیا جائے۔ہمارے جو بیس ' بائیس گریڈ کے لوگ ہیں ان کو پورا حق دیا جائے کیونکہ اسلام آباد میں سارے پاکستانیوں کا حق ہے ' چاروں صوبوں کا حق ہے ۔ وہاں سے جتنے بھی لوگ آتے ہیں ان کو پورا حق دیا جائے یہ نہ ہو کہ یہاں سے او ایس ڈی بنا کر ان کو واپس بھیج دیا جائے۔ یہ ختم ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین،وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر آغا پری گل ، جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ آج کل انتقامی کارروائیاں بہت ہو رہی ہیں۔جب جمہوریت آتی ہے تو انتقام ختم ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ آج آپ لوگ آگئے ہیں تو آدھی رات کو پولیس چھت سے نیچے گرا کر بندوں کو گرفتار کرے کہ آپ فلاں کے مقابلے میں آگئے تھے اس لیے چلو اندر چلو۔ مثال کے طور پر ہماری ایک سینیٹر کے میاں اس وقت دبئی میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے خلاف دس ایف آئی آر کٹی ہوئی ہیں۔ آپ سوچیں'

غریبوں کو تو چھوڑیں ، ایک سینیٹر جو اس وقت سینیٹ میں بیٹھی ہوئی ہے اس کے میاں کے خلاف دس ایف آئی آر کٹی ہوئی ہیں۔ کل آپ لوگوں کے خلاف بھی ایف آئی آر کٹیں گی، فکر نہ کریں۔ اس پر بعض لوگ ہنس رہے ہیں، یہ ہنسنے کی بات نہیں ہے، ہنسیں مت، کچھ دنوں کے بعد ہنسنے پر بڑے بڑے مسئلے آ جائیں گے----

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب والا! یہ انتقامی کارروائیاں ختم کی جائیں۔ اب جس طرح یہ ناظموں کو نکالنے کے چکروں میں ہیں کہ ہم اپنے لے آئیں۔ یہ کیسی جمہوریت ہے؟ یعنی آپ دیکھیں کہ ناظموں کے دفتروں میں جا کر ، قبضہ کر کے، ان کو نکال کر ان کے خلاف ووٹ استعمال کر کے اپنے ناظم لا رہے ہیں ، یہ جمہوریت ہے۔ جمہوریت جس کا نام ہے اس میں دل بڑا ہونا چاہیے ۔ آپ لوگوں نے جو پرانے وقتوں میں کیا ہے اگر دوبارہ آپ لوگوں نے وہی دہرایا جو آپ لوگوں نے بلوچستان والوں کے ساتھ کیا ہے اور بلوچستان میں آپ نے جتنے خون اور قتل کیے اگر دوبارہ وہی کچھ ہوا تو پھر آپ لوگوں کا حشر نشر بھی برا ہوگا اور پھر ایسا انقلاب آئے گا کہ کوئی روک نہیں سکے گا۔ یہ میں آپ کو بتا رہی ہوں کہ جس طرح انتقامی کارروائیاں شروع ہیں ،یہ بہت غلط ہے ۔ جب یہ غلطی کرتے ہیں تو پھر اس کے بعد معافی مانگتے ہیں۔ ایک کا جنازہ نکال کر، پورے لوگوں کو مار کر قبرستان بھجواتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ معاف کرو، یہ کیا ہے؟ ایسے معافی نہیں ہوتی، بلوچستان والے پھر ایسے معافی نہیں دیتے، پھر قتل کا بدلہ قتل ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے تو پھر دوسرے مقررین کو موقع ملے گا۔

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل: ابھی میں اس کی بیوی کو فون کرتی ہوں۔ اس کی بیوی کو فون کر کے اس کی تمام باتیں بتاتی ہوں کہ تمہارا میاں کہاں پر گیا۔ جب یہ بلوچستان سے آیا تھا تو بول نہیں سکتا تھا لیکن اب یہ تیز ہوگیا ہے اور فوراً مداخلت کرتا ہے۔ جب یہ اپوزیشن میں تھا۔

میں حیران ہوں ان لوگوں پر کہ جب اپوزیشن میں تھے تو ان کا رویہ کچھ اور تھا۔ یہ بلور صاحب ! خدا کی قسم جب پختونخواہ کے لیے بولتے تھے میں خوش ہوتی تھی، میں کہتی تھی واہ، ہمارا ایک لیڈر تو ہے۔ اب ادھر گیا ہے تو اس کا رویہ ہی بدل گیا ہے پختونخواہ ہی بھول گیا ہے۔ اب یہ کامران ہے، بالکل میں اس کی عزت کرتی ہوں، احترام کرتی ہوں مگر یقین کریں کہ جب یہ وکیل تھا، بڑا اچھا انسان تھا۔ اب یہ شیطان بچے نہیں ہوتے، چھتوں پر چڑھ کر گڈیاں اڑاتے ہیں، اب یہ تماشا اس نے شروع کیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیے۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین صاحب! آخر میں، میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیابی دے اور ان کو نیک ہدایت کرے اور جو انتقامی کارروائیاں انہوں نے شروع کی ہیں وہ ختم کی جائیں اور یہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ پھولیں پھلیں۔ پانچ سال کام کریں۔ پاکستان کے لیے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو سلامت رکھے اور یہ کبھی بھی نہ سوچیے کہ یہ صوبہ سندھ ہے، بلوچستان ہے، سرحد ہے، ہم سب پاکستانی ہیں اور پاکستان کے نام سے ہماری عزت ہے، پہچان ہے۔ اگر خدانخواستہ آج پاکستان نہ ہو تو آپ ان اسمبلیوں میں نہیں ہوں گے۔

جناب چیئرمین صاحب! گریڈ ایک سے پندرہ کے ملازمین کے میڈیکل الاؤنس کو آپ بڑھا دیں کیونکہ پچاس روپے بڑھانے سے کیا ہوگا۔ اس سے تو panadol کا ایک پیکٹ بھی نہیں آئے گا۔ اتنی مہنگائی ہے۔ تو میں آپ سے گزارش کروں گی کہ میری طرف سے آپ اس کو کم از کم ۲ ہزار تو کر دیں۔ آپ بازار جائیں تو panadol کا پیکٹ 300 روپے میں آتا ہے۔ یہ کیا تماشا ہے۔ یہ تو غلط ہے۔ 425 روپے تھا، اب اس میں 75 روپے کا اضافہ کر دیا۔ یہ کم از کم آپ ۲ ہزار کر دیں۔ ٹھیک ہے، منظور ہے۔ میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ (وفاقی وزیر برائے مکانات و تعمیرات)، جناب چیئرمین!

کامران کی بیگم کو ٹیلیفون کے الفاظ expunge کرائے جائیں۔ کامران کی عاقبت خراب ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین، نہیں، ویسے بات تو صحیح ہے۔ Active بہت ہو گئے ہیں۔ یہ غلط نہیں کہہ رہی ہیں۔ اس کی میں بھی تصدیق کرتا ہوں۔ جی کامل آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا (قائد حزب اختلاف)، دو تین مرتبہ میرا نام لے کر گفتگو کی گئی ہے۔ بلور صاحب نے بھی مجھے direct کہا کہ میں جواب دوں۔ تو اس لئے میں جواب دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا تھا، انہوں نے تقریر بھی کی اور اس میں بار بار میرا نام بھی لیا۔ لیکن اب چونکہ خصوصی طور پر انہوں نے اٹھ کر بات کی ہے تو میں مناسب سمجھتا ہوں کہ میں جواب دے دوں۔ ایک تو میں ان کو اس بات کی مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے امن معاہدہ کیا ہے۔ گفتگو کے ساتھ مسائل حل کرنا اچھی بات ہے۔ میں ایک political worker ہونے کی حیثیت سے یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اچھے رویے ہیں اور اگر پاکستان کے مفاد میں اور پاکستانی عوام کے مفاد میں کوئی معاہدہ کیا جاتا ہے تو ہم اسے appreciate کرتے ہیں، لیکن وہ معاہدہ صرف یہ نہیں ہونا چاہیے جو اطلاعات بھی آ رہی ہیں کہ ہمیں کچھ نہ کہو اور جو مرضی ہے کرو۔ اس بات کو معاہدہ امن کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

جناب چیئرمین، آپ personal explanation کی بات کرنا چاہ رہے تھے۔

سینیٹر کامل علی آغا، جی میں اُدھر ہی آ رہا ہوں۔ یہ ٹھیک ہے کہ اقتدار ایک ایسی چیز ہے جس کی مجبوریاں یہ ہو سکتی ہے کہ [*****]

(مداخلت)

Mr. Chairman: Order in the House.

سینیٹر کامل علی آغا، کہنا بہت آسان ہے اور سننا بہت مشکل ہے۔ آج یہ سنیں گے۔

*** [Expunged by the orders of Mr. Chairman]

جناب چیئرمین ، آج بہت اچھے ماحول میں debate ہو رہی تھی ۔ Let's maintain that. بڑے اچھے ماحول میں debate ہو رہی تھی۔

He has a point of personal explanation. He has the floor, let him speak.

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا، اگر یہ بات نہیں سنیں گے تو ہم واک آؤٹ کریں گے۔

جناب چیئرمین، آپ point of personal explanation کو مختصر رکھیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، ہم نے اس House کو پر امن طریقے سے چلایا ہے۔ ان کی سیٹوں پر دو آدمی بھی نہیں بیٹھے ہوئے تھے اور ہم نے کورم point out نہیں کیا۔ یہ ہمارا رویہ ہے۔ اپنے رویے کو دیکھیں۔ یہ جب ادھر بیٹھے ہوئے تھے تو ان کا جو رویہ تھا یہ اس پر غور کریں۔ اگر یہ بات کریں گے اور جواب نہیں سنیں گے تو یہ رویہ ہم برداشت نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین ، بڑے اچھے ماحول میں debate ہو رہی تھی ۔ آپ personal explanation کریں۔

سینیٹر کامل علی آغا ، میں personal explanation پر کھڑا ہوں ۔ ان کو آپ روکیں۔ یہ میری بات سنیں۔ انہوں نے میرے متعلق بات کی ہے۔ میرا نام لے کر بات کی ہے اس لئے میں جواب دوں گا۔

جناب چیئرمین، Floor آپ کا ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب! یہ اقتدار کی مجبوری ہوسکتی ہے۔ میں یہ بات کر رہا تھا کہ کل یہ پاکستان کے وجود کی مخالفت کر رہے تھے اور آج الحمدللہ میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ یہ بھی ایک پاکستانی کی حیثیت سے گفتگو کرنے لگ گئے ہیں۔ بڑی خوشی کی بات ہے۔ میں ان کو welcome کرتا ہوں اور ان کو اس بات پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، مندوخیل صاحب! ان کا نام لے کر کہا ہے۔ Let him explain.

سینیٹر کامل علی آغا، جناب والا! انہوں نے دو باتیں کی ہیں۔ ایک بات انہوں نے یہ کی ہے کہ آٹے کا جو بحران ہے اس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ گندم ہمیں ۲ ملین ٹن منگوانی پڑی۔ ٹھیک ہے جناب۔ لیکن آج جن کے ساتھ یہ بیٹھے ہوئے ہیں ان کے دور میں، جس دور میں، میں بھی MNA تھا، جناب! چینی export کی گئی اور اس کے بعد پھر re-import کی گئی۔

جناب چیئرمین، Leader of the Opposition ہیں۔ ان کو سن لیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، آپ اگر یہ کہتے ہیں تو میں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ آٹا کون سمگل کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین، آغا صاحب! personal explanation پر بات کریں۔

سینیٹر کامل علی آغا، آج یہ صوبہ سرحد میں اقتدار میں ہیں، یہ کیوں سمگلنگ نہیں روکتے۔ انہوں نے ایک بات کی ہے کہ ہمارے دور کے اندر fudging کی گئی۔ آج جن کے ساتھ یہ بیٹھے ہیں۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ Fudging, on the record بات کر رہا ہوں۔ اسحاق ڈار صاحب جب وزیر خزانہ تھے، IMF نے 50 million جرمانہ impose کیا اور جب شوکت عزیز صاحب فنانس منسٹر تھے اس وقت یہ ادا کیا گیا اور fudging پر ریکارڈ یافتہ ملزموں کے ساتھ بیٹھ کر یہ ہمیں fudging کا طعنہ دیتے ہیں۔ آج کیا ہو رہا ہے؟ آج اخبارات اور economists اس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ آج بھی یہ fudging کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، آغا صاحب! personal explanation پر بات کریں۔ یہ تو دوسری باتیں ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، میں یہ کہوں گا کہ یہ اس طرح ہمیں challenge نہ کریں۔ ان کے ساتھ کاندھا جوڑ کر، تعاون کرکے اس House کو اچھے طریقے سے اور پارلیمنٹری رویے کے

ذریعے چلا کر ہم ایک مثال قائم کر رہے ہیں کہ ہم اپنا رویہ democratic رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر ہم پر اس طریقے سے طنز کریں گے اور نام لے کر کریں گے تو یہ زیادہ برداشت نہیں کیا جائے گا جناب۔ پھر یہ ہم سے جواب بھی سنیں گے۔

جناب چیئرمین، ماحول کو اچھا رکھیں اور اس کو برقرار رکھیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، جب یہ بولیں، تول کر بولیں اور یہ سوچ کر بولیں کہ ہم جواب دیں گے۔ شکریہ جناب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! پہلی بات یہ ہے کہ تعاون کا جہاں تک تعلق ہے تو تعاون دونوں جانب سے ہے اور فاضل قائد حزب اختلاف کا جو رویہ ہے اور جو حزب اختلاف کا رویہ ہے اس کو Treasury Benches انہی sentiments کے ساتھ reciprocate کر رہی ہیں اور اس ہاؤس کی ایک بڑی اچھی روایت اور مثال رہی ہے کہ یہاں پر debate ہوئی ہے اور برداشت کے ساتھ debate ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین، اور ہونا بھی ایسے ہی چاہیے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، اور ہونا بھی ایسے ہی چاہیے۔ جمہوری تقاضے بھی یہی ہیں لیکن میں نے بہت غور کے ساتھ فاضل قائد حزب اختلاف کی تقریر سنی اور میں اس میں ڈھونڈ رہا تھا کہ کہیں personal explanation کا پہلو نظر آجائے لیکن وہ پہلو مجھے نظر نہیں آیا۔ الزامات اس side سے بھی لگے ہیں حکومت پر، لازمی بات ہے یہاں سے بھی جو تقاریر ہوئی ہیں ان میں ماضی کی حکومت پر الزام لگے ہیں لیکن اگر ہم ہر الزام کا کھڑے ہو کر یوں جواب دینے لگیں تو پھر debate آگے نہیں بڑھ سکتی، پہلی بات۔

دوسری بات، کیونکہ اب یہ بات کی گئی ہے تو record کی درستگی کے لیے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈار صاحب کے دور میں اور شوکت عزیز صاحب جو کہ imported Prime Minister تھے، ان کے دور میں یا جب وہ Finance Minister تھے، اس دور میں کسی قسم کا کوئی fine نہیں دیا گیا، جو ہوا تھا وہ یہ تھا کہ ایک قسط پہلے دے دی گئی تھی کیونکہ projects

So, there was no fine that was imposed on the ۔ تھے رہے ہو wind up اس وقت Government viz a viz the question of fudging of the figures at that time.

تیسری بات جناب چیئرمین! جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں' یہ پارلیمان کی روایت بھی ہے' یہ پارلیمان کے rules بھی ہیں کہ essentially جو قدآور political شخصیات ہیں ان پر attack نہیں کیا جاتا۔ ہمارے آپس کے sentiments کچھ بھی ہوں لیکن بہرحال ہم ہاؤس میں بیٹھے ہیں اور ہم تمام colleagues ہیں اور ہمیں ایک دوسرے کے sentiments کا خیال رکھنا چاہیے اور مجھے پورا یقین ہے کہ آئندہ اس بات کا خیال رکھا جائے گا۔

چوتھی اور آخری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں جناب چیئرمین! وہ یہ ہے کہ ہمارا بھی بہت شائستہ رویہ ہے اور Opposition side سے بیشتر ممبران کا بھی including the Leader of the Opposition, بہت شائستہ رویہ ہے لیکن اگر کوئی challenge کرنا چاہتا ہے' جیسے ابھی جب آغا صاحب بات کر رہے تھے' شاید انہوں نے نہ سنا ہو لیکن اگر کوئی challenge کرنا چاہتا ہے ' inside the House or outside the House, باقی لوگوں کو تو چھوڑیں میں اس challenge کو قبول کرتا ہوں اور چلیں میرے ساتھ' باہر چلیں یا ہاؤس میں آجائیں۔

Mr. Chairman: I expunge those remarks all out that is not the decorum of this House.

میں پھر ایک مرتبہ التجاء کروں گا ممبران سے کہ حقائق اور واقعات بیشک بیان کریں لیکن مہربانی کرکے نام لینے سے گریز کریں۔ یہ سینیٹ ہے' اس کا ایک اپنا وقار ہے' اس حساب سے ہم رہیں' جذباتی نہ ہوں۔ جی کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین، شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! بڑا اچھا ماحول چل رہا تھا سینیٹ میں' دونوں اطراف سے۔ بڑی اچھی debates ہو رہی تھیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ بڑے senior politicians نے اپنی بہترین رائے سے نوازا۔ مگر کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے۔

انسان کی شاید یہ زبان ہی ہے جو پھسل جاتی ہے اور کوئی لفظ ایسا نکل جاتا ہے جس کو ہر شخص اپنے لیے personal لیتا ہے۔ میرے خیال میں یہاں ایسی personal grudge نہیں رکھنی چاہیے اور نہ کسی کے leader کا اس طریقے سے نام لینا چاہیے جو کہ ہمارے لیے بھی embarrassing ہو۔ یہ Upper House ہے' اس کی بڑی اچھی روایات ہیں جو آپ نے پچھلے پانچ سالوں سے قائم کی ہوئی ہیں اور مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی انشاء اللہ یہ روایات قائم رہیں گی۔ کوئی کسی کو challenge کی بات نہیں ہے۔ وہ بھی اس ہاؤس کے ممبر ہیں اور ہم بھی اس ہاؤس کے ممبر ہیں۔ ہم سے بھی غلطیاں ہوئی ہوں گی اور غلطیاں ان سے بھی ہوئی ہوں گی۔ ہم ان غلطیوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ شاید ہم اپنی روانی میں کچھ زیادہ کہہ گئے ہیں۔ کوئی ایسی بات غلط نکل گئی ہے جو کہ نہیں کہنی چاہیے تھی۔

جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو کرزئی صاحب کی جو statement ہے' اس پر protest کرتے ہوئے یہ کہوں گی کہ یہ وہ کرزئی صاحب ہیں جو میرے صوبہ بلوچستان میں رہتے ہیں' یہ وہ کرزئی صاحب ہیں جو سیٹیلائٹ ٹاؤن کے بلاک نمبر 5 میں رہتے ہیں۔ وہ آج بات کرتے ہیں اور آنکھیں دکھا رہے ہیں میرے وطن' میرے ملک' پاکستان کو کہ میں خود آؤں گا اور خود ماروں گا' خود hit کروں گا۔ میرے خیال میں ہمیں ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ اس کے لیے بیت اللہ محسود اور ملا عمر ہی کافی ہیں۔ ہمارے لیے تو ویسے ہی کرزئی بڑا بھاری پڑتا ہے۔ جس دن وہ پاکستان آیا' اس نے ملاقات کی اور اس کے چند گھنٹوں کے بعد بے نظیر صاحبہ کی شہادت ہوئی اور پورا ملک crisis میں گھر گیا۔ وہ کرزئی بات کرتا ہے جس نے ہمیں منشیات دیں' جس نے سارے چور اور سمگلر ہماری طرف بھیجے۔ جس نے ہیروئن اور کلاشنکوف کا تحفہ ہمیں دیا۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ یہ بغض معاویہ میں بات کر رہا ہے یا حب علی میں بات کر رہا ہے۔ اس سے کہیں کہ مسلمان ہو تو مسلمانوں والی زبان میں بات کرنا سیکھے۔ آپ ایک ناکام لیڈر ہو' ایک ناکام صدر ہو' اپنی ناکامیوں کو ہم پر مت ڈالو۔ آپ اپنا محاسبہ کرو' ہمارے محاسبے کی بات چھوڑو۔

دوسری بات جناب والا! آج بش صاحب نے فرمایا کہ مجھے اپنے election سے پہلے اسامہ چاہیے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ میں تو اس کے لیے یہی کہوں گی کہ "انوکھا لاڈلا کھیلن کو

مانگے چاند رے"۔ تیرے لیے اسامہ کہاں سے ڈھونڈ کر لائیں۔ اس کے لیے تو تم نے پوری دنیا تباہ کر دی ہے۔ تم نے خود اسامہ پیدا کیا اور تم نے خود ڈرامہ کھیلا اور یہ ڈرامہ اب ہم پر رچا رہے ہو۔

جناب والا! میں اگلی بات کروں گی وزیراعظم صاحب کی۔ وہ وزیراعظم پاکستان کے ہیں، وہ صرف پیپلز پارٹی کے وزیراعظم نہیں ہیں۔ جب وہ پورا وقت نیشنل اسمبلی میں دیتے ہیں تو ہم بھی چاہتے ہیں کہ وزیراعظم صاحب یہاں پر تشریف لائیں اور کچھ ایسی statement ہم ان کے منہ سے سننا چاہتے ہیں on the floor of the House اور شکر الحمدللہ، جمہوریت ہے، دونوں Houses میں وہ بڑے آرام سے آ سکتے ہیں اور ہم مخدوم صاحب کو بحیثیت انسان بہت اچھا انسان سمجھتے ہیں مگر میں سمجھتی ہوں کہ آج 100 دن پورے ہونے والے ہیں اور وزیراعظم کو سینیٹ میں جو کہ Upper House ہے، آنا چاہیے اور ہماری بجٹ کی گزارشات، سفارشات یا جو کچھ ہم کہنا چاہیں ان کو سننا چاہیے۔ ایک گھنٹہ، دو گھنٹے، پندرہ منٹ، بیس منٹ۔ انہوں نے اگر میڈم سپیکر بہت اچھا کہا ہے تو جناب چیئرمین کے لیے بھی کچھ کہنا چاہیے۔ آپ نے اس ہاؤس میں بیٹھ کر بہت گالیاں سنی ہیں اور بہت کچھ سنا ہے۔ آپ کو بھی appreciate کرنا چاہیے۔ دونوں Houses کے equal rights ہیں۔

جناب والا! اگلی بات جو میں کرنا چاہوں گی، مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے کہ جب لوگ حکومت میں ہوتے ہیں تو وہ وزارتیں بھی لیتے ہیں اور بڑی مراعات بھی لیتے ہیں اور اس کے بعد وہ پینترا یوں بدل لیتے ہیں کہ میں تو حیران ہوں کہ ایسے تو سانپ بھی اپنی کینچلی نہیں تبدیل کرتا۔ میں بات کر رہی ہوں حنا ربانی کھر صاحبہ کی۔ کون نہیں جانتا ان خاتون کو۔ وزیراعظم کے ساتھ بیٹھی رہتی تھیں۔ میں برے الفاظ نہیں استعمال کرنا چاہتی کیونکہ میں عورت ہوں۔

جناب چیئرمین، لہجہ صحیح رکھیں۔

سینیٹر کلثوم پروین ، آج وہ ہمیں کہہ رہی ہیں کہ گریبان میں منہ ڈالیں۔ ہمارے گریبان تو شکر الحمدللہ بڑے پاک صاف ہیں۔ آپ بھی اپنے گریبان میں منہ ڈالو کہ پانچ سالوں

میں کتنی مراعات لی ہیں۔ آج تم نے U-turn لیا ہے۔ کتنے ووٹ تم نے لیے ہیں؛ انشاء اللہ پیپلزپارٹی کو بھی ایسے ہی دغا دو گی جیسے ہمیں دیا ہے۔

جناب والا! اب میں بجٹ کی طرف آتی ہوں۔ اس میں بہت اچھی speeches ہو چکی ہیں۔ ڈاکٹر مالک صاحب بہت خوبصورت بولے، کامل علی آغا صاحب بہت اچھا بولے، بلور صاحب بہت اچھا بولے، کامران صاحب بہت اچھا بولے تقریباً تمام ہاؤس، شاہد بگٹی صاحب کبھی کبھی بولتے ہیں مگر بہت اچھا بولے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہر ممبر نے اپنا حق رائے دہی استعمال کیا ہے۔ جناب والا! یہ جو documents ہیں یہ بہت قیمتی ہیں۔ ان میں پاکستان کی قسمت کا پورے سال کا میزانیہ ہوتا ہے۔ یہاں پر ہم جون میں پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالٰی کے ہاں بھی شب قدر کی رات ہوتی ہے جس میں پورے سال کا حساب ہوتا ہے جو ہمیں ملنا ہے، جس نے جانا ہے، جس نے کھانا ہے، جس نے پینا ہے تمام رپورٹ اس میں ہوتی ہے۔ بے شک یہ اتنا ہی قابل احترام ہے جتنی وہ رات اور جتنا یہ دن۔

جناب چیئرمین! میں اپنی بات زراعت سے شروع کروں گی کیونکہ زراعت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں نے motion move کیا تھا کہ زرعی پالیسی کو discuss کیا جائے کیونکہ بہت اچھے اچھے growers بہت اچھے اچھے لوگ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کی input اس میں شامل ہو اور شاید ہم اچھی پالیسی بنا سکیں۔ جناب والا! نہایت افسوس کی بات ہے کہ زرعی ملک، جس میں گندم، چاول اور چینی وافر ہوتی ہے آج وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہوگیا۔ جناب والا! آپ جب نگران وزیراعظم تھے اللہ تعالٰی نے آپ کو عزت بخشی، اس دور میں شاید آپ نے export کی اجازت دی مگر افسوس آپ کی اجازت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے export نہیں بلکہ سمگلنگ شروع ہوگئی۔ جس سے ہمارے ہاں آٹے کی shortage پیدا ہوگئی اور آٹے کے تھیلے کے لیے مجھے میری بھائی بھاگتے ہوئے نظر آئے۔ جناب! میں نہیں سمجھتی کہ اس زرعی ملک میں گندم کی کمی ہوسکتی ہے۔ کبھی بھی نہیں۔ اب بھی ذخیرہ اندوزوں نے اس قدر ---- کیونکہ گندم کٹ چکی ہے، ان کے گوداموں میں گندم ہے۔ وزیراعظم ان سے سختی سے کہیں، وہ یہ نہ کہیں کہ میں کچھ پردہ نشینوں کے پردے چاک

کروں، کریں پردے چاک اور بتائیں کہ کن لوگوں نے گندم کی ذخیرہ اندوزی کی ہے تاکہ جو لوگ آٹے کے لیے suffer کر رہے ہیں انہیں معلوم ہو۔ بنیادی ضرورت انسان کی خوراک ہے۔ انسان جب دنیا میں آتا ہے تو ہوا پانی اور خوراک اس کے لیے لازمی ہیں اس کے بعد دوسری ضروریات ہیں۔ جناب والا! میں یہ سمجھتی ہوں کہ جو پچھتر ارب روپے زراعت کے لیے ہے وہ ناکافی ہیں، ان کو کم از کم ڈیڑھ سو ارب روپیہ ضرور مختص کرنا چاہیے۔

جناب والا! ملک بھر میں ہم ڈیموں کی بات کرتے ہیں، پانی کی بات کرتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتی کہ ہم کالا باغ، نیلا باغ ڈیم کے پیچھے بھاگیں بلکہ بہت سے ملک اس میں فیل ہو چکے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ چھوٹے چھوٹے ڈیم تمام جگہوں پر بنائے جائیں اور ہر صوبہ، ہر ڈسٹرکٹ اس سے اپنی ضرورت پوری کرے۔ ہاں کبھی وقت آئے اور این ڈبلیو ایف پی والوں کے ساتھ اتحاد بن جائے تو ضرور اس ڈیم پر کام کیا جائے مگر یہ نہیں ہے کہ ہم آدھی روٹی چھوڑ کر پوری کے پیچھے بھاگیں اور ہم آدھی سے بھی جائیں۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم چھوٹے چھوٹے چیک ڈیم پورے ملک میں، چاروں صوبوں میں بنائیں تاکہ جو پانی بارش کی صورت میں ضائع ہوتا ہے وہ بچت کی صورت میں ہمیں ملے۔

جناب والا! سندھ میں، پنجاب میں بہت سی ایسی زمینیں ہیں جو بنجر پڑی ہیں جن پر صدیوں سے کاشت نہیں ہوئی یا ہاری بیچارے تھوڑا بہت کرتے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ وہ زمینیں پہلے بھی پیپلز پارٹی کی حکومت نے ہاریوں کو دی تھیں۔ میں چاہوں گی وہ زمین ہاریوں کو بلکہ ان کی بیویوں کو دی جائے۔ ان کی گھر والیوں کو دی جائے اس سے ایک تو عورت کو protection ملے گی اور عورت نہایت ایمانداری سے کام کرے گی اور دوسری طرف ملک میں زراعت اچھی ہو گی۔

جناب والا! ڈی اے پی کھاد میں اضافہ بہت زیادہ ہے۔ اگر ہم اس کو یہاں پر تیار کریں بجائے import کرنے کے تو میرا خیال ہے کہ ہم بہتر طریقے سے لوکل کھاد تیار کر سکتے ہیں۔ جناب والا! چاول، گندم اور چینی کی export مکمل طور پر بند کی جائے اور سمگروں پر بین لگایا جائے۔ جیسے منشیات کے لیے سزا دی جاتی ہے ایسے ہی ان چیزوں پر بھی سزا رکھی جائے

تاکہ ملک کے اندر وافر خوراک موجود ہو اور لوگ جو اس وقت tension کا شکار ہیں وہ کم از کم خوراک کے حصول کے لیے بھاگتے نظر نہ آئیں۔

جناب والا! ہم صدیوں سے سفید انقلاب یعنی دودھ کی بات کرتے چلے آ رہے ہیں۔ دودھ اس وقت پچاس روپے کلو ہے جو نیسلے کا پیکٹ یا دوسرے ملک پیک وغیرہ آتے ہیں۔ اب اس دودھ کی بھی حالت یہ ہوگئی ہے کہ اگر اس دودھ کو کھولیں تو اس میں پاؤڈر نظر آئے گا۔ یعنی باہر کی کمپنیاں جو چیز ہمیں دے رہی ہیں نہ وہ خالص ہے اور نہ ہی ہمارے لیے کافی ہے۔ اس کے لیے ایک پروگرام وزیراعظم شوکت عزیز نے --- یہاں پر بہت سارے اس بیچارے کو blame دیتے ہیں۔ ایک اچھا کام کیا تھا۔ بلوچستان کو ایک package دیا تھا کہ مختلف ضلعوں میں پانچ پانچ یا دس دس کر کے جانور دیں۔ جناب والا! میں بنگلہ دیش کے بنک کی مثال دوں گی کہ انہوں نے آج سے پندرہ سال پہلے کچھ بکریاں دیں اور پھر چھ مہینے بعد ان بکریوں کے بچے لے لیے اور پھر اگلے خاندانوں کو دے دیئے۔ اس طریقے سے سلسلہ بڑھتا گیا۔ جو ہم سے 1971 میں علیحدہ ہوئے تھے آج وہ دودھ اور خوراک کے معاملے میں خود کفیل ہوگئے ہیں۔

جناب والا! farming کی بات ہوتی ہے۔ جو fish farming ہے آپ کا گودار اتنا بڑا سمندر ہے اور اتنا ہی بڑا اس کا دل ہے۔ میرے خیال میں درجنوں کے حساب سے ٹرالر انڈیا کی طرف سے آتے تھے اور کسی ملی بھگت کے تحت وہ بھر کر باہر جاتے رہے ہیں۔ اس کو بھی میں سمگلنگ کہوں گی اس کو روکا جائے اور جو مچھلی ہم نکالتے ہیں اس کو وہیں پر freeze کرنے کے لیے کوئی زون بنایا جائے ۔ ہماری ضرورت سے وہ بہت زیادہ ہے اور میرا خیال ہے کہ ہم export کریں۔ Fish farming کی ٹریننگ انہی لوگوں کو دی جائے جو گوادر کے لوگ ہیں۔ انہیں ٹریننگ دی جائے تاکہ وہ اچھے طریقے سے ماہی پروری میں اپنا حصہ ادا کرسکیں اور ان کو روزگار بھی مل سکے۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر کلثوم پروین، جناب ولا! سلائی مشین۔ میرے خیال میں غریب ہی سلائی

مشین چلاتا ہے، درزی چلاتا ہے یا بیچاری عورتیں گھروں میں بیٹھ کر سلائی کرتی ہیں۔ اس پر ٹیکس لگانا زیادتی والی بات ہے۔ اس کو تو مکمل طور پر معاف کر دینا چاہیے اور اس پر zero فیصد ٹیکس ہونا چاہیئے ۔ غریب کا روزگار رکشہ ہے۔ غریب کا روزگار سلائی مشین ہے۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جن کو غریب استعمال کرتا ہے۔ جناب والا! بات ہوتی ہے سامان تعیش، آرائش کا سامان، پرفیوم اور جیولری کی وغیرہ، بے شک اس پر ٹیکس لگائیں مگر جناب! بسکٹ اور کیک، ڈیپ فریزر اور سلائی مشین وغیرہ وغیرہ ۔ جناب والا! غریب کیا امیر بھی اپنی بیٹیوں کو دیتا ہے، گھر میں بھی رکھتا ہے اور یہ آج کل کی ضرورت ہے۔ بسکٹ اور چاکلیٹ تو ننھے بچے کھاتے ہیں اس پر ٹیکس لگانا تو بڑے ظلم کی بات ہے۔ میرے خیال میں موت کو چھوڑ کر باقی تمام چیزوں پر ہم نے ٹیکس لگا دیا ہے کوئی چیز تو ٹیکس سے مستثنیٰ کریں۔ بسکٹ، کیک، ٹافیاں کل کو ہم ملک پیک پر اور ان کے فیڈر پر بھی ٹیکس لگا دیں گے، یہ تو ظلم کی بات ہے کم از کم ان چیزوں پر ٹیکس نہ لگایا جائے۔

جناب والا! تعلیم۔ خوراک، پانی، ہوا اور لباس کے بعد سب سے بڑی ضرورت تعلیم ہے۔ جناب والا! میں تو کہتی ہوں کہ ایک لانگ مارچ اور شروع کیا جائے اور وہ لانگ مارچ شروع ہو، لانگ نہ سہی، شارٹ مارچ ہی سی، بلوچستان سے، سندھ سے، پنجاب سے اور صوبہ سرحد سے ہوتا ہوا آئے اور یہاں پر جمع ہو اور جہالت کے خلاف جہاد کرے۔ وہ رات جو انہوں نے نعرے لگانے میں، گالیاں دینے میں صرف کی اگر ایک دفعہ انا الحق کا نعرہ بھی لگا دیں تو مدد خدا کرے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے لوگ کم از کم تعلیم کی طرف ضرور رجوع کریں گے۔ یہ ہم تمام لوگوں کا فرض بنتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جو لفظ سیکھا، اٹھ اور پڑھ اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ ہم تعلیم پر کوئی compromise کریں۔ جناب! اس کے بجٹ 24.6 کو double کیا جائے اور یہ میں نہیں سمجھتی کہ یہ IT کے لیے ہے یا higher education کے لیے بھی ہے مگر اس میں مدارس کا کہیں ذکر نہیں ہے، مساجد کا ذکر نہیں ہے۔ جناب! مدارس اور مساجد، مجھے باقی علاقوں کا تو نہیں پتا مگر میرے علاقوں میں ان کا main role ہے۔ یہ ایسی NGO ہے جناب! کہ اپنی مدد آپ کے تحت چلتی ہے۔ ان میں ہزارہا بچے

دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور دو وقت کا کھانا بھی انہیں ملتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس مد میں بھی پیسے ہونے چاہییں۔ اس کو بھی ضرور دیکھنا چاہیے تھا۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں۔ کافی speakers ہیں اور۔

سینیٹر کلثوم پروین، جناب! تھوڑا سا اس کو بھی دیکھنا چاہیے تھا اور اس میں بھی funding کرنی چاہیے تاکہ وہ بچے جو یتیم، غریب اس جگہ تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کے لیے بھی گنجائش ہونی چاہیے۔

میں ایک بات اور کروں گی۔ بے نظیر صاحبہ کا پروگرام جو support programme ہے۔ جناب! اچھی suggestion ہے مگر نہیں جناب، اب میں چونکہ مذہبی امور کمیٹی کی ممبر ہوں۔ کبھی زکوٰۃ اور بیت المال والوں نے ہمیں نہیں بتایا کہ کتنے لوگوں کو funding کی ہے، کتنی NGOs کو funding کر رہے ہیں۔ مجھے نہیں پتا وہ پیسہ کہاں جاتا ہے۔ جناب چیک پر انگوٹھے لگا کر بیوہ عورتوں سے لے لیتے ہیں۔ جناب! میں نہیں چاہتی کہ محترمہ نے جو شہادت دی ہے وہ شہادت اس طریقے سے بدنام ہو۔ میں چاہتی ہوں کہ اگر آپ نے محترمہ کے لیے کوئی کام کرنا ہی ہے تو کوئی یونیورسٹی بنائیں، کوئی کالج بنائیں، کوئی women university بنائیں اور اس women university کے بچے اور بچیاں جب فارغ ہوں تو وہ گاؤن پہنیں اور انہیں بے نظیر ایوارڈ ملے اور بہترین اور قابل بچیوں کو باہر تعلیم کے لیے بھیجا جائے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم اس طریقے سے ہزار ہزار روپیہ دے کر لوگوں کو خیرات کا عادی کریں گے تو یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

جناب! آپ کہتے ہیں کہ وقت کا خیال رکھیں۔ میں وقت کا خیال ضرور رکھوں گی۔

جناب چیئرمین،اب تو میرا خیال ہے ختم کریں تاکہ---

سینیٹر کلثوم پروین، جی جناب! میں بالکل ختم کروں گی انشاء اللہ آخری بات کے ساتھ ہی۔ جناب! بجٹ میں ریلوے کا ذکر نہیں ہے۔ یہ بڑا important شعبہ ہے۔ جناب! ریلوے 16 ارب روپے کا خسارہ دکھا رہا ہے۔ اگر ہمیں بذریعہ ٹرین جانا ہو تو ہمیں booking کے

لیے ہفتوں جگہ ہی نہیں ملتی۔ مجھے نہیں پتا کہ یہ خسارہ کس چیز کا ہے۔

جناب! اس پر ایک کمیشن بنایا جائے وہ یہ معاملہ sort out کرے کہ نقصان کہاں پر ہے۔ اسی طریقے سے PIA ہے' اس پر بھی کمیشن بنایا جائے۔ جس میں Standing Committee بھی ہو اور سول سوسائٹی سے لوگ ہوں اور بہت ہی اچھے لوگ جو قوم کے مفاد کے لیے کام کر رہے ہیں جیسے مجید نظامی صاحب' ایدھی جیسے لوگ' آپ کے ڈاکٹر عبدالقدیر جیسے لوگ اس میں شامل ہوں تاکہ وہ sort out کریں کہ جو ٹرین صبح سے شام تک بھری ہوئی جا رہی ہے اس میں خسارہ کس جگہ پر ہے۔ آپ نے کینٹینیں دی ہیں۔ میں کہہ رہی ہوں کہ جو گندگی ان canteens میں ہے اور مسافر وہ کھانا کھاتے ہیں جو اس قابل نہیں ہوتا کہ کوئی انسان اس کو کھائے۔

جناب! میں آپ کا time زیادہ نہیں لوں گی کیونکہ آپ بار بار مجھے دیکھ رہے ہیں۔اب میں دو تین باتیں اپنے بلوچستان کے حوالے سے کروں گی۔ میرے صوبے کو گیس کی royalty چاہیے' جو میرے صوبے کا حق ہے کوئی خیرات نہیں۔ NFC Award کا فوراً اعلان کیا جائے اور آج تک جو 19 ارب روپے وفاق کے پاس ہیں' اسے چاہیے کہ وہ فوراً انہیں صوبے کو ادا کرے۔

جناب! صوبائی مختاری کی بات ہم نے بہت کی۔ بہت ہوگیا ہمارے ساتھ۔ اب ہم صوبائی خود مختاری مانگتے ہیں۔ جناب! آپ ظلم دیکھیں کہ سینڈک کا اتنا بڑا منصوبہ' میرا پہاڑ جو سونا دے رہا ہے' اس میں China 48% اور 48% وفاق لے رہا ہے اور میرے صوبے کو صرف دو فیصد مل رہا ہے۔ یہ ظلم کی انتہا نہیں ہے تو کیا ہے؟ میرے صوبے کے بچے پہاڑوں پر نہیں چڑھیں گے تو کہاں جائیں گے۔ میرے صوبے کے بچے جب بھوکے ننگے مریں گے تو وہ دہشت گرد ہوں گے۔ وہ چوریاں کریں گے۔ وہ لوگ ماریں گے۔ اس لیے کہ جب ان کا اپنا پیٹ خالی ہے تو ان کے لیے باقی دنیا بے معنی ہے۔

جناب! میں ایک اور بات بھی کروں گی کہ میرے جو لوگ یہاں پر آتے ہیں وہ بے چارے جیسے میری بہن نے کہا او ایس ڈی بنائے جاتے ہیں۔ جناب! میرے صوبے کا بندہ

کیوں پنجاب میں چیف سیکرٹری نہیں لگتا۔ میرے صوبے کا بندہ این ڈبلیو ایف پی میں کیوں چیف سیکرٹیری نہیں لگ سکتا۔ میرے صوبے کا بندہ آپ کے سندھ میں کیوں چیف سیکرٹری نہیں لگ سکتا۔ وہی right اس کے ہیں جو تمہارے لوگوں کے ہیں۔

جناب! آخر میں، میں ایک بات کہوں گی کہ اگر ہمیں اکٹھا رہنا ہے، اگر چاروں صوبوں کو مل کر رہنا ہے، اگر تینوں صوبے بھائی بنتے ہیں اور بلوچستان کو بہن کہتے ہیں تو بہن والا ہی رول ادا ہوگا جناب۔ اگر آپ نہیں چاہتے کہ میرے بچے پہاڑوں پر جائیں، اگر آپ نہیں چاہتے کہ وہ دہشت گرد بنیں، آپ چاہتے ہیں کہ یہ بڑا صوبہ، یہ مالا مال صوبہ آپ کے ساتھ رہے تو اس کے ساتھ بھائی بن کے بھائی والا سلوک کرنا ہوگا۔ جناب! ایسا نہ ہو کہ وقت گزر جائے اور نہ آپ کو سوچنے کا وقت ملے اور نہ مجھے سوچنے کا وقت ملے۔

جناب! میں آپ کی سمع خراشی کے لیے معافی چاہوں گی اور آپ نے جو patience دکھایا ہے، جو آپ نے ہمت سے اس ہاؤس کو چلایا ہے اس کے لیے میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں۔ آخر میں، میں اس شعر کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرنا چاہوں گی کہ:

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے

ایسا نہ ہو کہ وقت گزر جائے، نہ آپ کے ہاتھ کچھ آئے اور نہ میرے ہاتھ۔ ابھی بھی ہمارے پاس سوچنے کا وقت ہے ۔ ہم سوچ لیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے، پاکستان کے ساتھ اور میرے صوبے بلوچستان کے ساتھ۔ Thank you very much.

Mr. Chairman: Mr. Enver Baig.

Senator Muhammad Enver Baig: Thank you Mr. Chairman. Mr. Chairman, first of all, I would like to give my complements to the government for handling the long march the other day which reminded me of the long marches which are held in London and New York and other

international cities where there is not a single violence which takes place and I think the government has handled the situation very well. And of course, it's a right of every democratic, political party to have peaceful demonstrations.

Coming to the budget presented by the Finance Minister, Mr. Naveed Qamar. Before I give some suggestions, I would like to draw the attention of my colleagues now sitting on the opposition benches. They ruled this country for five good years. I would just like to point out the scandals which took place in those five years and the kind of economy Pakistan Peoples Party inherited when we formed the government on the 31st of March,08.

Sir, scandal No. 1, the Wheat Scandal and that is the basic reason of the downfall of PML(Q) in the last elections. Then the Sugar Scandal, prices were raised from 20 rupees to 55 rupees per kilo and the matter even went up to the Supreme Court of Pakistan. Then the Cement Scandal and then the GOR Land Scandal in Lahore. Then the Land Scandal in Gharo in Sindh and in Lahore under a fake pretext for giving the Mercedes Benz Truck factory construction which was, of course, not there at all and finally, the Minister for Privatisation had to resign and run away back to the United States of America. Then the same Minister was involved in a Black Cab Scandal, the Tractor Scandal and then above all, Mr. Chairman, the 50 billion rupees loan write off scandal and the people who benefitted were all the big whigs of this country, the industrialists, the businessmen

and the political big whigs who ruled the country for five years and on the other hand, they sent notices to the poor people who had taken loans up to one lac of rupees through the House Building Finance Corporation. It is one of the most shameful acts that the last government did on the poor of this country.

Then, Mr. Chairman, during the earthquake which struck Pakistan two years ago, the tent scandal. It was done by one of their Textile Ministers. It was 1.8 billion rupees. No electricity, no gas because of their policies and then the privatisation scandal of the Steel Mills and then, of course, the biggest scandal of five years, the Stock Exchange Scandal in which people lost over 15 billion dollars. People committed suicide, you know that Mr. Chairman. Now this is the kind of economy the Pakistan Peoples Party Government inherited on the 31st of May. Now what do you expect in two months and 15 days. But the 50 billion dollars internal debts, sir, 30 billion dollars external, total makes 85-80 billion dollars we are under debt and they expect that Pakistan Peoples Party should give Budget whereby the 'atta' which was Rupees twenty a kilo, 30 rupees a kilo to 5 rupees a kilo. Mr. Chairman, I think my friends in the Opposition have probably forgotten and probably they have digested all these big scandals which took place in the last 5 years and I think, if at all, if anybody is responsible for the downfall of the Pakistan's economy it is the last PML(Q) Government. Yes, we are ready to take criticism when we will present the Budget *Inshallah*, next year. That is the time when

everybody can see our performance but in a two and a half months' time with all the political upheaval in the country because absolutely humanly impossible to give any immediate relief to the people of Pakistan but I am sure the Government will take into consideration and try to bring the commodities prices down.

I would now come to some suggestions, if at all, the Finance Committee or the concerned people listen to this. First of all, Mr. Chairman, the increase of 30% of gas prices. Sir, as you are aware that Pakistan's economy is based on the textile sector and that gives the maximum employment to the people of Pakistan. With this increase of gasprices, textile industry is now coming to an end. I know a lot of people who are going for bankruptcy. Big units are being closed. Unemployment will be created. If that unemployment is created, the economy will be hit of a poor man. Loot and arsons will start and therefore, I feel the prices of gas at least to the industrial sectors must be looked into very seriously.

I would also like to draw the attention of the honourable Prime Minister, I hope, he is listening to what is going on in the Senate. Mohterma Benazir Bhutto Shaheed started a scheme for the Overseas Pakistanis, a land scheme in Islamabad in 1993. 33 crores were collected in these last 14 years and, Mr. Chairman, not a tractor was seen on that ground and that area is still a jungle. We had taken up this issue a number of times in our Senate Committee and I would like to appeal the Prime Minister that what was decided in that Committee was unanimously

that 20% discount will be given to Overseas Pakistanis who have invested 43 crores in that scheme and todate, they have not received any allotment letters so far and I think since that project was started by Shaheed Mohterma Benazir Bhutto, I think the Government should give a very serious attention to give a 20% discount to all these holdings of that scheme and that scheme I would like to appeal to the Prime Minister that it should be named as the Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto Housing Scheme Islamabad. I am grateful to my colleague Senator Saadia Abbasi, during her Budget speech she made a statement that the Islamabad International Airport be named as Shaheed Mohterma Benazir Bhutto. Again I would like to appeal to the Prime Minister that since the PPP Government is in power, Islamabad International Airport must immediately be named as Shaheed Mohterma Benazir Bhutto.

Coming back to the welfare of the labour class, I would like to state that the Ministry of Labour and Manpower collected a large sum of money from the Overseas Pakistanis at the time of registration and from the local Pakistani workers who are working in factories and these sums Mr. Chairman, they are over 2-3 hundred crores per year, the collection is phenomenal. During the last 8 years, I have not seen a single penny being spent on the labour class of this country. I would like to appeal to the Prime Minister that these funds are available. Low Cost Housing Schemes must be made. I am told and I heard the honourable Finance Minister that they plan to make about million homes. I would like that

they should make at least 4-5 million homes in one year. The funds are there, the workers' funds are there, the Overseas Pakistanis funds are there and they should be utilized in a proper manner so that people get housing, because the motto of our Party is *Rotti, Kapra* and *Makan*. So, it is the duty of the Party to give them Low Cost Housing and I think we have to do it on war footings.

I would also like to appeal to the Prime Minister again Mr. Chairman, that we should introduce *'Awami Jorras'* - Shalwar Qameez for the poors.

ڈیڑھ سو، دو سو روپے کے لگ بھگ شلوار قمیضیں بنانی چاہئیں

through various garment factories in Pakistan which will create work for them because the garment industries practically coming to a close down because of the import restrictions to USA and the European Union and these 'Jorras" must be available at the Utility Stores throughout the country and they should be a point for selling to other stockists in the country. Mr. Chairman, people are very poor in this country. You cannot imagine how poor they are? If you go to the rural areas of this country you will never believe it, in fact you will start feeling yourself that you sit in your air-conditioned cars and the poor, they don't even get one meal a day. Then I think it is time that we have to look into these areas.

جناب چیئرمین، ذرا وقت کا خیال رکھیں۔

Senator Muhammad Enver Baig: I would also like to draw

the attention of the Finance Minister to Karachi Stock Exchange. The Capital Gain Tax may be exempted for two years. Mr. Chairman, I think you know every stock broker personally. The Karachi Stock Exchange to me look like the world's best Casino. I forget the Casinos in Los Vegas, the Season Palace and the Planning Gohilton and the Mairaj, but the point what I am saying is your stock broker, they are oversight. For God's sake they don't need any exemptions.

exemptions ان کو دینی ہی نہیں چاہییں۔ جناب چیئرمین! بکرا عید پر 25 lac کا ایک بکرا ایک stock broker ذبح کرتا ہے۔ بکرا not a donkey but a goat. Sir, the point is, I think, یہ پاکستان کے غریب عوام کے ساتھ بہت سخت زیادتی ہے۔

I would like to appeal to the honourable Prime Minister and Finance Minister that for God's sake, Capital Gain Tax on stock brokers, Stock Exchange be imposed with immediate effect.

(ڈیسک بجائے گئے)

There should be no concession for these people. Today Mr. Chairman, these stock brokers

جو 1973 میں Toyota پر دفتر جاتے تھے

they have got Rolls-Royce. They are owners of the banks. They are buying the Steel Mills. They are buying ports. They are buying investment companies.

جناب والا! یہ اس ملک کے ساتھ بہت زیادتی ہے۔

I would like to appeal to the Prime Minister to please impose Capital Gain Tax on these people.

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں۔ Please try to conclude.

سینیٹر محمد انور بیگ ، دوسری بات یہ ہے کہ the insurance of the Pakistani workers, I am talking particularly of the people who are going overseas. پانچ سو روپے ان کی انشورنس ہے اور انہیں death پر تین لاکھ روپے ملتے ہیں۔ I would like to suggest that the workers compensation be raised to one million for these people and at the time of departure from Pakistan, an agreement is registered with the Ministry of Labour and Manpower, جس میں وہ بندہ جو باہر جاتا ہے ' اپنے next of kin کا نام لکھ کر جاتا ہے۔ جیسے بھائی ' wife, sister whatever but when the man dies on the duty overseas, the State Life has got a large number of formalities کہ succession certificate لائیں ' فلاں چیز لائیں which even people like ourselves, God forbid, ہماری family میں کوئی ایسا حادثہ ہوتا ہے تو to get succession certificate from the court, it is one bigtask. اور جو لوگ گاؤں میں رہتے ہیں' ان کے لیے تو یہ کام impossible ہوتا ہے and if theman has written the name of the next of kin and it is an official agreementon a five rupees stamp paper, I think, that next of kin should be accepted اور پیسے اس کو ملنے چاہیئں۔

Mr. Chairman: I think, it is not the question of next of kin, it is a nominee who just have to produce the death certificate, otherwise what is the point of a nominee.

Senator Muhammad Enver Baig: Now, sir, I would like to draw the attention of the honourable Prime Minister and the Finance Minister on the luxury cars.

ڈیوٹی 90% سے 100% ہوئی ہے۔

Sir, this is not fair. The duty of luxury cars over 1400 or 1500 CC should be 300%.

یہ 300% سے کم نہیں ہونی چاہیے۔ جناب چیئرمین! جن کے پاس نوٹ ہیں' ان کے لیے یہ 10% دس پیسے ہیں۔ We should not encourage luxury cars in the country.

Mr. Chairman: Baig Sahib, try to conclude now.

سینیٹر محمد انور بیگ، جناب والا! میں کافی عرصہ سے بولا نہیں ہوں' اس لیے تھوڑا سا بولنے دیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ I would like to again appeal that Benazir Bhutto Card جو ہم جاری کر رہے ہیں' اس کے لیے ہم نے جو 34 billion allot کیا ہوا ہے' I think, that should be raised to 150 billion rupees at least and we must ensure, since we are using the name of late Mohtarma Benazir Bhutto Shaheed کہ اس میں transparency 500% ہو کہ money goes to the right people.

(Desk thumping)

اور اگر کوئی بندہ پکڑا جائے تو جناب والا! اسے راجہ بازار میں hang کر دیں because I, as the member of the Pakistan Peoples Party, I would not like to see in months to come that people start abusing the card. یہ بہت ضروری ہے کہ transparency should be there and poor should get the benefit and it should be raised to at least 150 billion rupees.

دوسری بات یہ ہے کہ جو یہ banking mafia ہے in the last five-six years, the tax reduction was reduced from 16 to 35% by the last government. Therefore, ان بنکوں کے پاس بہت زیادہ liquidity آ گئی ہے' as you are aware of it. Sir, I would recommend that the bank profit should

be taxed from 35% to at least 40% and the corporate tax on corporate sector should be reduced to 30% from 35%. I mean, it will encourage manufacturing sector largely.

Sir, on employment, I would like to mention that there is no mention in the budget on the strategy to reduce unemployment and employment generation. The two sectors identified for the growth in the budget that is agricultural and manufacturing sectors. No specific plan and strategy unfolded in the budget. I think, this needs to be looked into very carefully.

Mr. Chairman, the allocation for education and health again is on a very lower size. I think, the government must give top priority to health and education of the people of Pakistan and I think, even if they have to cut something from the defence expenditure which should be cut and give it to the health and the education sector. It is very important that our people will be healthy and educated.

(Desks thumping)

I am also amazed Mr. Chairman, that the allocation for higher education is far more than what is for the primary and secondary education. I think, to me, it carries no sense. If the people do not get the basic primary and secondary education in a well equipped school, how do you expect that a child to go in a higher education system and where.

آپ کی اربوں روپے کی allocation ہے

which is being used as letting center at least over the last five years and I

think that the government should very seriously think about that.

Mr. Chairman, I would also like to appeal that the sales tax, unfortunately I do not know why has been raised from 15% to 16%.

یعنی 1% بڑھا ہے۔ جناب والا! یہ 10% پر آنا چاہیے کیونکہ یہ چیز غریبوں کو مارتی ہے اور جو Stock Exchange کا مافیا ہے، اس پر آپ 50% duty لگائیں یا 70% duty لگائیں۔ Luxury cars پر 500% duty لگائیں۔ جناب والا! آپ لوگوں کو relief دیں۔ اگر آپ percentage بڑھائیں گے تو آپ کی prices بڑھ جائیں گی۔ آج بھی دالیں 135 روپے فی کلو مارکیٹ میں فروخت ہو رہی ہیں۔ جناب والا! یہ 135 روپے فی کلو ہیں۔ مارکیٹ میں کوئی سبزی 50 روپے فی کلو سے کم کی نہیں ہے۔ I am monitoring this from the last four-five budgets. جناب والا! یہ چیزیں کرنا بہت ضروری ہیں

otherwise this country, as I have said it on the floor of the House and I am saying it again today that if correct measures are not taken, I am afraid this country might slip into a civil war. Do not forget what happened in Karachi last month, two incidents in Karachi, people burnt people. It happened in Lahore. Mr. Chairman, these are dangerous signs and I think, we should learn from these incidents that what we have to do for the poor of this country.

نہیں تو ایک وقت وہ آئے گا جب کراچی میں شاہراہ فیصل پر کوئی Mercedes یا BMW میں جا رہا ہوگا تو لوگ پٹرول ڈال کر اسے جلا دیں گے۔ The time is going to come کہ لوگ اس طریقے سے بھاگیں گے۔

Mr. Chairman: Please try to conclude.

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, finally, I think the

Prime Minister has reduced the budget for the Prime Minister House which is highly appreciated but I do not see any reason why the President House budget has been increased. The gentleman is living in the Army House where half of staff is from the Pakistan Army and it is a smaller place with smaller number of people. I think, the future president of this country will be a ceremonial head.

it should be slashed by 50% and that جو بھی بجٹ اس وقت allot کیا گیا ہے amount, benefit shoud be given to the poor in shape of subsidy. Thank you very much for your patience Mr. Chairman.

(Desks thumping)

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Amjad Abbas.

Senator Muhammad Amjad Abbas: Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman. I will request the members to please abide by the time limitation because still a lot have to be covered

Senator Muhammad Amjad Abbas: Sir, presently we are going through a tough financial time but the government has again taken an easier route and they put the blame on the past regime. Sir, I think it is not the time to blame one another rather it's time to take corrective measures. Sir,

اب جو بجٹ آیا ہے popular scheme, vs popular slogan روٹی کپڑا اور مکان کے تحت آیا ہے

But I think it's a misconception, we are the victim of the misconception sir. Citizens have failed to qualify for sympathies from the authors of the budget and onslaught of inflation will dominate the whole nation, being left on the mercy of the objective condition and international forces. Sir, belonging to an agriculture sector, I stick to the agriculture sector which has got the lip service but just the lip service nothing else. Sir, before I come to the agriculture sector

آپ کے توسط سے میں میڈیا کی ایک misperception کو دور کرانا چاہوں گا کہ ہمارے ملک میں

specially in Pakistan, we have this misperception we have a feudal

system. Sir, I have a data of the Government of Pakistan and this was

ان less than 25 acres ہیں farmers جو dated in 2001-2002. Sir 80% of the land

neglect کو 1% سے اوپر والے صرف 1% ہیں - ان 150 acre ہے land holding کی

کی World Bank ! جناب we neglect the whole agriculture sector کرنے کے لئے

three of every four people, poor people belong to the rural رپورٹ کے مطابق

areas اور ان کا agriculture سے تعلق ہے

Sir, agriculture still remains the fundamental instrument for sustainable development and poverty reduction. Sir, Dr. Norman Belhune who is taken as the father of the green revolution and is also Nobel Prize winner, he once said agriculture is the engine and I quote sir, again. "Agriculture is the engine that stimulates change in rural development". A farmer there was, comes to see the results of using new methods and a village is transformed very quickly.

Sir بات funds کی نہیں ہے بات policies کی ہے-

Right policy with the few allocation of funds can get that results

لیکن اس سے پہلے کہ میں agriculture sector پر مزید بات کروں کیونکہ پچھلے پانچ سال سے تو میں کرتا آیا ہوں لیکن کسی نے میری نہیں سنی۔ آج یہاں پر ایک صاحب کھڑے ہو کر بات کر رہے تھے کہ sugar crisis, wheat crisis and so many other crises sir. اس میں سارا پیسہ آپ نے agriculture sector سے لیا' اس غریب سے لیا اور چند لوگ امیر بن گئے۔

Sir, 250 billion rupees shift from the rural economy, agriculture economy to the urban economy اور ہم agriculture sector کو کیا دے رہے ہیں۔ نائیک صاحب بیٹھے ہیں notes لے رہے ہیں ان کے لئے شعر ہے۔

اے تاں امید کائی نیں ساڈی وی کوئی منیسو

اے تاں ڈساؤ سجنو کئے تائیں رلیسو

ہے خوف ایہو دل وچ' تائیں تاں نہیں سو لکھدے

امجد دا ناں جو پڑھ سو خط کوں بھکا سٹیسو

Sir, rupees 1100 billion have been allocated for water resources in the past 15 years

جس طرح میں نے کہا sir, it's not the money, allocation of the money آپ خان پور ڈیم کو دیکھ لیں کتنا پیسہ لگایا اور اس کی افادیت کیا ہے۔ میرانی ڈیم کو دیکھ لیں۔

Sir, in the present budget 75 billion rupees have been allocated for the improvement of water courses including that, sir

ان میں سے five billion rupees are for the lining of water courses جناب! وہ دن گئے جب ہم water abundant country تھے اور ہم flood irrigation کیا کرتے تھے۔ Sir, you are a farmer yourself and you should know کہ کتنا پانی ہم floodirrigation کے through ضائع کر دیتے ہیں It's time that we shift to modern technique like sprinkle irrigation بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ایک طرف تو lining of water

courses کے لئے آپ نے five billion رکھ دیے اس سے پہلے بھی آپ پتا نہیں کتنے

billion spent کر چکے ہیں you have only allocated 1.8 billion for the highly

efficient irrigation system. This should be increased. Sir, this not only

increases efficiency of water آپ کا بہت سا خرچہ اس کی ploughing میں کم ہو جاتا

ہے levelling, میں کم ہو جاتا ہے and you get extra land. ایک level land ملتی ہے

un-level کے بدلے اور you get more land. Sir, so much money has been spent

on research like 4000 million were given in Phase-I and Phase-II of the

agriculture research. Sixty researchers were sent abroad only 150 plants of

new variety have been brought up sir. Sir جیسے میں نے بات کی کہ کتنا ہی پیسہ

agriculture sector سے urban کی طرف چلا جاتا ہے۔ ابھی World Bank کی رپورٹ آئی

تھی and they divided different nations in different categories پاکستانکو انہوں نے

transforming countries میں رکھا تھا لیکن taken as the higher GDP growth,

present regime refuse that وہ تو کہتے ہیں کہ growth rate ہی نہیں ہے جب آپ اس کو

ہٹا دیں گے تو Pakistan goes back into the agriculture basedcountry sir.

World Bank اور سارے economists اس بات پر متفق ہیں ۔ For the agriculture

based country we have to give higher agriculture out-put process and

have to give subsidy to the farmers. جناب آپ wheat کی crop کے لیں even

Sir, this لیکن though the present regime has raised the price to 625 per 40 kg

is equal to half the price of the international market. We are getting the

in-put prices at the international price but we are not getting what our due

share is آپ کسی گوری چمڑی والے کو بارہ سو روپے من دینے کو تو تیار ہیں اپنے غریب

دہقان کو دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ جب sugar crisis آیا and I never

heard any mill was raided اب اگر کسی کسان کے گھر 100 بوری پڑی ہے تو they are

being raided. sir this is against the Article 151 of the Constitution which

Inter district نے آپ allows him to sell his produce within Pakistan freely.

This is all - لگایا بھی Inter Provincial ban نے آپ - لگایا بھی ban

un-constitutional. Sir, even today 'Dawn' paper has a lead story on

thatwhere the World Bank has again requested the Government of

Pakistan to give the right price to the farmers and stop subsidizing 30% of

اسی کہانی ہماری سے سال ساٹھ thepopulation at the cost of 70% of the population

if we look at the wheat sir, I have a graph علاوہ کے اس ! جناب - ہے رہی جا طرح

کیا predict نے انہوں اور here that predicted rise in prices of different crops

by 2005 it should be 275 which is تو per ton 150 dollar کی بیج اگر میں 1985

as compared to other oil گی جائے 300 dollar per ton یہ میں 2017 لیکن quite fair

and they will rise by three میں 1985 تھے 475 وہ seeds or vegetable oil.

دیکھنا کو policy makers ہمارے تو یہ folds and they will go to 15 hundred sir,

this is what was being predicted years ago, in 1985 there was چاہیے

ہم کب تک اپنے اس کاشتکار کو کہیں گے کہ آپ گندم ہی لگاتے رہو اور aparadigm shift

ہمیں کھلاتے رہو۔

Sir, today he is earning more in sun flower. He is earning more in canola.

Why should he be forced to cultivate wheat?

he would never cultivate wheat. Sir, ' گے دیں نہیں price صحیح کو اس آپ تک جب

R&D نے انہوں کہ if we look at the cotton, I am thankful to the present regime

sir, ' تھے جاتے دیئے کو textile sector جو funds کے 35 billion rupees لیے کے

those have been stopped. Sir, those industries have been benefitted at

2.8% ؟ ہیں کیا results بعد کے لینے the cost of the poor farmer. 35 billion

decrease in exports of value added textile products اور جناب! وہ غریب زہر چنتا رہا، اس کو کیا ملا؟ جناب! ایک شاعر نے لکھا ہے،

میڈھی دھی تاں پھٹی چن کے آندی اے ادھی رات کوں
گھنا پوندا اے میں کوں آٹا نت ادھارا شام کوں
جو گیا کیویں کراں میں گل دے لارے تے یقین
نت بدلدا اے میری قسمت دا ستارا شام کوں

(ڈیسک بجائے گئے)

Senator Muhammad Amjad Abbas: Sir, for the people, who don't understand, I will translate.

ایک غریب دہقان کہتا ہے کہ میری بیٹی آدھی رات کو پھٹی چن کر گھر آتی ہے اور اس کے بعد معاوضہ یہ ملتا ہے کہ مجھے آٹا بھی ادھار لینا پڑتا ہے۔ جناب! یہ آخر کب تک چلے گا؟ آپ ان کو R&D کا 35 billion rupees فنڈ دیتے ہیں کہ جائیں value added products بنا لیں and you get the results, 2.8% negative growth.

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے گا۔

Senator Muhammad Amjad Abbas: Sir, I just have started.

Mr. Chairman: You can end then.

سینیٹر محمد امجد عباس: Rice, 27 to 30 rupees per Kg farmer سے خریدا گیا تھا اور 75 to 160 rupees per Kg, today it is being sold. Sir, what we need is a better policy that he should get the fair price. جناب! sugarcane پر آ جائیں، آج کے "ڈان" میں رپورٹ ہے 40 billion rupees are outstanding against the PSMA منسٹری نے ان کو 30th June کی date دی تھی and they have refused to pay. Sir, we have lost and it is a criminal offence. I will ask the Leader

of the House, can he assure us that he is going to take action against

روئی ، جناب ! themso that 40 billion rupees should be given to the growers.

more than one million houses have been کپڑا اور مکان کے ساتھ، مکان کے وعدے پر

یہ صرف سے Prime Minister Sahib میں promised. Sir, it is a good gesture.

اور انہوں نے this was started once by Zulfiqar Ali Bhutto کروں گا کہ request

so that shift from the rural areas to تھی کی شروع میں rural areas یہ سکیم

I will ask him that he should تو theurban areas could be stopped

start this scheme in the rural area, so that this shift from the rural areas to

agriculture sector جناب ! جب میں نے کہا کہ the urban areas could be checked.

میں lip service کی، تو میں نے اس لیے کہا کہ جب stockists کا wheat خریدنے کا وقت

ہو تو he gets the loan at 7% while the farmer gets at 9%. آپ اگر آج ٹریکٹر

you will be lucky if you get it in three years and there is تو کرائیں book

جناب ! Crops insurance کی بات کی، مجھے بتائیں آپ بھی noallocation for that sir.

Sir, what ہیں، کتنے بندے crops insure کراتے ہیں اور کتنوں کو پیسے ملتے ہیں؟ farmer

we really need is an Agriculture Chamber of Commerce where the farmers

I will کی وجہ سے shortage کی Time جناب ! can go and speak for their rights.

اس cut short and come to my area. In communication sector, M-4 project,

کے لیے پیسے رکھے گئے ہیں۔ Again M-4 ends at Khanewal. اب تو پرائم منسٹر صاحب

بھی ملتان کے ہیں، سرائیکی بیلٹ کے ہیں، ان کو چاہیے کہ وہ سرائیکی بیلٹ تک لے آئیں۔ He

کے اس himself announced Head Muhammad Wala Bridge at Chenab river

لیے کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا اور جناب! انہوں نے ملتان اور لاڑکانہ پیکیج کے لیے 1000 million

رکھے ہیں، میں پرائم منسٹر صاحب سے صرف گزارش کروں گا کہ ملتان کے ساتھ ایک each

کہتے ہیں mini Larkana ہے جس کو پیپلز پارٹی والے آجکل district Muzaffargarh

because they have sweeped the whole district تو اس mini Larkana کے لیے mini Larkana جتنے ہی فنڈ رکھ دیں تاکہ ہمارے لوگوں کو بھی کچھ مل جائے۔ Thank you sir.

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: طاہرہ لطیف صاحبہ۔

سینیٹر طاہرہ لطیف: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں تو سمجھتی ہوں کہ یہ ایک غیرمتوازن بجٹ ہے کیونکہ غریب آدمی کو کوئی relief نہیں ملا۔ مہنگائی کئی گنا بڑھ گئی ہے، آٹا بھی نایاب ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں، سبزیاں اور پھل تو عام لوگوں کی دسترس سے باہر ہیں، اس لیے عوام میں بے چینی پھیل گئی ہے۔ بجٹ کے آتے ہی تعمیراتی سامان کی قیمتوں میں پچاس سے ساٹھ فیصد اضافہ ہو گیا ہے جس کی وجہ sales tax ہے۔ Mini budgets آنے شروع ہو گئے ہیں۔ مزدوری کے مواقع کم ہو گئے ہیں۔ جناب عالی! اگر بجٹ غریب کے لیے اچھا نہیں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ مثلاً سلائی مشینیں مہنگی ہو گئی ہیں۔ عورتوں کی سلائی مشینیں گھر کا چولہا گرم رکھنے میں معاونت کرتی تھیں۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ سلائی مشین ہی مہنگی کر دی جاتی۔ جناب! واشنگ مشین، غریبوں کے کپڑے دھونے کے کام آتی ہے کیونکہ وہ دھوبی سے کپڑے نہیں دھلوا سکتے، وہ بھی مہنگی کر دی گئیں۔ چھوٹا، موٹا فریج ان لوگوں کے کام آتا ہے جو کھلی برف نہیں خرید سکتے۔ چھوٹی اور تنگ گلیوں میں رہنے والے لوگوں کو تو پنکھوں کی ضرورت ہوتی ہے، پنکھے بھی مہنگے ہو گئے ہیں جو اشد ضرورت کی چیز ہے۔ جناب! ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ بہت سی چیزوں پر ٹیکس لگ گیا ہے اور بہت سی چیزوں کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں۔ یہ وہ چار پانچ چیزیں ہیں، جن کی قیمتیں بہت بڑھ گئی ہیں۔

جناب عالی! میں آپ سے کچھ اور بھی کہنا چاہتی ہوں۔ عورتیں مشکل سے مشکل کام بھی کر سکتی ہیں۔ کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس کی عورتیں، آدمیوں کے شانہ بشانہ کام نہ کریں۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ عورتوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ یہ

دس فیصد کوٹہ جو ملازمتوں میں دیا گیا ہے' یہ تو پچھلے چار سالوں سے تھا' پھر دس فیصد کوٹہ repeat کیا گیا ہے۔ عورتوں کو بیس فیصد سے بھی زیادہ کوٹہ ملنا چاہیے۔ ہو کیونکہ عورتوں کی آبادی 50% ہے' اس لیے 50% ملنا چاہیے۔ آجکل عورتیں اتنے مشکل' مشکل کام بھی کر رہی ہیں' مثلاً جہاز اڑانا' پولیس اور فوج میں نوکری' ہماری ایک Prime Minister بینظیر صاحبہ نے بہت اچھا ملک چلایا' ہماری ایک ناظمہ محترمہ سعیدہ سومرو صاحبہ نے ناظم کا کام کیا' وہ اپنے صوبے میں ناظم تھیں۔ ہماری سپیکر فہمیدہ مرزا صاحبہ بھی خاتون ہیں' شیری رحمٰن' ہماری Information Minister ہیں۔ شمشاد اختر State Bank کی گورنر ہیں۔ نیلوفر بختیار صاحبہ جنھوں نے بہت کام کر کے اور مشکل حالات میں' آج سے پندرہ سال پہلے' جب ہماری مسلم لیگ بنی تھی تو انہوں نے چاروں صوبوں میں جا کر عورتوں کو اکٹھا کیا' ان کی help کی' ان کے کام کیے اور خواتین ونگ کو بہت strong کیا اور بہت بڑا کیا۔ یہ انہی کا کام تھا لیکن پتا نہیں آجکل وہ کیوں خاموش ہیں؟

دوسری میں ایک بڑی ضروری بات یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہر نئی آنے والی حکومت blame game سے کام لیتی ہے کہ ہم سے پہلے والی حکومت نے غلط پالیسیاں بنائیں اور ہمیں سب کچھ ورثے میں ملا ہے' یہ بڑی آسانی سے ملبہ دوسروں پر ڈالنے والی باتیں ہوتی ہیں۔ اچھے کاموں کو acknowledge بھی کرنا چاہیے' اگر کوئی خراب کام کرے تو اس کو ضرور criticise کیا جائے لیکن اگر کوئی اچھا کام کرتا ہے تو یقیناً اس کو appreciate بھی کرنا چاہیے۔ جناب! عالی میں کچھ تجاویز بھی دینا چاہتی ہوں اور ان خواتین کے لیے جن کے میں نے نام لیے ہیں' ایک شعر پڑھنا چاہتی ہوں۔

ارادے جن کے پختہ ہوں' نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

میں تجاویز یہ دینا چاہتی ہوں کہ جیسے میری بہن کلثوم نے کہا تھا کہ ملازمتوں کا 10 فیصد کوٹہ کم ہے' اس کو 50 فیصد نہیں تو 20 فیصد کم از کم عورتوں کے لیے کوٹہ رکھا جائے۔ نمبر-۲ یہ باتھے کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں مہنگائی کی شرح سے اضافہ کیا جائے اور اس کو باقاعدہ جاری رکھا جائے۔ نمبر-۳ medical allowance میں صرف 75 روپے کا اضافہ کیا گیا ہے جو بہت کم

ہے، میری تجویز ہے کہ 1 سے 16 grade کے ملازمین کو کم از کم -/1000 روپے medical allowance دیا جائے۔ نمبر-۴ میں یہ کہتی ہوں کہ بہت سی خواتین اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں جو اپنے گھروں میں بے روزگار بیٹھی ہوئی ہیں، ان کو انہی کے اضلاع میں اور ان کے گھروں کے قریب نوکریاں دی جائیں۔ نمبر-۵ میں یہ کہتی ہوں کہ دیہی علاقوں میں کام کرنے والی خواتین کو transport اور صحت کی جدید سہولتیں مہیا کی جائیں۔ نمبر-۶ سرکاری ملازمین کو سستے داموں اور آسان قسطوں پر flats یا گھر بنا کر دیے جائیں۔ جناب چیئرمین صاحب! میں ایک شعر کے ساتھ اپنی تقریر کا اختتام کرتی ہوں۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو خود خیال جس کو اپنی حالت کے بدلنے کا

شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Chairman: Thank you. Sardar Jamal Khan, you had a point of personal explanation. I would request you to please, I understand the emotions, keep the atmosphere set. I would request you please, respond in a matter which will explain the position but not aggravate anything, thank you.

Senator Sardar Muhammad Jamal Khan Leghari: I am grateful Mr. Chairman! In my absence, there were certain remarks that were passed by my honourable colleague Mr. Ilyas Bilour sahib regarding extradition of Mr. Amil Kansi to the United States by my respected father the then President of Pakistan Sardar Farooque Ahmad Khan Leghari sahib. I just want to clarify the record and that is why I needed time for my good self; it is unfortunate that during an altercation that was taking

place between our Leader of the Opposition and certain members from the Treasury benches certain remarks were passed that were unbecoming of the House, I take those words back.

Mr. Chairman: That is very noble of you and it is appreciated.

Senator Sardar Muhammad Jamal Khan Leghari: I just need to clarify one thing that when my father was the President of Pakistan, at that time extradition of Mr. Amil Kansi was sought, my father was not, I repeat not the Executive Head of the Government, it was none other than Mr. Nawaz Sharif, he spoke to Madam Madeleine Albright who was the Foreign Secretary at that time No. 1. No. 2, before the Shahadat or sad demise of Mr. Amil Kansi in the United States, he sent a letter duly signed and verified signed of his to "The Newsweek" magazinein which he very expressedly clarified that "None of the Leghari family has got anything," I repeat " anything to do with the extradition" of himself. Very kind sir, I just wanted to clarify that.

Mr. Chairman: Thank you very much and I appreciate the spirit in which this has been done, many, many thanks. Yes, Raza sahib.

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chiarman, I appreciate the gesture shown by the honourable Senator of taking his words back and the words that I used in response to that I would like to withdraw those as well.

Mr. Chairman: That is also noble of you. I would again request

to the members please, mention facts, mention the incidents but please, avoid names. Now, we have the speakers who were not here earlier, I am through with this side but it is a very good of you Sardar Jamal Khan. Now, there are some members, Mr. Razaq Khan

میرے پاس ان کا نام ہے ' he is not here رشید صاحب بھی ہیں' اس وقت وہ بھی ادھر نہیں ہیں تب تک دادا بھائی صاحب کو شروع کر لینے دیں۔ امین دادا بھائی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، عبدالرشید صاحب کدھر گئے ہیں۔

جناب چیئرمین ، نہیں اور بھی ہیں ' we still have quite a few. Lower House has more time at their disposal than we do. Mr. Amin Dadabhoy, I will request the colleagues to abide by the time limitations.

Senator Muhammad Amin Dadabhoy: Thank you very much Mr. Chairman.

جناب! اس House میں colleagues نے بجٹ پر کافی اچھی تقریریں کی ہیں' کافی main points, good, bad, weaknesses, good for the people سب کو بجٹ کے aspects میں highlight کیا ہے۔ میں time کو مدنظر رکھتے ہوئے' صرف تین یا چار points ہی Government side اور especially Minister for Finance کو request کرنا چاہوں گا کہ وہ ان points پر ضرور غور کریں۔

میں سب سے پہلے Government کو 2 trillion rupees کا بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جناب! اس بجٹ میں کئی ایسی چیزیں ہیں اور ایسے اقدامات بھی ہیں جو کہ lower class کو مدنظر رکھتے ہوئے' increments دی گئی ہیں اور جو minimum basic wages ہیں جیسے پہلے 1600 تھیں' 3000 اور اڑھائی ہزار روپے سے یہ سلسلہ شروع ہوا اور over a period of time آج اس کو 6000 per month fix کیا گیا ہے۔ جناب! اس میں کوئی

doubt نہیں ہے کہ ملک میں مہنگائی ہے، غریبوں کو تکلیف ہے لیکن جناب! میں سمجھتا ہوں کہ صرف wages بڑھانے سے یا اور اقدامات کرنے سے غریب کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ جناب! میں کچھ دن پہلے T.V پر دیکھ رہا تھا، یہاں پر میرے بہت سارے دوست ساتھیوں نے agriculture side پر بڑی باتیں کیں، Agricultue side پر کافی further incentives دیے گئے ہیں، اچھی بات ہے، agriculture based country ہے، ہمیں اس کو مدنظر رکھتے ہوئے، اقدامات کرنے چاہییں۔ But sir, بات اتنی ہے کہ جب میں کچھ دن پہلے T.V پر دیکھ رہا تھا اور وہاں پر کسان، ہاری اور غریب لوگ کام کر رہے تھے، ان سے interview لیا گیا اور پوچھا گیا کہ آپ کو per day basis اور per month basis پر کام کرنے کی کیا monthly income ملتی ہے، salary ملتی ہے یا معاوضہ ملتا ہے۔ کسی نے کہا کہ 1500 روپے ملتے ہیں، کسی نے کہا کہ 2000 اور اڑھائی ہزار روپے ملتے ہیں، depending on their jobs. جناب! میں یہاں پر ایک ہی request کروں گا اور یہ آج کی Government یا past کی Government کی بات نہیں ہے، it is the history in Pakistan کسی کو blame game کی بات نہیں ہو رہی ہے لیکن خدارا! ہم جب غریبوں کے لیے minimum wages طےکرتے ہیں۔ کم از کم ایسا ہو کہ چاہے Government کوئی بھی ہو، the Government should make sure کہ وہ wages ہر جگہ ہر آدمی کو مل رہی ہوں نہ کہ ہم agriculture based country ہونے کے ناتے different taxes معاف کرتے ہیں، different subsidies اور چیزیں تو دے دیتے ہیں۔ اب پھر agriculture sector میں loans بھی بڑھا دیے گئے ہیں کہ 60 billion loans کے قریب ہیں یا somehing like that یا percentage wise 25% or 30% further ان کو ملا کریں گے۔ اچھی بات ہے، اگر ملک کی development کے لیے ہیں تو ہوں but history یہ کہتی ہے کہ آج تک agriculture کے نام پر loans لیے گئے ہیں، وہ کسی غریب کو نہیں ملے۔ جو landlords ہیں، I would say معذرت کے ساتھ یا جو وڈیرے ہیں، وہ ان غریبوں کے شناختی کارڈ لے کر بینکوں میں جمع کر کے، loans لیتے ہیں۔ نہ ان غریبوں کو اس کا کوئی فائدہ ہوتا ہے، نہ agriculture lands کبھی آباد ہوئی ہیں جس کا جو circle اور cycle چل رہا ہے، وہ اپنے

حساب سے چلائے جا رہا ہے۔ آج تک اس پر کسی نے یہ نہیں سوچا کہ اپنے غریب کو واقعی کوئی فائدہ دیا جائے، آج اتنی سوچ تو ضرور ہے کہ اپنے غریب عوام پس رہے ہیں، مہنگائی بہت ہے، وہ روز چیخ رہے ہیں، اگر ان کو daily wages جو Government طے کرتی ہے، اگر ایک industrialist اور ایک agriculturist جس نے جس جگہ پر جو employee رکھا ہے، اگر اس کو اس کی تنخواہ بھی دے دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مہنگائی کا جو شور ابھی ہے، وہ بھی ختم ہو سکتا ہے، اگر ہم ان کو انصاف سے ان کی تنخواہ اور معاوضہ دے دیں جو Government طے کرتی ہے۔

جناب! دوسرے جو main دو points تھے وہ تھے جو کہ آج کے بڑے اہم مسئلے ہیں یعنی power crisis، 2002 میں power policy بنی - جب یہ power policy آئی تو ہمیں اس میں بالکل though I was sitting on the government side at that time. نہیں شرمانا چاہیے and I would blame the government of that time اور as Prime Minister شوکت عزیز صاحب بھی بیٹھے تھے، پالیسی بھی آئی لیکن آج تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ مجھے ایک میگا واٹ بھی دکھا دیں کہ power plant آیا ہو۔ ہم باہر کی بات تو چھوڑیں، furnace oil مہنگا ہے اس کی بات چھوڑیں، ہم hydel کی بات کریں۔ اللہ نے بہتے ہوئے اتنے rivers دیے ہیں، اس میں اتنے current ہیں، ہم NWFP side پر چلے جائیں، Bonji River کا پورا flow آ رہا ہے، تین ہزار سے چار ہزار hydel magawatt power plant وہاں آ سکتے ہیں۔ ابھی گورنمنٹ نے بجلی کے مسئلے کو حل کرنے کے بارے میں کہا ہے، past government نے کہا sorry to say but I hope that this government has said that they will do it but once they have said تو بجلی بچانے پر ضرور بات ہوئی ہے، بجلی آگے لانے کے لیے ابھی تک بھی اگر آپ PPIB, Private Power Infrastructure Board میں جائیں تو آپ کو furnace oil کے upfront rates مل جائیں گے، آپ کو گیس پر upfront rate مل جائیں گے، جبکہ ملک میں hydel سے بجلی بن سکتی، کوئلے سے بجلی بن سکتی ہے جس کے زیادہ تر ذخائر سندھ میں ہیں، اس کے لیے upfront rate

اب تک announce نہیں ہوئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میں گورنمنٹ سے request کروں گا کہ خدارا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے، صرف مسئلہ ایک چیز کا ہے، past میں بھی آخری پندرہ سال لے لیں، جہاں sincerity نظر آئی وہاں ہر شہر میں development اس period میں نظر آئی لیکن جس وقت sincerity نہیں رہی جو کہ ہماری ساٹھ سال کی آزادی majority of the period میں وہاں ملک میں کہیں آپ کو ترقی نظر نہیں آئی۔ میں گورنمنٹ سے request کروں گا کہ hydel and coal پر upfront tarrif طے کریں، جو بھی investment کرنے آنا چاہتا تھا اس کو formalities میں نہ الجھائیں، اس کو فوراً letter of support دیا جائے جیسے کہ شہید محترمہ بےنظیر بھٹو کے زمانے 88 میں power policy announce ہوئی تھی اور اُس وقت کے زمانے کے power plants لگے ہوئے ہیں، اس وقت LOH تک بکا کرتے تھے کہ اتنے لوگ investment کرنے کے لیے تھے but that was the right policy, that's why people came here.

So, I would request the government again that make that policy again, please اس کو غور سے دیکھیں، اس میں favouritism نہ ہو، جو بھی investment لے آنا چاہتا ہے اس کو allow کریں، one window کے تحت اور ملک کو جو بجلی کی ضرورت ہے اسے اس بحران سے نکالیں۔

Agriculture پر تو میں نے بات کر دی before the end of my speech اور بہت ساری باتیں ہیں لیکن pharmaceutical side پر بات کروں گا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ pharmaceutical industry کے اپنے 1000% profits ہیں، اس industry کو further incentive دیا گیا ہے۔ میں حکومت سے کہوں گا کہ اس پر بھی نظرثانی کرے۔ industrialization کرنی ہے تو اور بہت سے ایسے sectors ہیں ان sectors میں policies بنائیں، incentives دیں جو کہ export oriented ہو۔ ہمارے پاس ان کے materials بھی ہیں لیکن پھر بھی وہ items import ہو رہے ہیں۔ اس industry کی طرف دھیان دیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو industries 1000% profits کما رہی ہیں ان کو further incentive کی

کوئی ضرورت نہیں ہے۔

انور بیگ صاحب نے stock market کی بڑی اچھی بات کہی، میرے خیال میں آخری تین یا چار سال سے Finance Committee میں چاہے اس وقت آج کی گورنمنٹ، اپوزیشن کے ممبران تھے، ہم اس وقت گورنمنٹ میں تھے، اس میں بھی ہر سال یہ discussion and recommendations آئی ہیں but I think so کہ چار یا پانچ stock market میں لوگ بیٹھے ہیں they have become so strong and why they have become so strong because of the reason that past government made them strong. جب بات ہو کہ capital gain tax اور بجٹ کے دوران ہی we were told کہ ابھی اس issue کو چھوڑ دیں۔ آج بھی یہ خوشی تھی کہ جب بجٹ آنے سے پہلے یہ بات کی گئی اور گورنمنٹ نے کہا کہ ہم اپنے stock پر بھی ٹیکس لگائیں گے لیکن اس کے بعد stock brokers کی meeting ہوئی، چیئرمین آصف علی زرداری صاحب اور شاید Prime Minister صاحب سے ہوئی جو کہ اخباروں میں آیا، اس کے بعد پھر دو سال کا exemption آ گیا۔ ہم 16 کروڑ عوام کی بات کریں نہ کہ چند Businessmen، چند stock brokers، اپنے چند big landlords کی کہ انہیکے لیے ان ایوانوں میں بیٹھ کر، الیکشن جیت کر ہم اپنے لیے بجٹ بنا رہے ہوں نہ کہ 16 کروڑ عوام کے لیے بنا رہے ہوں۔ میں گورنمنٹ سے request کروں گا کہ 16 کروڑ عوام کی طرف دھیان دیں، اس ملک کے ساتھ بہت ہو چکا، سب نے بہت کچھ کر لیا اپنے لیے بنا لیا، اب عوام کے لیے کر لیں۔ Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you and thank you for adhering to the time limitation, thank you very much for that. Dr. Javaid Laghari.

(Interruption)

جناب چیئرمین: نہیں جی point of order بالکل نہیں، شروع سے کئی لوگوں کو انکار کیا ہے، absolutely not. یہ نیا trend ہو جائے گا، شروع سے بڑے clear تھے اور

rule میں بھی نہیں ہے' ہم نے کئی refuse کیے ورنہ مسئلہ ہو گا۔

Dr. Javaid Lahghari on the floor please. I need your support in maintaining the procedure. Mr. Amjad! while delivering your speech, you could mention it then.

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری، جناب چیئرمین! میرا نمبر تھا' آپ نے ان کو floor دے دیا ہے۔

جناب چیئرمین، ہاؤس میں ذرا بیٹھا تو کریں۔ آپ نے صرف جمال خان کی تقریر سنی تھی اس کے بعد چلے گئے۔ ڈاکٹر جاوید لغاری۔

Senator Javaid R. Laghari: Mr. Chairman! the coalition govenment has inherited a mess that we all know, and this has been debated on this floor for weeks and weeks and outside the floor as well. Through no fault, of course, of ours, and for perhaps in some cases through no fault of the previous government as well, because these certain things are very global and international that have impacted. And based on all this of course, the budget and the long term planning should accommodate all the challenges that we will be facing, not just in the next five years, but perhaps in the next 20 to 25 years, that is how the planning of Pakistan and of our budgets should go alike.

For example, if you look at the most recent issue of the Economist June 13th, an article called 'Melting of Asia'. It discusses the impact of global warming in the Himaliyas and what they call as the Asian Brown Cloud, something like a smog, that is hanging over North India and North

Pakistan and is going to make a major impact And the average rise in temperature, which is like 0.6 degrees C, for this particular region is going to be more than one degree C. With the result that by the year for maximum 20, 20/35 most of the glaciers in the himalayas would have melted away. And these glaciers are the source of water for all the rivers that are feeding south asia.

So, when we are talking about building large dams, for example, there is water there only for a few years coming from the glaciers, because 80% of our water is coming from the glaciers and 20% from the rains. And then again because of environmental changes and climate control changes, the pattern of rains also has been shifting in the last five, six years. So what we are looking and as perhaps 15, 20 years down the road is the disappearing of the rivers in south asia, and that is something that we need to be ready for instead of planning large dams.

So, how do we get water? What is the solution? The present government proposes setting up of a large number, a whole network, of small dams, in streams, in small rivers, and also to act as a catchment for the rain water which goes to waste into the sea. So, these can of course be used for both storage of water for agriculture as well as for small scale power generation.

The govenment plans to build 100 of such small dams over the next five to ten years, and we hope that you know following these five years, whaterver goverment comes would be able to continue with these

policies. I am glad that only two days back the Co-Chairman of the party in Karachi announced about building of 14 small dams in the province of Sindh.

So, one is the crisis of water, the second that we have been discussing on and on is the crisis of oil. The global price of oil has doubled just in the last one year alone, and today we are paying about, let's say approximately 130 dollars a barrel. As we all know one barrel constitutes 42 gallons. This is of course the American gallon, if you divide that, then the cost of oil at the refinery is 3 dollars a gallon. Now, if you add the cost of transportation, the cost of shipping, the cost of distribution, the cost of marketing and of course at the pumps, they run to about 4 dollars a gallon. That is about 1 dollar a litre, one dollar a litre is like sixty five rupees to a litre. So, this is the price that we are currently paying through no fault of anyone, because the global price of oil has gone up. This of course leads to the problem of inflation, because when oil goes up, the fuel cost goes up, everything as we know goes up, and I will not go into the debate how different things are connected when the cost of oil goes up. But, then another thing is, indirectly, it is also impacting the food crisis. Because, for example, just this year alone, one hundred million tons of grain have been transformed into fuel, because fuel will pay you more than grain for food. And this hundred million tons is enough to feed 450 million people. So you can very well realise the impact of the high price of oil, indirectly on the cost of food. And that is

why, the food prices not just in Pakistan, but all over the world everywhere including the United States and Europe have gone up, and lot of people are drastically shifting their eating policies and eating habits. In Bangladesh for example, there is a campaign, there was a potato festival in the last month, and there was a campaign that says, "think potato, grow potato, eat potato". So, they want to shift away from their staple rice into perhaps alternate foods. And then of course, not just the oil price, but there are many other factors that have contributed to the increasing price of food, and actually Senator Haroon last week also gave a very good speech here when he talked about the various factors that contribute to the rising price of fuel, and in addition to fuel like I said, and its conversion into ethanol, there were many other factors like the rising middle class, for example, in China and India with the population of over 2.5 billion. Enviornmental factors, and then obviously the international, global recession amongst others. And within Pakistan, we are only adding fuel to fire, we can't even afford to add fuel to fire, because fuel is so expensive but then of course we have our own water crisis because therivers are drying up, there is less land to be cultivated, more land is reverting, of course, to water logging, for example, salinity, our crop yields are low and then there is a complete breakdown of infrastructure, particularly dealing with the agriculture sector like in the canals and the irrigation channels and the barrages for example. And adding to that our rising population internally may be 3% or so. So, we would expect the

doubling of Pakistan population to go, may be in the next thirty years, we will go up from 16 crores to 32 crores. So, we will have less water, we will have less food, but we will have twice the number of mouths to eat. And then we have inherited the energy crisis which again through no fault of ours, because for last eight, nine years when we say hardly any Megawatt, let me correct, of course there might have been very smaller units of five, ten, fifteen, twenty, twenty five Megawatts that might have been added to the Grid but when we say hardly any Megawatt, we mean large Power Stations. The last one that came on line was the Ghazi Barotha which is 1450 MWs that came around the year 2003. So that is basically the one that saved us because Ghazi Barotha, which was a result of the previous governments, previous mean, Peoples Party and Nawaz Sharif government's policies. Had it not come on line, today we would have seen loadshedding for may be twelve hours. Then, there was the power policy of the Pakistan Peoples Party in which about 4000 MWs were added in the last tenure. So, because of that I would say we have literally saved our skin. So, what do we have now, so we have a water crisis, we have an oil crisis, we have a food crisis, we have an energy crisis and that is where we take charge of creating the model state.

So any way, and then what do we inherit in the economic sector. As I looked at some of the sheets in the Economic Survey of Pakistan in the budget a short fall of over 522 billion rupees, a deficit may be running when it was inherited in February-March running at about 9 to 9.5%

which I think, will perhaps be reduced to 6 to 6.5%. Trade balance at 15 billion dollars, external debt and foreign exchange liabilities at 42 billion dollars now and these were only 35 billion in 2005. So, you can very well imagine, these are numbers which are of course recorded an increase of 7 billion dollars in foreign debts in just four years. And on top of that the domestic borrowing goes up from 2.9 trillion rupees to 5.7trillion rupees since 1999. So, what happens you do not need rocket science to understand that onceyou start printing notes, you put out double the number of notes in circulation, it is only going to lead to inflation and obviously would resultis devaluation of the currency. So, we are going to see a lot of that happening also which we have already seen, that people are saying while since the Peoples Party and the coalition government came in power, the dollar rupee parity went up of from sixty to seventy and obviously, it went up because there is so much surplus currency in the market. So, basically we are asked to come up with development projects when we have no power, no water, no dams, the National Airlines is gone down the drain losing about 18 billion rupees. Broken roads, broken bridges, the railway infrastructure has collapsed. So, obviously you need a lot of money and have to prioritize where to go.

So, I would like to congratulate, of course, the Finance Team of the coalition government Mr. Ishaq Dar, Mr. Naveed Qamar and obviously their other Financial Managers that they have worked overtime in the last two or three months to come up perhaps with the reasonable

budget with their hands tied with very strong limitations. They have about1700 development projects in the PSDP, and of course in these development projects there is in emphasis on all the problems that I mentioned about. There is on emphasis on energy, we expect to add about, may be 1800 to 2000 MWs in the next one year to 15 months alone. There is emphasis on employment, there are 28 billions in Public Works Programme, there is emphasis on Housing, about 1 million Houses will be made that it is proposed, and of course there is support of the poorest of the poor, which is under, what is known as the Benazir Income Support Programme Rs.34 billion have been allocated.

Mr. Chairman: Please keep the timing in mind.

Senator Dr. Javaid R. Laghari: Yes sir. And then obviously talking of the food crisis, agriculture has been given top priority through 75 billion for efficient use of water, and subsidies on fertilizers, support of wheat price from Rs.510/- to 625/- per 40 Kg bag. So, I think they have done a lot where they could do and I still personally believe more could be done, I think, we have yet got to see the recommendations that will be, you know, placed on the floor of this House. But, I think, since the Prime Minister's Secretariat, the National Assembly and the Senate have cut down their budgets. It surprises me why the budget for the Presidency has gone up. I think, equally, if with the same good spirit the budget of the Presidency should also be reduced, at least with the same percentages as

the budget for all these democratic bodies have been reduced. And the other one, I would like of course like to see is more money for education, particularly at the lower and at the primary level education, not at the higher education, because we have got very weak foundations, we can no more afford to make 9 Engineering Universties with foreign collaborations and at the cost of 200 billion rupees. I think, that is something that should be thrown away at least for the next five to ten years, and we should focus more on primary education. Thank you Mr. Chairman.

(Thumping of the desks)

Mr. Chairman: Syed Javaid Ali Shah.

سینیٹر سید جاوید علی شاہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آج کی دنیا میں لوگ Welfare States کے سپنے دیکھتے ہیں۔ وہ دن شاید پاکستان میں کب آئے۔ میں صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ یہاں بننے والی حکومتوں کو، اگر ان کی قسمت میں یہ نہیں کہ اسکو Welfare State بنا سکیں تو کم از کم جس مقصد کے لیے ریاستیں وجود میں آتی ہیں، جس مقصد کے لیے حکومتیں بنتی ہیں۔ وہ welfare of the people ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اور کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم welfare of the people کے لیے سال کے آخر میں جب بجٹ بنایا جاتا ہے، ایسے steps ضرور اٹھائیں کہ غریب جو پورا سال ایک آس لگائے بیٹھا ہوتا ہے کہ بجٹ آئے گا تو ہمیں کچھ relief ملے گا۔ یہاں کونسی باتیں ایسی ہوتی ہیں، جناب چیئرمین! کہ تمام بولنے والے حضرات یہ کوشش کرتے ہیں کہ ہم بتا سکیں کہ حکومت کو دال کی قیمت اتنی مقرر کرنی چاہیے، چاول کا یہ rate ہونا چاہیے، آٹا اس بھاؤ بکنا چاہیے، تیل کی قیمت یہ ہونی چاہیے مگر developing countries میں رہنے والے لوگ اس بات کو کیوں بھول جاتے ہیں کہ معاشی ترقی کا راز صرف بجٹ ترتیب دیتے وقت چیزوں کے بھاؤ کو درست رکھنے پر منحصر نہیں ہوتا بلکہ

اس کے لیے good governance سب سے ضروری چیز ہے' consistency in the head of the state or the head اور ان سب سے بڑھ کر system is more important of the Government جو یہاں ہم سوچتے رہتے ہیں کہ کوئی intellectual آئے جو شاید اس ملک کے حالات کو سدھار دے' میں کہتا ہوں کہ اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں بلکہ ہمیں وہ head of the state اور وہ head of the Government چاہیے جس میں strength, courage and shrewdness ہو جو کسی پسماندہ قوم کو lead کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو جس میں یہاں کے لوکل حالات کے تحت اس ملک کو چلانے کا wisdom پایا جاتا ہو۔

جناب چیئرمین! باتیں کرنے کو بہت ہیں مگر ہم شاید اس وجہ سے بھی معاشی بدحالیکا شکار ہیں کہ یہاں کوئی system میں consistency نہیں پائی جاتی۔ میں اگر آج یہ کہوں کہ وہ ملک جس کو آئین وہ دیا گیا جو parliamentary system کہلاتا ہے مگر عملاً یہ ملک ہمیشہ' آج سے نہیں بلکہ ملک بننے کے فوراً بعد سے ہی practically یہ ملک presidential form of government کے تحت چلا۔ جناب! جس ہاؤس میں' میں بات کررہا ہوں' اس کے بنانے کا مقصد ہی یہی تھا کہ کوئی forum ایسا ہو جہاں لوگ برابری کی بنیاد پر بیٹھ کر محرومیوں کا شکار ہوئے بغیر اکثریت اور اقلیت کی بنیاد کو پس پشت ڈال کر' round table پر اپنے علاقے' اپنے صوبے' اپنی قوموں کی بات کر سکیں مگر practically یہ ملک پچھلے ساٹھ سالوں سے presidential form of government کے تحت چل رہا ہے جس میں' میں سمجھتا ہوں کہ سینیٹ جیسے ادارے کی اہمیت بالکل ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔ آج ہمارا ملک معاشی بدحالی سے زیادہ سیاسی بدحالی کی وجہ سے زبوں حال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری معیشت اس سے متاثر ہو رہی ہے۔ میں پچھلے کئی سالوں سے سیاسی ورکر کی حیثیت سے مختلف houses میں member رہا' میں نے جناب چیئرمین! کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی شخص یہاں ان houses میں آ کر اس نیت سے بیٹھا ہو کہ اس نے اپنی مشاورت سے' اپنی تجاویز سے کچھ deliver کرنا ہے۔ جناب! ہم کوشش کرتے ہیں کہ میرے منہ سے کوئی ایسی بات نہ نکل جائے جس سے میری پارٹی' میری قیادت' میری leadership مجھ سے ناراض ہو جائے۔ ہماری priority ملک نہیں بلکہ اپنی وہ

جماعتیں، اپنی پارٹیاں اور وہ گروہ ہو کر رہ جاتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان سب سے بالاتر ہو کر سب سے پہلے ہمیں یہ سوچ لے کر چلنا چاہیے کہ ہم نے ملک کو کیا deliver کرنا ہے۔ ملک نے ہمیں سب کچھ دیا مگر ہم شاید ملک کو پچھلے ساٹھ سالوں میں کچھ نہیں لوٹا سکے۔ یہاں ہم نے کوئی ایسا سسٹم ابھی تک نہیں دیکھا جو دنیا کی اقوام اپنے ملکوں کو چلانے کے لیے بناتی ہیں۔

جناب چیئرمین! بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر جب تکرار کی جاتی ہے، جب بحث کی جاتی ہے تو لوگ موازنہ کرنے لگتے ہیں کہ کیسی جمہوریت اس سے تو military rule بہتر تھا۔ آج میں ملتان سے یہاں آنے لگا تو جہاز میں میرے ساتھ ایک retired bureaucrat ہم سفر تھے انہوں نے مجھے کہا کہ سیاسی لوگوں نے کیا deliver کیا ہے۔ اس ملک نے اگر ترقی کی تو مارشل لاء میں کی جب military rule تھا۔ انہوں اس کی بے شمار مجھے مثالیں دیں، انہوں نے کہا کہ اس ملک کی history کو دیکھیں، یہاں dams اس وقت بنے جب ملک میں مارشل لاء تھا، یہاں بیراج اس وقت بنے جب ملک میں مارشل لاء تھا، یہاں green revolution اس وقت آیا جب ملک میں مارشل لاء تھا، یہاں industrial revolution اس وقت آیا جب ملک میں مارشل لاء تھا، آج ایک عمارت کا بنانا انتہائی مشکل ہے، اسلام آباد سٹی وہ کہتے ہیں اس وقت بنا جب ملک میں مارشل لاء تھا۔ میں یہ ساری باتیں سنتا رہا، میں نے کہا جناب! مارشل لاء شاید شیشے کی سڑکیں تو بنا سکتا ہے، یہاں ہر گاؤں، ہر بستی مارشل لاء کے دور میں پیرس بن سکتی ہے مگر جو چیز کسی سوسائٹی کا طرہ امتیاز ہوتی ہے، وہ institutions ہوتے ہیں، مارشل لاء نے ہر چیز شاید اس ملک کو دی ہو مگر institutions برباد ہوئے اور یہی وجہ ہے کہ آج ہم پستی کی طرف جا رہے ہیں، تنزلی کی طرف جا رہے ہیں، قوم کو سسٹم دینے میں ناکام ہیں، consistency کا فقدان ہے۔ چائنا کے ایک وزیر یہاں آئے، ان سے کسی نے پوچھا، آپ کی ترقی کا راز کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ consistency in the system. جناب! جہاں جمہوریت نہیں ہوتی کیا وہ ملک ترقی نہیں کیا کرتے، دنیا نے کمیونزم کے تحت بھی امریکہ کا مقابلہ کیا۔ Russia نے اتنے warheads بنا لیے کہ جتنے امریکہ کے پاس نہیں تھے مگر چائنا آج کی مثال ہے جناب! آج معاشی طور پر چائنا نے جتنی ترقی کی، میرے خیال میں اس نزدیک کی دنیا میں ہم اس سے بڑی مثال نہیں دے

سکتے، وہاں کسی قسم کی democracy نہیں مگر ان کے system میں consistency ہے جس کی وجہ سے وہ پوری دنیا میں راج کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

Mr. Chairman: Please try to conclude in two minutes.

سینیٹر جاوید علی شاہ، جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ وقت کی قلت ہے اور میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور میں اس احساس کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی بات کو ختم کرنا بھی چاہوں گا۔ جناب! ایک چھوٹی سی بات جو مجھے بہت چبھتی ہے، آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے سال بھی جب کالا باغ ڈیم کا ذکر کیا تھا تو میں نے بلور صاحب سے کہا تھا، کہ ہم آپ کے مخالف یا دشمن نہیں، کونسا پنجابی یا پنجاب میں رہنے والا شخص ہے جو کہے کہ ہمارے صوبہ سرحد کے بھائی خوشحال نہ ہوں، کالا باغ ڈیم بننے کی وجہ سے وہاں تباہی و بربادی، جس طرح وہ فرماتے ہیں وہ آئے اور ہم خوشی کے شادیانے بجائیں، ایسا ہرگز نہیں، مگر جناب! بڑی بدنصیبی ہے کہ آج قائد اعظم تو unity, faith اور discipline کی بات کیا کرتے تھے، نہ اس ملک میں unity ہے، نہ کسی پر faith ہے اور نہ ہی ہم discipline کسی بھی ادارے میں اور کسی level پر دیکھتے ہیں۔ جناب! بدنصیبی ہے کہ کالا باغ ڈیم کی مخالفت میں ہر آواز، ہر corner سے ابھرتی ہے اور موجودہ حکومت نے آتے ہی اعلان فرما دیا کہ کالا باغ ڈیم نام کی کوئی چیز ہم بنانے کے لیے تیار نہیں مگر کاش ہم اگر غور کریں تو انڈیا ہمارے تمام دریاؤں پر dams بنا رہا ہے، ہمارا پانی بند کر رہا ہے اور ہم energy crisis کا شکار ہو رہے ہیں۔ مگر میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اس ہاؤس میں کسی corner سے کوئی آواز ابھری ہو کہ ہندوستان کے اس اقدام کو روکا جائے۔

(ایوان سے ایک رکن کی آواز آئی کہ "میں نے کہا ہے")

آپ exception میں آتی ہیں، میں آپ کے اس فعل کو سراہتا ہوں اور آپ کو داد دیتا ہوں کہ آپ نے بہت نیکی کا کام کیا۔

جناب چیئرمین، Conclude کریں تاکہ----

سینیٹر سید جاوید علی شاہ، جناب چیئرمین' کاش ایسا ہوتا کہ ہم' ہماری حکومتیں UNO میں جاکر ہندوستان کے اس ظالمانہ اقدام کے خلاف بات کرتے مگر ایسا نہیں۔ ہم دن رات اپنی گروہی سیاست' اپنی علاقائی سیاست اور کسی کو راضی کرنے کی فکر میں اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس اپنا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ کاش بہتر ہوتا کہ ہم یہاں مل کر بیٹھتے قطع نظر اس کے کہ کون کس party سے تعلق رکھتا ہے' یہاں کے تمام leaders مل کر lower most class کے لیے کوئی definite programme launch کرتے۔ آج اس ملک کی تقدیر بدل ہی جاتی۔

جناب' یہاں تو میں نے دیکھا ہے کہ پارٹیاں اکثر بجائے اس کے کہ کوئی definite programme لائیں' کسی party کے worker نے آج تک اپنی party کا منشور تک نہیں پڑھا۔ میں یہ challenge کرکے کہتا ہوں کہ یہاں اس ہاؤس میں بیٹھا ہوا کوئی party کا champion اگر اپنی party کے منشور سے واقف ہو تو------ میں ان سے معافی مانگوں گا کہ میں غلط بیانی کررہا ہوں۔

(اس موقع پر ایوان میں قہقہے سنائی دیے)

مگر جناب' ایسا ہرگز نہیں۔

جناب چیئرمین، اسی لیے تو انہوں نے کہا میں معافی مانگوں گا اور کچھ نہیں کہا۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ، مجھے بات کرنے دیں۔ جناب چیئرمین' یہاں ہمارا وقت صرف اور صرف اپنی مخالف جماعتوں کو let down کرنے میں صرف ہوتا ہے۔ آج سے صدیوں پہلے اس قسم کے ہتھکنڈے حکومتیں کیا کرتی تھی جب ملکوں میں قحط پڑا کرتے تھے تو attention divert کرنے کے لیے Rome میں بھی games شروع کرادی جاتی تھیں تاکہ لوگوں کی توجہ ایک طرف ہوجائے۔ جناب' آج games بھی ہوتی ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ ایسے طریقہ کار ایجاد ہوگئے ہیں کہ ہم اپنی priorities کو بھول کر کہیں بجوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں' کہیں ہم کسی کو دہشت گرد بنا رہے ہیں' کسی پر الزام لگا رہے ہیں اور کسی کے آلہ

کار بن کر ہم کیا سے کیا کیے جارہے ہیں۔ جناب چیئرمین' ہونا یہ چاہیے تھا کہ وہ پارٹیاں جو اپنے آپ کو progressive parties کہلاتی ہیں۔ خاص طور پر موجودہ حکومت جس کا slogan روٹی' کپڑا اور مکان ہے------

جناب چیئرمین، تشریف رکھیے۔ عبدالرشید صاحب۔ تشریف رکھیے' عبدالرشید صاحب کی اب باری ہے۔ اب میں بلاتا جاؤں گا------

سینیٹر سید جاوید علی شاہ، میں اپنی بات کو اگر ایک منٹ میں مکمل کرلوں---

جناب چیئرمین، آپ کو کتنی دفعہ میں نے عرض کیا ہے' ایک تو آپ کو late time دیا ہے تو مہربانی کرکے تھوڑے میرے بھی ہاتھ مضبوط کریں۔ پھر میرے لیے مشکل ہوجاتا ہے کسی کو accommodate کرنا۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ، مجھے اگر دو منٹ دیں تو میں اپنی بات ختم کروں گا۔ جناب چیئرمین' میں آپ کا بےحدمشکور ہوں کہ آپ نے اتنا ٹائم دیا۔ آج میں کہتا ہوں کہ ملک کی حالت اس نہج پر پہنچ چکی ہے کہ لوگوں کو' یہ judiciary کا مسئلہ قوموں کے لیے انتہائی اہم ہے' لینن نے جو نعرہ دیا تھا وہ بھی روٹی' کپڑا اور امن کا تھا اور امن انصاف سے مشروط ہے۔ روٹی' کپڑا اور مکان بعد کی پیداوار ہے' بعد کی بات ہے۔ مگر جناب' لوگ اپنے چھوٹے چھوٹے مسائل میں اس قدر الجھ کر رہ گئے ہیں' خاص طور پر غریب طبقہ کہ اب انہیں امن' انصاف' عدلیہ کسی سے کوئی غرض نظر نہیں آتی۔ کوئی آٹے کی تلاش میں سڑکوں پر نظر آتا ہے' کوئی روزگار کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پوری قوم ایک ایسی کیفیت کا شکار ہے کہ جب تک ہم انہیں یہ ضروریات زندگی فراہم نہیں کرتے' جناب' قوم کو کسی چیز سے دلچسپی نہیں۔

جناب چیئرمین، جی اب ختم کرلیے please -----

سینیٹر سید جاوید علی شاہ، میں اس شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ

اج آکھاں وارث شاہ نوں کتوں قبراں وچوں بول
تے فیر کتاب عشق دا کوئی اگلا ورقہ پھول

اک روئی سی دھی پنجاب دی، تو لکھ لکھ مارے وین

اج لکھاں دھیاں روندیاں تینوں وارث شاہ نوں کہن

اٹھ درد منداں دیا دردیا، تک اپناں پنجاب

اج بیلے لاشاں وچھیاں تے لہو دی بھری چناب

شکریہ جی۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین، جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب، میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ ویسے تو آج wind up کرنا تھا پھر ہم نے کل صبح کی sitting کے لیے رکھا لیکن ابھی مجھے فاضل وزیر خزانہ نے بتایا ہے کہ کل صبح، ٹائم تو وہ exact نہیں بتاسکے، لیکن غالباً ساڑھے دس، گیارہ بجے تک Defence Budget کی details on the floor of the House in the Senate lay کریں گے۔ اس کے بعد پھر میں نے Leader of the Opposition سے بھی مشورہ کیا ہے، پروفیسر خورشید صاحب اور مندوخیل صاحب سے بھی مشورہ کیا ہے۔ میرا یہ خیال تھا اور وہ سب اس بات سے متفق ہیں کہ اگر ہم winding up کل شام کی sitting میں رکھ لیں اور کل صبح اور کل شام کی sitting کے اندر کچھ ممبران نے اپنی بجٹ speeches تو کرلی ہیں لیکن جو بات کرنا چاہیں، اپنے خیالات کا اظہار پانچ منٹ کے اندر Defence Budget کی details کے حوالے سے کرلیں۔ اور شام میں Finance Minister wind up کرلیں۔ اس کے فوراً بعد ہم اپنی recommendations کو lay کردیں on the floor اور پھر ان پر کارروائی پرسوں کی صبح۔ دو sittings ہمارے پاس ہیں لیکن جو بات مجھے سنائی دے رہی ہے یا پتا چل رہا ہے، غالباً ایک sitting میں اس کو ہم کرسکیں گے ورنہ ہمارے پاس پرسوں دو sitting تو ہیں۔

جناب چیئرمین، تو یہ جو recommendations ہیں، کل نہیں پرسوں کریں گے آپ!

سینیٹر میاں رضا ربانی: نہیں جناب، lay ہم کل second session میں کردیں گے after the winding up of the Finance Minister. ان پر جو کارروائی ہے وہ پھر پرسوں کی sitting میں کرلیں گے۔

سینیٹر کامل علی آغا: میرے خیال میں کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے لیکن اگر آج یہ Defence Budget یہاں پر lay کردیتے تو کم از کم تھوڑا وقت مل جاتا۔ اراکین اس کو study کرکے اس پر بات کرسکتے، چاہے دو دو منٹ کے لیے ہی کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک دفعہ پڑھنا اور دیکھنا اور پھر بات کرنی، اراکین کو یہ موقع مل جاتا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب، میں بالکل فاضل قائد حزب اختلاف سے agree کرتا ہوں لیکن جیسا کہ آپ کو بھی علم ہے اور فاضل قائد حزب اختلاف کو بھی علم ہے کہ یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہے کہ ہم اس tradition سے اپنے آپ کو الگ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ پورا Defence Budget ہوگا لیکن جس حد تک بھی ہم اس tradition کو پہلی مرتبہ توڑ رہے ہیں اور لازمی بات ہے کہ جب آپ ایسی tradition کو پہلی مرتبہ توڑیں تو اس میں بھی کئی لوگ ہوتے ہیں جو آخری منٹ تک رخنے ڈالتے ہیں اور روڑے اٹکاتے ہیں، اس لیے تھوڑا سا اس کی printing میں تاخیر ہوگئی ہے I apologize but we will lay it on the table.

Mr. Chairman: Ok, then whatever is the order but we must have the names as early as possible so they follow a pattern وہ نام add کرنا بڑا مشکل ہوجاتا ہے، پھر کوئی planning نہیں ہوسکتی۔ جیسے کامران نے بھی کہا تھا کہ speakers must prioritize what they have to say and we must also prioritize how we have to go about it.

تو یہ کہ آپ صبح نام کس وقت تک دے دیں گے؟

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب، میرا خیال ہے کہ we can give the names by

10:30 am.

جناب چیئرمین: 10:30 تک دے دیں۔ اس کے بعد we will strictly adhere to the allocated time and we will be very hard on it. مختلف اور to the point بات ہو۔۔۔

سینیٹر کامل علی آغا: اجلاس شروع ہونے کے بعد آدھے گھنٹے کے اندر اندر ہم آپ کو نام دے دیں گے۔

Mr. Chairman: Ok, then what time you want to convene in the morning?

سینیٹر میاں رضا ربانی: میرا خیال ہے ساڑھے دس رکھ لیں۔ آغا صاحب کیا خیال ہے؟

جناب چیئرمین: رضا صاحب میرے خیال میں ایسا کریں جب رپورٹ آجاتی ہے' اسی وقت مل لیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب اسی لیے میں کہہ رہا ہوں ساڑھے دس کا وقت اگر آپ دیں گے because you have to give a definite time for adjournment آپ ساڑھے دس کا ٹائم دیں گے تو جیسے ہی رپورٹ آئے گی۔۔۔۔۔ ساڑھے دس کا ٹائم دیں۔

جناب چیئرمین: ابھی میں دو تین speakers لے رہا ہوں لیکن مہربانی کرکے مختصر اور to the point رہیے تاکہ میں پھر اسی حساب سے accommodate کرسکوں گا۔ ساڑھے دس کا time ہے لیکن جیسے رپورٹ آئے گی پھر ہی ہم convene کریں گے۔ عبدالرشید صاحب' مہربانی کرکے مختصر رکھیں تاکہ باقی جتنے speakers رہتے ہیں وہ بھی بول سکیں۔

جناب چیئرمین: جی ابھی وقت ہے' میں دو تین speakers لے لیتا ہوں' لیکن مہربانی کرکے to the point رہیے گا تاکہ پھر اسی حساب سے میں سب کو accommodate کر

سکوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، ساڑھے دس بجے کا وقت رکھ لیتے ہیں، لیکن جیسے ہی report آئے گی پھر ہم convene کریں گے۔ جی عبدالرشید صاحب۔ مہربانی فرما کر مختصر رکھیے گا تاکہ باقی ممبران جو رہتے ہیں وہ بھی بول سکیں۔

سینیٹر عبدالرشید، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) شکریہ جناب چیئرمین! بجٹ 2008-2009 ایوان میں زیر بحث ہے، ایوان کے دونوں جانب سے بجٹ پر مثبت اور منفی تاثرات سامنے آ رہے ہیں۔ میں انتہائی اختصار کے ساتھ چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! بجٹ آمدن اور خرچ کے درمیان سالانہ میزانیہ ہوتا ہے۔میرے خیال میں اس کے ساتھ بجٹ مہنگائی، غربت، افلاس، بے روزگاری جیسے سنگین معاشی مسائل کو control کرنے کا نام ہے۔ لہذا ظاہر بات ہے کہ جس بجٹ میں مہنگائی کا خاتمہ ہو، جس بجٹ میں غربت کا خاتمہ ہو، جس بجٹ میں بے روزگاری کا خاتمہ ہو، وہ ایک کامیاب بجٹ تصور ہو گا۔ لیکن جس بجٹ میں ان امور کا تدارک نہ ہو، ان معاشی مسائل کا تدارک نہ ہو، تو وہ حقیقی بجٹ نہیں ہوتا، بلکہ زبانی جمع خرچ ہوتا ہے۔ بجٹ معاشی مسائل اور معاشی وسائل کے درمیان توازن پیدا کرنے کا نام ہے کہ ہمارے مسائل کتنے ہیں اور ان کو حل کرنے کے لئے ہمارے پاس وسائل کتنے ہیں۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ مسائل اور وسائل کے درمیان اعتدال اور توازن پیدا کرنا، ایک مستحکم معیشت کی علامت ہوتا ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (عربی) ترجمہ، آمدن اور خرچ کے درمیان اعتدال رکھنا، میانہ روی رکھنا اور توازن قائم کرنا یہ ایک مضبوط معیشت کی تشکیل کرتے ہیں۔ جناب والا! ایک مضبوط معیشت ایک مستحکم ریاست کی علامت ہوتی ہے۔ اس لئے ریاست کے استحکام کے لئے بنیادی طور پر دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے، ایک چیز مستحکم معیشت، ملک معاشی حوالے سے مستحکم ہو، دوسری چیز امن وامان عوام کو، رعیت کو جان اور مال کا تحفظ ہو۔ یہی بنیادی اور اساسی ذمہ داریاں ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے

قریش کے بارے میں اور اہل مکہ کے بارے میں فرمایا کہ (عربی) ترجمہ: میں نے مکہ والوں کے لئے طعام کا انتظام کیا تھا' ان کو معاشی سہولیات فراہم کی تھیں اور اس کے ساتھ میں نے ان کو ہر قسم کے خوف اور خطرات سے محفوظ بنایا تھا۔ لہذا جناب چیئرمین! جب اللہ تعالیٰ ان دو چیزوں کا ذکر بطور انعام فرما رہے ہیں تو پھر ایک اسلامی مملکت' ایک اسلامی ریاست خدا کی زمین پر اللہ کی نیابت اور نمائندگی کرتی ہے۔ لہذا اس نمائندگی' اس نیابت اور اس خلافت کی بنیاد پر اسلامی حکومت کی بنیادی ذمہ داری بھی یہی دو چیزیں ہیں۔ ایک چیز عوام کو معاشی وسائل فراہم کرنا' عوام کی معاشی ضروریات کو پورا کرنا۔ دوسری چیز ان کے جان اور مال کے تحفظ کو یقینی بنانا' یہ دو اہم ذمہ داریاں ہیں۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

جناب والا! آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ملک کو' اس ملک کی عوام کو یہی دو مسائل لاحق ہیں اور ہمارے لئے' موجودہ حکومت کے لئے' اولین فرض ان دو مسائل کو حل کرنا ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ میں بنیادی چیز' وسائل کی مساویانہ بنیادوں پر تقسیم ہے۔ مجھ سے پہلے مولانا راحت حسین صاحب نے معاشی مساوات کا ذکر فرمایا۔۔

جناب چیئرمین، جی وقت کا خیال رکھیں' کیونکہ ابھی اور ساتھی بھی رہتے ہیں۔

سینیٹر عبدالرشید، جی میں نے تو ابھی دو منٹ بھی نہیں لئے ہیں۔ انہوں نے معاشی مساوات کے حوالے سے فرمایا۔ میرے خیال میں معاشی مساوات کا شرعی فلسفہ یہ ہے کہ حکومت' رعیت میں وسائل کی تقسیم مساویانہ بنیادوں پر کرے۔ یہی معاشی مساوات کا فلسفہ' یعنی وسائل میں مساوات۔ پھر جو شخص وسائل کو زیادہ استعمال کرے' اس کے نتیجے میں زیادہ املاک حاصل کرے تو وہ اس کی ذاتی ملکیت ہے' اس کا ذاتی حق ہے۔ اس کے ساتھ کسی کی شراکت ہے اور نہ اس میں مساوات ہے۔ شرعی حوالے سے وسائل ان کی حد تک محدود ہیں' (عربی) لہذا جس بجٹ میں وسائل کی تقسیم' صوبوں' اداروں' افراد کے درمیان اعتدال کے انداز میں ہو' مساوات کی بنیاد پر ہو تو اسی سے ایک معتدل نظام معیشت کی تشکیل ہو گی جو ملکی

استحکام اور وحدت کی ضامن ہو گی۔ لیکن جس بجٹ میں تقسیم مساویانہ انداز پر نہ ہو' ایک صوبے کو کم اور ایک صوبے کو زیادہ' ایک شخص کو مراعات یافتہ بنانا اور ایک شخص کو محروم بنانا' ایک طبقاتی نظام کو تشکیل دیتا ہے۔ جس سے ملک میں، صوبوں میں' اداروں میں اور افراد میں احساس محرومی پیدا ہو گا' جو ملک کے ٹوٹنے اور ملک کے تقسیم ہونے پر منتج ہو گا۔ لہٰذا جناب چیئرمین! ملک کے استحکام کی خاطر' ملک کی وحدت کی خاطر' ملک کی سالمیت کی خاطر' وسائل کو مساویانہ بنیاد پر تقسیم کرنا چاہیے۔

جناب والا! اب میں موجودہ بجٹ پر اپنے تاثرات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! جب2007-2008 کا بجٹ اس ایوان میں پیش ہو رہا تھا اس وقت ہم اپوزیشن میں تھے اور موجودہ بجٹ کے دوران ہم حکومتی بنچوں پر ہیں۔ لیکن ایک بات میں واضح کر دوں کہ اپوزیشن کے ساتھ یا حکومت کے ساتھ بیٹھنے سے انشاء اللہ میری حق گوئی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا'

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

میں حق کے تابع ہوں' میں حق کے تابع رہوں گا' باطل اور غلط کام جو بھی کرتا ہے' میں اس پر تنقید کروں گا' خواہ وہ اپوزیشن کرتی ہے یا حکومت کرتی ہے' یہ میرا ایمان ہے اور یہ میرا ایمانی فریضہ بھی ہے۔

جناب والا! میں بجٹ کے حوالے سے اتنا کہوں گا کہ موجودہ بجٹ جس حکومت نے بنایا ہے اس کا حکومتی دورانیہ غالباً ابھی بیاسی یا تراسی دنوں پر محیط ہے اور اس حکومت کے سامنے جو مسائل کا طوفان ہے وہ دنیا کے سامنے ہے۔ اس وقت ملک میں مہنگائی کا بحران ' معاشی بحران ' امن و امان کا بحران 'عدلیہ کا بحران ہے اور کئی مسائل بھی حکومت کو درپیش ہیں۔ لہٰذا اس مختصر دورانیے میں ان مسائل کے ساتھ ایسا بجٹ تیار کرنا ' عوام کو پیش کرنا ' اس لحاظ سے میرے خیال میں یہ قابل تعریف ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب والا! اس بجٹ میں عوام کو ایک حد تک relief دی گئی ہے۔ اس میں غریب' مزدور' محنت کش ' ملازم اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والوں کے لئے ایک حد تک

خیال رکھا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میرے خیال میں یہ بجٹ پھر بھی قابل اصلاح ہے۔ اس میں عوام کوجو ریلیف دی گئی ہے وہ ناکافی ہے۔ موجودہ حکومت سے معاشی میدان میں عوام کی جو توقعات تھیں، یہ بجٹ ان توقعات کے برعکس ہے۔ میرے خیال میں اس وقت ملک کے اندر معاشی مسائل، مہنگائی، بیروزگاری اور غربت ہے ان کا مکمل طور پر یہ بجٹ تدارک نہیں کر سکتا۔لہذا موجودہ حکومت کے لئے معیشت کے میدان میں آئندہ کے لیے ایک جامع پالیسی بنانا ضروری ہے، جس میں ان تمام مسائل کے حل موجود ہوں۔

اب جناب عالی ! آخر میں، میں علاقے کے مسائل کی طرف آتا ہوں۔ میرا تعلق فاٹا سے ہے۔ آپ کے علم میں ہو گا کہ فاٹا کو اس وقت بہت سے مسائل کا سامنا ہے۔ اس وقت فاٹا پورے عالمی میڈیا کا محور ہے ۔ اس وقت فاٹا عالمی، استبدادی قوتوں کی جارحیت کا ہدف ہے۔ آپ کو علم ہے اس وقت فاٹا کے حوالے سے اور قبائل کے حوالے سے دو قسم کی آراء، دو قسم کی تجاویز اور دو قسم کے تاثرات سامنے آ رہے ہیں ۔ ایک یہ فاٹا مغربی دنیا کی نظر میں، ایک یہ فاٹا زمینی حقائق کے تناظر میں۔ جناب والا ! اگر ہم مغربی دنیا کی نظر میں اور عالمی میڈیا کے پروپیگنڈے کے تناظر میں دیکھیں تو میرے خیال میں پھر فاٹا اس جنگل کا نام ہے جس میں انسان کا نام و نشان نہیں، جس میں وحشی جانور زندگی بسر کرتے ہیں، جس میں ہمیشہ کے لیے شورشرابا ہوتا ہے، جس میں ہمیشہ کے لیے جنگ و جدل، شر اورفساد، خوف و ہراس اور بد امنی کی کیفیت ہے۔ لیکن جناب عالی ! اگر فاٹا کو زمینی حقائق کے تناظر میں دیکھا جائے تو فاٹا ایک مہذب معاشرے کا نام ہے جس نے دنیا کو تہذیب وتمدن کا سبق سکھایا ہے، جس نے دنیا کو امن پسندی اور حریت پسندی کا سبق سکھایا ہے، جس نے دنیا کو مہمان نوازی، محبت، رواداری، بھائی چارہ اور حب الوطنی اور ملت کے لیے مالی، جانی قربانی کا سبق سکھایا ہے۔ فاٹا اس خطے کا نام ہے ۔ لہذا جناب عالی ! میں تسلیم کرتا ہوں کہ فاٹا میں اس وقت بد امنی ہے۔

جناب چیئر مین : ذرا تقریر ختم کریں تا کہ میں آگے دوسروں کو بلاؤں۔

سینیٹر عبد الرشید : ٹھیک ہے دو دن پہلے اس پر بحث ہوئی کہ فاٹا میں بد امنی ہے،

قتل و غارت ہے ' اغوا کی وارداتیں ہو رہی ہیں - میں یہ تسلیم کرتاہوں لیکن جناب والا ! اس وقت فاٹا میں جو بد امنی ہے ' یہ فاٹا کی پیداوارنہیں ' یہ فاٹا کے رہنے والے لوگوں کی پیداوارنہیں بلکہ ایک سازش کے تحت ' ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ بد امنی ' یہ قتل و غارت ہم پر مسلط کی جا رہی ہے اور میرے خیال میں یہ عالمی استعمار کے ایجنڈے کی تکمیل کا ایک حصہ ہے جو اس خطے پر اپنے حملوں اپنی جاریت اور اپنی بربریت کے جواز پیدا کرنے کے لیے راہ تلاش کر رہے ہیں۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ ہمارے معاشی مسائل بہت سارے ہیں۔ میرا ذاتی تعلق باجوڑ ایجنسی سے ہے۔ باجوڑ ایجنسی تقریبا آٹھ لاکھ آبادی پر مشتمل ہے۔ اس کے بہت سے مسائل ہیں۔ تعلیم کے حوالے سے، صحت کے حوالے سے۔ میں وقت کی کمی کے باعث اس کا ذکر چھوڑتا ہوں، صرف ایک ہی مسئلہ میں اس بجٹ کے دوران اٹھاتا ہوں باجوڑ ایجنسی کے حوالے سے ' وہ بجلی کا مسئلہ ہے۔

جناب والا! بجلی زندگی کی بنیادی ضرورت ہے۔ باجوڑ کے ساتھ بجلی کے حوالے سے امتیازی سلوک برتا جا رہا ہے۔ آٹھ لاکھ آبادی کے لیے وہاں ایک grid station ہے جو کہ 86 کلو واٹ ہے جب کہ ہمارے قرب جوار میں ایسے علاقے ہیں ' ایسی ایجنسیاں ہیں جو چار لاکھ آبادی پر مشتمل ہیں اور ان کے لیے تین گرڈ سٹیشن ہیں۔ میرا مقصد ان علاقوں پر اعتراض کرنا نہیں ہے۔ یہ ان کا حق ہے لیکن میرا مقصد یہ ہے کہ باجوڑ کو بھی یہ حق دینا چاہیے۔ باجوڑ کا بھی اتنا ہی حق بنتا ہے۔ اس حوالے سے باجوڑ کے ساتھ ظلم اور ناانصافی ہو رہی ہے۔ اس کی بھی آبادیزیادہ ہے اورگرڈ سٹیشن ایک ہے۔ ہمارا پچاس فیصد علاقہ بجلی سے محروم ہے ۔ خود میرا ذاتی علاقہ جو پانچ ہزار آبادی پر مشتمل ہے وہ بھی بجلی کی نعمت سے محروم ہے۔ میرے خیال میں اس پورے ایوان میں ' میں واحد سینیٹر ہوں جس کے علاقے میں بجلی نہیں ہے۔ لہذا جناب والا! بجلی کے وفاقی وزیر یہاں موجود نہیں ہیں، میں آپ کے توسط سے ان کو یہ مسئلہ پہنچانا چاہتا ہوں کہ وہ ہمارے اس مسئلے میں دلچسپی لیں اور بجلی کا مسئلہ حل کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔

جناب چیئرمین ! آخر میں یہ اپیل کرتا ہوں کہ اگر ہم مستقبل میں مستحکم پاکستان کو

دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں معاشی محاذوں پر کام کرنا ہوگا۔ اس وقت بدامنی کی جو فضا ہے اس کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ ان دو چیزوں کے حل کے بغیر میرے خیال میں پاکستان کا کوئی مستقبل نہیں ہے۔ اللہ نہ کرے کہ پاکستان کا مستقبل میں کوئی وجود نہ ہو۔ ان مسائل کے حل کے لیے پوری توجہ دینی چاہیے۔ شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین، شکریہ۔ میرے پاس ابھی تین نام اور ہیں۔ نعیم چٹھہ صاحب، ڈاکٹر خالد محمود صاحب اور ظفر اقبال یہ تین نام ہیں، اگر آپ لوگ مختصر بولتے رہے تو سارے accommodate ہو جائیں گے۔ چٹھہ صاحب بولیں۔ کل نہیں ہوگا آج ہی ختم کرنا ہے۔ کل تو wind up ہوگا۔ میرے پاس آپ کا نام نہیں ہے، بھیج دیں۔ جی چٹھہ صاحب پانچ منٹ بات کریں تاکہ سب accommodate ہو جائیں۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے چند منٹ عطا کیے۔ موجودہ حکومت کا اس سال کا پہلا بڑا بجٹ اس معزز ایوان میں بڑے دنوں سے زیر بحث ہے۔ بجٹ کے لیے جیسا کہ عام حالات میں یہ کہا جاتا ہے کہ بہت مشکل حالات میں، ماضی کی حکومت کی غلطیوں کی وجہ سے ہم بڑی دشواری اور مشکلات کا شکار ہیں اور پھر ہم نے ایک بجٹ دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ یقیناً اچھا ہوگا لیکن ٹھیک ہے کہ کچھ مشکلات بھی ہیں، کچھ crisis بھی ہیں لیکن یہ ہر وقت ماضی کا رونا دھونا کہ انہوں نے ہمیں یہ ورثے میں دیا ہے، بجلی کا بحران ہے، گندم کا بحران ہے، مہنگائی بے روزگاری، امن عامہ کا مسئلہ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب بات نہیں ہے۔ اگر حقیقت دیکھی جائے اور ماضی کی حکومت کو سامنے رکھا جائے، تو جتنے مشکل حالات میں انہوں نے حکومت لی تھی اور انہوں نے جیسے کام کیا ہے۔ بلا خوفِ تردید میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے آٹھ سال یا نو سال جو کچھ بھی کیا ہے لیکن ڈالر کو ساٹھ روپے پر مستحکم رکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کی کارکردگی کا یہ ایک بین ثبوت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جب انہوں نے حکومت سنبھالی جیسا کہ ان کے ساتھی

یہ بتا رہے ہیں کہ چار سو ملین زرمبادلہ تھا۔ جب انہوں نے یہ چھوڑا یا اسے رکھا ہے سولہ بلین ڈالر it is also a fact sir. اس کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا' اس کی تردید نہیں کر سکتا۔

جناب چیئرمین، اگر کوئی تجاویز ہیں تو وہ دے دیں۔ یہ تو سارا ریکارڈ کا معاملہ ہے۔ وقت بہت تھوڑا ہے اگر تجاویز ہیں تو وہ دے دیں۔ آپ کی وہ ایک منفرد چیز ہو گی۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ : یہ سب crisis یا پچھلی حکومت نے جو غلطیاں کی ہیں تو اس کی سزا اٹھارہ فروری کے mandate میں آئی ہے اور mandate جن پارٹیوں کو دیا گیا ہے جو امریکہ نواز نہیں تھیں' جو دہشت گردی کی جنگ سے اختلاف رکھتی تھیں اور جو ان crisis سے عہدہ برآ ہونے کے لیے بہت سبز باغ دکھاتی تھیں' ان کو عوام نے mandate دے دیا اور عوام الناس کا فیصلہ بڑا اچھا تھا لیکن اس کے باوجود یہ کہنا اور فرار اختیار کرنا کہ ہمیں وقت تھوڑا ملا ہے' اس کی ذمہ داری قبول نہ کرنا اور صحیح طور پر اسے take up نہ کرنا اور قومی مسائل کو حل نہ کرنا' یہ فرار ہے۔ ہمیں اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

جیسا کہ بہت سارے دوستوں نے بھی کہا ہے اور میں اسے زیادہ دہرانا نہیں چاہتا کہ زراعت اور صنعت پر ملک میں war footing پر کام ہونا چاہیے ۔ زراعت ہمیں بنیادی وسائل دیتی ہے اور جب تک ہم زراعت کو improve نہیں کریں گے ہماری بہت ساری مشکلات حل نہیں ہوسکتیں۔ صنعت میں بھی ہمیں manufacturing state بننا چاہیے جس میں روزگار بھی ملتا ہے اور جس میں value added ہمارا خام مال بھی کام آتا ہے لیکن اس کی طرف بھی توجہ نہیں ہے۔ اکثر یہ کیا جاتا ہے کہ جہاں سستی چیز ہوگی وہاں سے منگوا لیں گے۔ یہ اچھا وتیرہ نہیں ہے۔ ہمیں selfsufficient ہونا چاہیے اور اپنے خام مال سے خاص طور پر جو زراعت سے چیز پیدا ہوتی ہے مثلاً ہماری textile industry بیٹھ چکی ہے۔ اس کی وجہ سے بہت سی خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں اور بڑی بے روزگاری اور مہنگائی ہو چکی ہے۔ ہمیں اس پر war footing پر کام کرنا چاہیے ۔

جناب چیئرمین: مہربانی کرکے دو منٹ میں ختم کریں۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ ، میں محترم قائد ایوان کی بڑی عزت کرتا ہوں انہوں نے ایک دو دفعہ اس ایوان میں فرمایا کہ چونکہ تین اسمبلیوں نے متفقہ طور پر کالاباغ ڈیم کی مخالفت کی اور اگر پنجاب چاہتا ہے تو پنجاب نے اس کا ذکر نہیں کیا' dispute نہیں کیا' قرارداد پاس نہیں کی تو میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت عالیہ میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ جب بھی کبھی پچھلے پانچ سال میں وزیر اعظم یا صدر صاحب نے تقریر کی تو انہوں نے پہلے کہا اگلے ڈیم جو سارے ہیں جن میں کالاباغ ڈیم کا خاص طور پر وہ ذکر کرتے تھے کہ 2012 تک یہ سارے پانچ چھ بڑے ڈیم ضرور بنیں گے۔ اس صورت میں' میں سمجھتا ہوں کہ ان قرادادوں کے بعد اگر وزیر اعظم یا صدر صاحب کرتے رہتے ہیں تو پھر اس پر کسی قرارداد کی ضرورت کیا تھی۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک national interest ہے یا ملک کی معیشت کا انحصار ہے یا ملک کے مستقبل کاانحصار ہے ' قوم کی خوشحالی کا انحصار ہے تو وہاں اسے politicize نہیں کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین، مہربانی کرکے ایک منٹ میں ختم کریں۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ ، ہم کسی صورت میں صوبہ سرحد کے خلاف نہیں ہیں' صوبہ سرحد والے ہمارے بھائی ہیں ۔ ہم ان کی بہت زیادہ عزت کرتے ہیں لیکن اگر وہ صرف ضد کرتے رہے کہ ہم نہیں بننے دیں گے تو this is not in national interest sir.

جناب والا! موجودہ حکومت کو اپنے mandate کے مطابق وہ سارے کام کرنے چاہیئں جو national interest میں اپنے اقتدار کی خاطر کرنے چاہیئں ۔ جو غلطیاں دوسرے لوگوں نے کی ہیں وہ انہیں نہیں کرنی چاہیئں۔ اب احتساب ہونا چاہیے' لوٹ کھسوٹ رشوت اور خاص طور پر این آر او وہ ایک اچھا خاصا stigma ہے' black law ہے۔ اس میں غریبوں کو معاف نہیں کیا جاتا ' امیروں کی ساری لوٹ کھسوٹ کو معاف کیا جاتا ہے----

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں تا کہ باقی ساتھیوں کو بھی موقع مل سکے۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ ،میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھارتی ایجنڈا تھا جس پر یہ عمل کر

رہے ہیں تو ہمیں اس سے اجتناب کرتے ہوئے زراعت اور صنعت کو war footing پر ترقی دینی چاہیے اور ایسی پالیسی اپنائی جائے جس سے ملک selfsufficient ہو اور بے روزگاری، غربت، ختم ہو بجلی، امن عامہ بحال ہو تو یہی میری گزارشات ہیں۔ آپ کے بار بار اصرار پر میں اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ڈاکٹر خالد محمود سومرو۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: شکریہ جناب چیئرمین! اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بجٹ پر بات ہو رہی ہے ۔ تھوڑی دیر پہلے ایک مہربان مارشل لا کے فضائل بیان کر رہا تھا کہ پاکستان کو جو کچھ ملا وہ ڈکٹیٹروں کے صدقے ملا اور ان کے زمانے میں ملا لیکن تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھنا چاہیے ۔ دریا ہم نے بھارت کو بیچے جب ملک میں مارشل لا تھا، یہ کام ایک dictator نے کیا۔ پاکستان دو ٹکڑے ہوا جب مارشل لا تھا، یہ کام ایک ڈکٹیٹر نے کیا۔ سیاچین اس وقت دیا گیا جب ملک پر ایک ڈکٹیٹر کا قبضہ تھا اور پاکستان میں مارشل لا تھا۔ 9/11 کے بعد پاکستان کو عملی طور پر امریکہ کی کالونی بنا دیا گیا یہ پاکستان کے ایک ڈکٹیٹر کا کارنامہ تھا۔ بلوچستان کا ایک وسیع علاقہ میرجاواہ جہاں سونے کی کانیں تھیں مارشل لا کے دور میں تحفے میں دے دیا گیا۔ یہ ڈکٹیٹروں کے تحفے تھے۔ یہ تمام چیزیں ہیں کم از کم ان حقائق پر بھی غور کرنا چاہیے۔ یہ گوادر مسقط سے سویلین لوگوں نے لیا، جمہوری لوگوں نے لیا مارشل لا کے ڈکٹیٹروں نے نہیں لیا جس کو آج پوری دنیا میں بڑھا چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے اور انہوں نے تو 90 ہزار فوجیوں کو قیدی بنایا، جبکہ ان کو سویلین لوگوں نے چھڑایا، ڈکٹیٹروں نے نہیں چھڑایا۔

بجٹ کے حوالے سے میں انتہائی اختصار سے عرض کروں گا کہ زراعت کی ترقی کے لیے خصوصی انتظام کیا جائے۔ بجلی اور تیل کی قیمتوں میں کم از کم دس فیصد کمی کی جائے تاکہ زراعت کا شعبہ بہتر ہو سکے۔ اور کچھ نہیں ہو سکتا تو کم از کم زرعی قرضوں پر mark up کم کیا جائے پھر بھی لوگوں کو فائدہ ملے گا۔ پینے کے صاف پانی کا گزشتہ حکومت نے وعدہ کیا تھا لیکن وہ وعدے جھوٹے وعدے ثابت ہوئے۔ میں اس حکومت سے التماس کرتا ہوں کہ پورے ملک

میں filtration plant کی تنصیب کو یقینی بنایا جائے کیونکہ گندے پانی کی وجہ سے ہر سال تقریباً پانچ لاکھ بچے فوت ہو جاتے ہیں' یہ قتل کن کے گلے میں پڑیں گے۔ اگر پینے کا صاف پانی لوگوں کو مل جائے تو بہت بڑی نعمت ہو گی اور لوگ دعائیں دیں گے۔

کالاباغ ڈیم کے خاتمے پر میں حکومت کو مبارکباد دیتا ہوں۔ جب تین صوبوں نے کالا باغ کے منصوبے کو مسترد کیا تھا تو پھر اب اس پر اصرار کرنا عقل کے بھی خلاف ہے اور ملکی سالمیت کے بھی خلاف ہے۔ جب آپ کے پاس توانائی کے دوسرے ذرائع موجود ہیں تو پھر آپ ان کو استعمال کیوں نہیں کرتے۔ Wind energy, solar energy, atomic energy اور پھر کوئلے سے ' اس وقت ملک میں پانچ ہزار میگاواٹ کی کمی ہے آپ تھر سے پچاس ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کر سکتے ہیں۔ گھارو سے کراچی تک wind energy سے آپ بہت ساری بجلی پیدا کر سکتے ہیں توجو متبادل ذرائع ہیں ان کو اختیار کیا جائے اور اس بجٹ میں ان چیزوں کے لیے خصوصی رقم کا اہتمام کیا جائے۔

این ایف سی ایوارڈ کا جلد از جلد اعلان کیا جائے اور جو صوبہ جتنا زیادہ کما کر دیتا ہے اس حساب سے اس کو حصہ دیا جائے۔

کھانے پینے کی اشیاء آٹا' چینی' چاول' گھی کی قیمتوں میں کمی کی جائے اور open market میں ان چیزوں کی قیمتیں کم کی جائیں تا کہ عام لوگوں کو فائدہ پہنچے۔

بےنظیر فوڈ سپورٹ پروگرام کے متعلق میرے تحفظات ہیں کیونکہ جب زکوٰۃ کا پیسہ لوگوں کو نہیں ملتا وہ ناظمین کھا جاتے ہیں۔ بیت المال کا پیسہ نہیں ملتا تو خدا کرے کہ یہ بھی اسی طرح نہ ہو جائے۔ بجائے ان پروگراموں کے open market میں عام استعمال کی اشیاء کے نرخ کم کیے جائیں تا کہ عام آدمی کو فائدہ پہنچے۔

ساٹھ ارب ڈالر پرویز صاحب نےباہر سے لیے تھے وہ کہاں گئے ذرا اس کا حساب بھی اس بجٹ میں دیا جائے۔ پختونخواہ صوبے کو بجلی کا حساب دیا جائے۔ میں اس مطالبے کی حمایت کرتا ہوں اور پھر میں سندھ کی طرف سے مطالبہ کرتا ہوں کہ سندھ میں جو ایک سو کے قریب ہمارے oil fields ہیں اور fields ہیں ہمیں ان کا حساب دیا جائے اور سندھ کی پورٹس کی کمائی

سندھ کے حوالے کی جائے۔ بلوچستان کو گیس کا حساب دیا جائے۔

گزشتہ حکومت نے دو کھرب پچھتر ارب کا قرضہ لیا وہ کہاں گیا؟ ذرا اس کا بھی حساب دیا جائے۔ میں یہ بھی درخواست کروں گا کہ صوبوں کو خودمختاری دی جائے۔ سندھ کے سارے airports بند ہیں ان کے چلانے کے لیے خصوصی انتظام کیا جائے۔

تعلیم اور صحت کا شعبہ بہت پیچھے جا رہا ہے۔ Hepatitis کے بیس لاکھ مریض رجسٹر ہو چکے ہیں لیکن علاج نہیں ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ تعلیم اور صحت کے لیے خصوصی طور پر بجٹ کو بڑھایاجائے تا کہ ہم ان شعبوں کو ٹھیک کر سکیں۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، سوات اور فاٹا میں operation کے لیے پچیس ارب روپے جنرل مشرف نے خرچ کیے ' میں التماس کرتا ہوں کہ آئندہ اس قسم کی چیزوں سے اجتناب کیا جائے ' اگر یہ ۲۵ ارب فاٹا کی ترقی پر خرچ کئے جاتے تو پتا نہیں فاٹا والے کہاں پہنچتے۔ وزیر اعظم سیکرٹریٹ کا خرچہ کم کیا گیا اور پارلیمنٹ کا خرچہ کم کیا گیا۔ میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں لیکن ایوان صدر کا خرچہ بھی کم کیا جائے اور دفاعی بجٹ کو بھی کم کیا جائے۔ اور میں یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ایسے کچھ پروگرام بنائے جائیں جس سے عام آدمی کو نفع ملے۔ خاص طور پر بجلی' گیس اور تیل کے نرخ اگر کم ہوتے ہیں تو غریب آدمی کو فائدہ پہنچے گا۔ میں آخر میں آپ کی توجہ ایک چیز کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہمارے وزیر دفاع نے کہا کہ ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں ہم کیا کریں گے؟ ہم مقابلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ وزیر دفاع کو یہ بیان نہیں دینا چاہیے۔ ساڑھے پانچ لاکھ کی فوج کس لئے ہے؟ کھانے کے لئے آپ نے ان لوگوں کو رکھا ہے۔ وزیر دفاع صاحب قوم کو حوصلہ دیں۔ بھارت نے ایک دفعہ کہا تھا کہ اگر امریکہ کے جہازوں نے ہماری سرحدوں کی خلاف ورزی کی تو ہم ان کے طیاروں کو مار گرائیں گے۔ پاکستان کو بھی اعلان کرنا چاہیے کہ آج کے بعد اگر امریکہ نے ہماری سرحدوں کی خلاف ورزی کی تو ہم ان کے طیاروں کو مار گرائیں گے۔ جب تک ہم پوری

قوت کے ساتھ ان کے سامنے نہیں آئیں گے یہ ہماری جان نہیں چھوڑیں گے۔ کرزئی کا بیان اس بیان کے بعد آیا ہے۔ ہمیں اس کی مذمت کرنی چاہیے۔ میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ ہمارے ارباب اقتدار ان چیزوں پر درد مندی کے ساتھ سوچیں گے۔ اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے ملک کے غریب کی حالت کو بہتر بنائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں درست فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ وقت کی پابندی کرنے کا بھی شکریہ۔ اس وقت ہمارے بلوچستان کے پارلیمنٹرین جو یہاں موجود ہیں میں آپ سب کی طرف سے ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

ڈاکٹر صاحب! وقت کی پابندی کرنے پر شکریہ۔ ظفر اقبال صاحب۔

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری، شکریہ جناب۔ آپ نے سب سے آخر میں مجھے بھی موقع دیا۔

جناب چیئرمین، نہیں، آپ کے بعد اور بھی ایک دو ساتھی ہیں۔ اس لئے وقت کم رکھیں تاکہ ان کو بھی موقع مل سکے۔

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری، میں یہ سمجھ رہا تھا کہ آپ نے مہربانی کی اور سب سے آخر میں مجھے موقع دیا۔

جناب چیئرمین، نہیں، اگر آپ آخر میں تقریر کرنا چاہتے ہیں تو میں باقیوں کو بلا لیتا ہوں۔

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری، میں خالد سومرو صاحب کی طرح دھواں دار توپوں کے دروازے تو نہیں کھول سکتا لیکن ماشاء اللہ بڑے مختصر وقت میں انہوں نے بہت اچھی باتیں کی ہیں۔

جناب چیئرمین، تو آپ بھی ایسے ہی کریں ناں۔

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری: جناب! میں اس بجٹ کے بارے میں یہ کہوں گا۔ سب سے پہلے تو میں اس نئی گورنمنٹ کو پہلا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کروں گا کہ اتنے مشکل حالات میں انہوں نے بجٹ پیش کیا ہے۔ لیکن مجھے اس بجٹ کے بارے میں کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کیونکہ سب لوگوں نے یہی کہا کہ یہ بجٹ بڑا neutral ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ نہ he ہے اور نہ she ہے۔ اس کے بارے میں وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد پیش کروں گا۔ جناب چیئرمین! سب سے important بات ہے کیونکہ time بڑا مختصر ہے۔

(اس موقع پر ایوان میں مغرب کی اذان سنائی دی)

جناب چیئرمین: آپ اپنی تقریر ختم کرلیں۔

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری: جناب! میں مختصراً یہ کہوں گا کہ آج تک ان ۶ سالوں میں کسی بھی گورنمنٹ نے نوجوانوں کے لئے کچھ بھی نہیں کیا اور بدقسمتی یہ ہے کہ اس گورنمنٹ نے بھی ان کے لئے کوئی ہدف مقرر نہیں کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ملک میں اس وقت law and order کی situation سخت خراب ہے کیونکہ ملک میں بے روزگاری ہے اور نوجوان نسل بھٹکتی پھر رہی ہے اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہے۔ ایک صحت مند معاشرے کے لئے ضروری ہے کہ جب تک ہم اپنی نوجوان نسل کو engage نہیں کریں گے ہم اپنے ملک میں law and order کی situation کو بہتر نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ sports کے اوپر خرچ کیا جائے اور ایجوکیشن کے اوپر خرچ کیا جائے۔ تمام دوستوں نے یہ تجاویز دی ہیں کہ صدر ہاؤس کا جو بجٹ ہے اس کو cut کرکے وہ بھی ایجوکیشن اور sports پر خرچ کیا جائے۔

جناب! اس کے بعد کافی باتیں ہوئی ہیں کالاباغ ڈیم کے حوالے سے، جناب! یہ ایک حقیقت ہے اور آنے والے وقت میں یہ بات ثابت ہوگی کہ کالاباغ ڈیم کے بغیر اس ملک کی ترقی ناممکن ہے۔ چھوٹے ڈیم ضرور بننے چاہییں، اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے لیکن اس پر technical grounds کے اوپر دوبارہ نظرثانی کرنی چاہیے اور کالا باغ کے issue کو ایسے ختم نہیں کرنا چاہیے۔ اگر اس میں کوئی problem ہے تو technically اس کو حل ہونا چاہیے۔

جناب! ہمارا پاکستان ایک atomic power ہے لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے پچھلے دور میں جو کچھ ہوا ہے اور جس طرح ہم نے امریکہ کو اپنے سر پر سوار کیا ہے اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ حامد کرزئی جوکہ صرف کابل کا ایک میئر ہے اس کو یہ جرات ہوئی کہ وہ پاکستان کے خلاف اپنی زبان کو استعمال کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایسی کوئی بھی زبان جوکہ پاکستان کے خلاف استعمال ہو گی پاکستان کے سولہ کروڑ عوام ایسی زبان کو باہر کھینچ لیں گے۔

جناب! اس وقت ملک energy crisis کی طرف بڑھ رہا ہے اور اس وقت سخت energy crisis ہے۔ اس کے لئے ہمارے منسٹر صاحب نے دو تجاویز بھی دی تھیں کہ جناب! ہم اپنی دکانوں کو رات ۹ بجے بند کریں گے۔ جناب! اس پر کسی جگہ بھی عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ پہلے تو بات کرنی ہی نہیں چاہیے تھی، اگر کی ہے تو اس پر عمل درآمد کروانا بھی انہی لوگوں کا حق تھا۔ تمام ملک میں دکانیں رات ۱۱، ۱۲ بجے بند ہوتی ہیں اور دن کو ۱۱، ۱۲ بجے کھلتی ہیں۔ اس کے اوپر جب تک عمل درآمد نہیں ہوگا اس وقت تک بات نہیں بنے گی۔ سخت گرمی ہے، جون کا مہینہ ہے اور چھوٹے شہروں میں ۱۴ گھنٹوں سے لے کر ۱۸ گھنٹوں تک لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے۔ کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہے۔ میں کہوں گا کہ اس کے لئے سخت اقدامات کرنے چاہییں اور منسٹر صاحب نے جو اعلان کئے ان کے اوپر عمل درآمد تمام صوبائی حکومتوں سے کروانا چاہیے۔

جناب! اس کے علاوہ پینے کے صاف پانی کے لئے انہوں نے development fund میں بجٹ رکھا ہے۔ سب سے زیادہ ترجیح پینے کے پانی کو ملنی چاہیے کیونکہ ان ۶۰ سالوں میں ہم اپنے عوام کو صاف پانی بھی سپلائی نہیں کر سکے۔ جس کی وجہ سے بے شمار بیماریاں Hepatitis A, B, C بڑھ رہی ہیں۔ ہمارے وہ علاقے جن میں کڑوا پانی ہے وہاں پر پانی کی سخت پریشانی ہے اور اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ خاص انتظام کرنا چاہیے تاکہ ہم اپنی نوجوان نسل کو اور اپنے ملک کو ان بیماریوں سے نجات دلوا سکیں۔

جناب! دوسری بات میں یہ کروں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بجٹ بڑے مشکل حالات میں دوستوں نے بنایا ہے اور یہ بجٹ کسی بھی پارٹی کی ترجمانی نہیں کرتا، کسی

بھی گورنمنٹ کے خیالات کی ترجمانی نہیں کرتا۔ لیکن اس میں جو بھی معمولی کوشش ہو سکتی تھی وہ ضرور کی گئی ہے کہ کچھ relief ملے لیکن میں نے نہیں سمجھتا کہ یہ ریلیف کافی ہے۔ جو ایک ہزار روپے کی ریلیف انہوں نے دی ہے اس کو اگر جی ایس ٹی کی صورت میں کم کر دیا جائے، خاص طور پر food items پر تو اس کا کوئی فائدہ عوام تک پہنچ سکتا ہے۔

جناب چیئرمین، ہمارے رازق خان صاحب اور بادینی صاحب ایک دو اور ساتھی رہ گئے ہیں تو ان کو کل صبح رکھ لیں گے۔ مختصر وقت میں کر لیں پھر ہمیں ڈیفنس پر بحث کرنا ہو گی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی ، ابھی کر لیں۔

جناب چیئرمین ، جیسے چاہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بادینی صاحب تو ویسے ہی چلے گئے ہیں اور ڈار صاحب بھی نہیں ہیں۔

سینیٹر عبدالرزاق ، بسم اللہ کرتے ہیں، جیسے ہاؤس کی مرضی ہو۔

جناب چیئرمین ، جناب عبدالرازق ۔ بادینی صاحب چلے گئے ہیں۔

سینیٹر عبدالرازق ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین ! میں تھوڑا سا زیادہ وقت لوں گا کیونکہ مجھے بہت کم بولنے کا موقع ملتا ہے۔ آج اس موقع سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ جناب چیئرمین ! دوسری جنگ عظیم کے بعد جب جاپان مکمل تباہ وہ برباد ہوگیا تو شہنشاہ جاپان نے اس وقت کی تمام سیاسی پارٹیوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ سب پارٹیاں آپس میں بیٹھ کر متفقہ طور پر فیصلہ کر دیں کہ اس وقت جاپان کے کون سے اہم مسائل ہیں۔ اس کی priorities fix کریں اور آئندہ جس پارٹی کا اقتدار ہوگا وہ متفقہ پالیسیوں کے پابند ہونگے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ جناب چیئرمین ! اس فیصلے کے بعد آج جاپان کی قسمت بدل گئی ہے۔ آج کے صاحب اقتدار کل کی اپوزیشن تھے اور کل کی صاحب اقتدار آج کی اپوزیشن ہیں۔

جناب چیئرمین ! اقتدار آنی جانی چیز ہے۔ ہمارے اس ملک کو اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دیا ہے۔ ہمیں چار موسم دیے ہیں، سمندر دیا ہے، دریا دیے ہیں، پہاڑ دیے ہیں، معدنیات دی ہیں، گیس دی ہے، تیل اور انسانی وسائل دیے ہیں۔ اگر کمی ہے تو صرف اور صرف اچھی لیڈر شپ

کی کمی ہے۔ ہمیں وہ رہبر نہیں ملے جو اس قوم کو اندھیروں سے نکال سکیں۔ جناب چیئرمین! میری آپ کی وساطت سے تمام پارٹیوں سے التجا ہے کہ خدا کے لیے اس ملک پر بہت سخت وقت آنے والا ہے اس کو محسوس کرنا چاہیے۔ ہماری داخلی صورتحال بڑی alarming ہے۔ اسلام آباد کے رہنے والوں سن لو جو آگ فاٹا اور سرحد میں لگی ہوئی ہے اس کی تپش بہت جلد یہاں محسوس ہوگی۔ ہم دعا کریں گے کہ اے اللہ یہ آگ اٹک کا پل cross نہ کرے۔ ہمارا اندازہ ہے کہ یہ آگ بہت جلد یہاں کی دہلیزوں پر پہنچنے والی ہے اور اس وقت ہم کچھ نہیں کرسکیں گے۔

جناب چیئرمین! میری نظر میں پاکستان کے اہم مسائل میں سے سرفہرست چند پالیسیاں ہیں جس کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین! سب سے پہلے افغان پالیسی پر نظرثانی کرنی چاہیے۔ نمبر ۲ power crisis ہمارے ملک کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ نمبر ۳ پاکستان ریلوے تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے۔ نمبر ۴ ہمارا trade deficit بہت بڑھ گیا ہے۔ جناب چیئرمین! میں ریلوے کے حوالے سے تھوڑی سی information share کرنا چاہتا ہوں تو صورتحال یہ ہے کہ ریلوے میں 14570 پل ہیں جس میں 11700 اپنی عمر سے ستر سال سے لے کر سو سال زیادہ گزار چکے ہیں۔ 520 لوکو موٹو انجن ہیں جس میں سے 229 اپنی عمر گزار چکے ہیں۔ مسافر کوچیں 1950 ہیں جس میں سے 780 تیس سال پہلے اپنی عمر پوری کر چکی ہیں۔ ریلوے ٹریک نصف سے زیادہ اپنی عمر سے پچاس سال زیادہ گزار چکے ہیں۔ ریلوے کے نوے فیصد حادثات پرانے ٹریک کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جس میں ریلوے سکڑ رہی ہے۔ ہمارے بہت زیادہ ریلوے سٹیشنوں کو ختم کیا گیا ہے۔ بہت زیادہ علاقوں میں ریلوے پٹڑی کو نیلام کیا گیا ہے۔ پٹری بڑھانے کی بجائے پٹڑی کو گھٹا دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! گزارشات تو بہت ہیں لیکن میں بھی موجودہ بجٹ کے حوالے سے چند تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! جیسے ہمارے علم میں ہے کہ موجودہ حکومت کم قیمت کے ایک ملین مکانات بنائے گی۔ جناب چیئرمین، سٹیل کی قیمت چالیس ہزار سے بڑھ کر اسی ہزار پر چلی گئی۔ ٹائل پر ڈیوٹی بڑھا دی گئی ہے۔ سیمنٹ کی قیمت آپ کے نگران دور

حکومت میں تقریباً 220, 230 روپے تھی لیکن سیمنٹ کے cartel مل کر اس کو تین سو روپے سے اوپر لے گئے۔ موجودہ بجٹ میں ساڑھے سات روپے فی بیگ ٹیکس لگایا گیا ہے۔ ہمارے سیمنٹ manufacturers کوئلہ استعمال کر رہے ہیں اور کوئلے کی قیمت نہیں بڑھی وہ مقامی طور پر میسر ہے اس کے باوجود بھی وہ دن بدن بڑھا رہے ہیں۔ دوسری طرف ہماری electric wire کی قیمت double ہوگئی ہے labour force مہنگی ہوگئی ہے کیا ان تمام حقیقتوں کے ہوتے ہوئے ہم سستے مکانات بنا سکیں گے؟ کیا غریب ایک مکان کا تصور کر سکے گا؟ میری گزارش ہے کہ تعمیراتی انڈسٹری پر مراعات دی جائیں کیونکہ انڈسٹری سے منسلک سو انڈسٹریاں چلتی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ حکومت کو اس کا نوٹس لینا چاہیئے۔

جناب والا! میری دوسری تجویز ہے کہ موبائل پر پانچ سو روپے فی سیٹ ٹیکس لاگو کیا جائے گا یہ ایک نیا چور دروازہ airports پر کھلے گا۔ اس کی import bags کی شکل میں ہوگی اور without custom duty clear ہونگے۔ میری تجویز یہ ہے کہ یہ ٹیکس ---- بے شک حکومت کے لیے ریونیو بھی چاہیے یہ ٹیکس بجائے اس کے کہ ہم اس کو بندرگاہوں سے collect کر لیں موبائل کمپنیاں جب کنکشن دیتی ہیں اس وقت اس پر یہ لاگو کرنا چاہیے۔ اس طرح یہ ٹیکس ہمارا سو فیصد recoverable ہو جائے گا۔

جناب والا! بجٹ میں بنک سے کیش نکلواتے وقت withholding tax 0.2% سے 0.3% تجویز کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک parallel cash economy generate ہو جائے گی۔ جناب چیئرمین! آپ خود بینکر رہے ہیں آپ کو ہم سب سے زیادہ پتا ہے لوگ اپنی رقم بینک میں جمع کروانے کی بجائے اس کو اپنے گھروں میں اور اپنے دفاتر میں رکھیں گے جس کی وجہ سے بینکوں کو کرنٹ اکاؤنٹ میں deposit نہیں ملے گا جو بینک کی آمدن کا سب سے بڑا ذریعہ ہوتا ہے۔ حکومت کو بے تحاشا کرنسی نوٹ پرنٹ کرنے پڑیں گے۔ بینک زیادہ قرضے نہیں دے سکیں گے اور سب سے بڑھ کر ڈاکہ زنی اور لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ گھمبیر ہو جائے گا۔ تجویز ہے کہ اس ٹیکس کو فی الفور ختم کیا جائے تاکہ لوگ آسانی سے اپنی جمع اور نکلوا سکیں۔

جناب چیئرمین! اس وقت power crisis کا بہت بڑا مسئلہ ہے اور power crisis

کا واحد حل ہائیڈل اور کول ہے۔ ہم چاہیے کہ ہمیں hydel power generation پر توجہ دیں اور جتنی بھی ہماری identified sites ہیں اس پر فی الفور کام شروع کیا جائے کیونکہ hydel power generate کرنے پر سات آٹھ سال لگتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں ایک اور تجویز دوں گا کہ ہمارے ریلوے سسٹم اور پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم کو بہتر کیا جائے تاکہ انفرادی ٹرانسپورٹ سسٹم کی حوصلہ شکنی ہوجائے اور ہمارا oil import bill جو دن بدن بڑھ رہا ہے اس کو کنٹرول کیاجائے۔

جناب چیئرمین! اب میں تھوڑا سا ذکر فاٹا کا کروں گا۔ جناب چیئرمین! موجودہ بجٹ میں فاٹا کے لیے آٹھ ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جس میں سے 80% رقم on going schemes کے لیے رکھی گئی ہے۔ 20% نئی سکیموں کے لیے ہے۔ جناب چیئرمین! آپ حیرت زدہ نہ ہوں میرے علاقے FR میں ایسی سکیموں on going میں شامل ہیں جس کی تکمیل ستائیس سال میں ہوگی۔ جناب چیئرمین! ہماری نئی سکیموں میں وہ سکول اور کالج شامل کئے گئے ہیں جو آرمی آپریشن کے دوران تباہ ہوئے ہیں۔ ہماری ADP ان سکیموں پر خرچ ہوگی۔ آج ہماری بچیاں گھروں میں بیٹھی ہوئی ہیں ان پر تعلیم کے دروازے بند ہیں۔ صاحب حیثیت لوگ علاقہ چھوڑ گئے ہیں۔ حالات دن بدن خراب ہو رہے ہیں۔ ہمارے ADP کے share کا تناسب اگرآپ دیکھیں تو فاٹا میں فی آدمی جو خرچ ہوتا ہے وہ 1660 روپے ہے جبکہ entire country میں چار ہزار روپے کے قریب ہے۔ جناب چیئرمین! یہ انصاف کا تقاضا ہے کہ ہمیں بھی ملک کے دوسرے level کے برابر رکھا جائے۔

جناب چیئرمین! میری آخر میں التجا ہے کہ خدا کے لیے ہمیں آپ کی کوئی ADP نہیں چاہیے، ہمیں اپنا امن و سکون واپس کر دیں۔ ہمیں اپنا امن و سکون چاہیے، ہمیں وہ وقت دوبارہ لوٹا دیں جس میں ہم گڑ اور روکھی سوکھی روٹی پر گزارہ کر رہے تھے اور انشاء اللہ ہم کریں گے۔ میری صاحب اقتدار سے درخواست ہے کہ خدا کے لیے فاٹا کے حالات پر رحم کیا جائے۔ اگر وہاں پر امن نہیں ہوگا تو نہ وہاں پر کوئی ترقیاتی سکیم چلے گی اور نہ وہاں پر کوئی civilization رہے گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : شکریہ - ولی محمد بادینی صاحب۔

سینیٹر ولی محمد بادینی : شکریہ جناب چیئرمین! حالانکہ ہم نے نام نہیں لکھوایا تھا آپ نے مہربانی کی ہمیں وقت دیا۔

جناب چیئرمین : بلور صاحب کہہ رہے ہیں کہ بڑی زیادتی ہے۔

سینیٹر ولی محمد بادینی : بلور صاحب' ہمارے بلوچستان کے ساتھ total زیادتی کر رہے ہیں ہم برداشت کر رہے ہیں وہ ہماری ایک بات برداشت نہیں کر رہے۔ جناب چیئرمین! بجٹ پر دونوں طرف سے اچھی خاصی بحث ہوگئی ہے۔ بجٹ وہی بجٹ ہے' دو چار آئٹم اوپر اور نیچے کر کے لایا گیا ہے۔ اس میں کوئی خاص فرق نہیں ہوا ہے۔ سب سے پہلے آپ نے دیکھا کہ بیس فیصد تنخواہوں میں بڑھایا گیا ہے اور تین سو فیصد مہنگائی بڑھائی گئی ہے یہ کسی طرح cover ہوگا۔ یہ پھر وہی امیروں کا بجٹ ہے۔ غریب کو اس میں کوئی ریلیف نہیں ملا ہے۔ اگر یہ کہیں گے کہ غریبوں کا بجٹ ہے' یہ غریبوں کا بجٹ نہیں ہے۔ باقی باتیں تقریباً سب کر چکے ہیں مزید اگر دہرائیں گے تو وہ اچھا نہیں ہوگا آپ کا وقت بھی ضائع ہوگا۔ نماز کا وقت ہے میں مختصر کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں پر filtration plant کی بات ہوئی۔ کل بلوچستان میں ایک filtration plant بھی نہیں لگایا گیا۔ بلور صاحب جیسے بہن اور بھائیوں کا کہہ رہے تھے۔ میں نے آواز دیا تھا کہ ایک بہن ہے اور تین بھائی ہیں۔ بہن کا آدھا حصہ ہوتا ہے۔ اس بجٹ میں صوبوں کے لیے 606 بلین رکھا گیا ہے لیکن بلوچستان کے لیے صرف 34 بلین ہے۔ سوتیلی ماں والا ہمارے ساتھ سلوک ہو رہا ہے۔ بلوچستان جیسے پہلے چل رہا تھا آج بھی اسی طرح چل رہا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ پی پی کی حکومت ہے اور پی پی کا چیف منسٹر ہے اور وہ ہمیں خط لکھتا ہے کہ ہمیں ہمارا حق دلاؤ اور ادھر بات کرو۔ وہ خود آیا گیا' آیا گیا اور شریف آدمی تھک گیا۔ اس کی کوئی سننے کو تیار نہیں ہے۔ آج ان کا دس رکنی وفد بھیک مانگنے کے لیے پھر آیا ہے۔ سوئی گیس کے اور دوسرے بقایا جات مہربانی کر کے ہمیں دے دیں۔ فاٹا کے لیے جو ہمارے بھائی کہہ رہے ہیں' بالکل صحیح کہہ رہے ہیں لیکن فاٹا کو امریکہ مار رہا ہے یا افغانستان مار رہا ہے۔ بلوچستان

کو کون مار رہا ہے۔ آئے دن ادھر قتل ہو رہے ہیں۔ ہمیں یہ باتیں مجبوراً کرنا پڑتی ہیں۔ اب حکومت تبدیل ہوگئی ہے۔ ابھی یہ پشتونستان والے جو اتنے بول رہے ہیں، پرسوں تک کیا بول رہے ہیں۔ یہی باتیں جو آج ہم کر رہے ہیں پرسوں تک یہ کر رہے تھے۔ آج بھی ادھر بیٹھے ہیں اور یہی باتیں چل رہی ہیں۔ ہمیں کچھ نظر نہیں آرہا کہ کیا ہو رہا ہے۔ ٹھیک ہے .بجٹ پیش ہوگیا، جلدی میں ہوا، جیسا بھی ہوا یہ بھی شکر ہے ڈار صاحب نہیں تھے اگر ڈار صاحب ہوتے تو (XXXXX) ایسے نہیں چھوڑتے۔

جناب چیئرمین، ہمارے ساتھی ہیں ایسا نہ کہیں۔

سینیٹر ولی محمد بادینی ، نہیں جناب! اپنے وقت میں چالیس فیصد ایک دفعہ ٹیکس لگایا۔ ایک رات میں ڈالر پنتالیس سے پینسٹھ تک پہنچ گیا۔ ادھر چلو آہستہ آہستہ جا رہا ہے۔ ہم حکومت وقت سے درخواست کرتے ہیں کہ مہربانی کر کے چاروں طرف نظر ڈالیں۔ صرف پنجاب، سندھ اور ادھر نہ گھومیں۔ package دینا ہے پیسہ دینا ہے۔ بلوچستان کو دیں۔ کیوں نہیں دے رہے۔ 606 ملین سے اب 34 ملین ہمیں دے رہے ہیں۔ یہ خیرات ہے۔ یہ کہیں بھی پورا نہیں ہوتا، ہمارا بجٹ بھی نہیں بن رہا۔ آج بھی چیف منسٹر آیا ہوا ہے۔ حکومت بھی ان کی اپنی ہے یہ بھی نہیں کوئی دوسری حکومت ہے۔ جناب والا! مہربانی کر کے اس پر نظرثانی کریں اس میں کچھ add کردیں۔ Add بھی ایسے کریں کہ جو ان کے اپنے پیسے پڑے ہیں وہ دے دیں۔ لوگ بھوکے مر رہے ہیں ہم extra چیزیں تو مانگ رہے ہیں لیکن ان extra چیزوں سے بیزار ہیں وہ کام ہو رہے ہیں وہ کام بند ہیں۔ پہلی حکومت میں بھی یہی حال رہا کہ اسی .بجٹ کو repeat کر کے لا رہے تھے اب ہمارا چیف منسٹر repeat نہیں کر رہا وہ اس بات پر لگا ہوا ہے کہ جو کچھ ہے صاف بولو۔ ہم درخواست کرتے ہیں ابھی تو رضا ربانی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور کوئی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب ہی کافی ہیں، نوٹ کر رہے ہیں۔

(xxxx) [These words expunged by the orders of the Chairman]

سینیٹر ولی محمد بادینی : ہمیں زیادہ کچھ نہ دیں، ہم زیادہ مانگتے نہیں ہیں، منسٹر بیٹھتے ضرور ہیں سنتے نہیں ہیں تو اس لیے مہربانی کریں۔ ادھر بڑے بڑے کارخانے والوں نے تقریر تو کی لیکن ان سے پوچھا جائے کہ کتنے بلین write off کیا ہے۔ سب لوگوں کو پتا ہے کہ ادھر کیا ہوا ہے۔ ان کا write off ہو رہا ہے، صدر پاکستان بلوچستان میں، قلات میں، کوئٹہ میں، ژوب میں اعلان کر رہا ہے کہ زرعی بنک کے قرضے معاف۔ آج تک ایک روپیہ معاف نہیں ہوا۔ لوگوں کی پکڑ دھکڑ شروع ہے، اندر کر رہے ہیں - یہ صدر پاکستان کا اعلان ہے۔ بڑے بڑے لوگوں کے راتوں رات write off ہو رہے ہیں ان سے کوئی پوچھتا بھی نہیں ہے۔ جناب والا! مہربانی کر کے بلوچستان کو نظر میں رکھیں اور جو ضرورت ہے وہ دیں۔ اس سے زیادہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : (xxxx) اگر expunge کر دیں۔

جناب چیئرمین، شکریہ جی۔

میاں رضا ربانی، چیئرمین صاحب! xxxx اگر expunge کروا دیں تو۔

جناب چیئرمین، جی، expunge کر دیں جی یہ الفاظ۔ غفران صاحب نہیں ہیں۔ ڈاکٹر محمد علی بروہی آپ نے بولنا ہے۔ دو چار منٹ میں ذرا جلدی بول لیں اور ذرا مختصر رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد علی بروہی : بہت مہربانی Sir - ہمارے تقریباً تمام ممبران نے budget پر تقاریر کیں ہیں اور کافی اچھی اچھی باتیں بھی کی ہیں اور بجٹ کے حوالے سے جو صورت حال ہے اور جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس پر بولنے کے لیے میں آپ سے صرف دو منٹ مانگوں گا۔

گزارش یہ ہے جناب کہ ہمارا ملک بنے ہوئے ساٹھ سال ہو گئے ہیں مگر میں سمجھتا ہوں میری عمر تو کافی کم ہے۔ آج تک کوئی ایسا بجٹ یا عوامی انقلاب کا بجٹ نہیں آیا ہے جس سے اس ملک میں انقلابی تبدیلی آ سکے۔ غریب، غریب تر اور امیر، امیر تر ہوتا جا رہا ہے۔ گزارش یہ ہے

(xxxx) [These words expunged by teh orders of the Chairman]

کہ اگر ہمارے ملک میں یہی صورت حال رہے گی، اگر ہم کسی بھی social sector کو دیکھیں، چاہے وہ health ہو، چاہے education ہو، چاہے Railways ہو، چاہے آپ کا Defence systemہو، ہم ہر چیز میں تباہ ہیں۔ Energy میں ہم تباہ ہیں۔ آج ہم جس دہانے پر کھڑے ہیں، ہمارے ساتھ زیادتی یہی ہوئی ہے کہ ساٹھ سال سے لے کر آج تک کوئی ایسا بجٹ نہیں آیا ہے جس میں غریب کو سکون ملا ہو، اس کے زخموں کی مرہم پٹی کی گئی ہو۔ مگر میری گزارش یہ ہے کہ ہم جتنے ٹیکس لگا رہے ہیں جیسا کہ ہمارے honourable Member بادینی صاحب اور آزاد صاحب نے باتیں بتائیں ہیں اور توجہ دلاؤ نوٹس جو آپ کے سامنے رکھے ہیں، گزارش یہ ہے کہ اگر ہم اب بھی نہیں سوچیں گے، اگر ہم اب بھی اس بات پر رہیں گے تو ہم کچھ نہیں کر سکیں گے۔ ٹھیک ہے Sir یہ Government ماشاء اللہ بہت اچھے کام بھی کر رہی ہے اور ہم اس کی full support بھی کرتے ہیں۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کچھ اس طرح کے انقلاب کی کوشش کریں۔ جناب! ہم موازنہ تو نہیں کرتے، ٹھیک ہے ہمارے ایک دن بعد انڈیا پیدا ہوا اور آج وہ کہاں پہنچا ہوا ہے۔ ہمارے ملک سے اس کی آبادی دگنی ہے۔ ہمارے ملک سے زیادہ provinces اس کے پاس ہیں۔ آج تک ہم تباہی کا شکار ہیں۔ ہمیں صوبائی خود مختاری نہیں دی جا رہی ہے۔ آج تک صوبوں کو این ایف سی ایوارڈ کےحوالے سے ان کا حق نہیں مل رہا ہے۔ آپ بلوچستان کی صورتحال دیکھیں، خدا کی قسم دل خون کے آنسو روتا ہے۔

آج اگر میں پختون خواہ کی بات کروں گا تو وہاں پر جو ہمارے پشتون رہتے ہیں ان لوگوں نے قربانیاں دی ہیں۔ وہ ہمارے ملک کے محافظ ہیں۔ پشتون دہشت گرد نہیں ہیں Sir مگر کیا ہوا ہے کہ ہم ابھی education میں، تعلیم میں، health میں تمام sectors میں تمام provinces تباہ ہیں۔ اگر ہم اپنے سندھ کو دیکھیں، چیئرمین صاحب! آپ کا تعلق صوبہ سندھ سے ہے۔ آپ دیکھتے ہیں جو صورت حال ہے، وہاں پر جو جو گوٹھ ہیں، جو villages ہیں وہاں پر جتنے سکول بنے ہیں وہ سارے وڈیروں نے اپنی "اوتاقیں" بنائی ہوئی ہیں۔ زیادتی یہ دیکھیں کہ وہاں ہماری تعلیم ابھی تک بہت پیچھے ہے۔ اگر ہم بجلی کے حوالے سے دیکھیں تو اتنی زیادہ load shedding ہے اور بجلی کے ابھی تک crisis ہیں۔ میری وابستگی district Larkana

سے ہے۔ ابھی تک اس district میں بھی ڈیڑھ سو گوٹھ ایسی ہیں جہاں پر بجلی نہیں ہے۔

میری گزارش یہ ہے، ہمارے قائد ایوان رضا ربانی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارا شہر محترمہ شہید کا شہر بھی ہے تو خدا را! آپ پورے ملک کو گل و گلزار بنائیں۔ آپ پورے ملک میں، چاہے وہ دیر کا علاقہ ہو، چاہے بلوچستان کا یا خضدار کا علاقہ ہو، چاہے پنجاب کا ملتان کا علاقہ ہو، چاہے سندھ کا لاڑکانہ ہو جب تک ہم انقلابی اقدامات نہیں کریں گے اس وقت تک کچھ نہیں ہو گا۔

جناب! یہ بجٹ لفظوں کا ہیر پھیر ہے۔ وہی سسٹم ہے، وہی بجٹ کو bureaucracy بناتی ہے۔ وہی جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ امیر، امیر تر ہوتا جا رہا ہے، غریب، غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ Sir ہم کہاں جائیں۔ ہم تباہ ہو گئے۔ Sir جیسا کہ میرے ایک honourable Senator بات کر رہے تھے، ہمارے ملک میں ہیپاٹائٹس کے دس ملین patients ہو گئے ہیں Sir دس ملین infected ہو گئے ہیں۔ Sir اگر ہم ایک patient کا prevention اور treatment کروائیں تو اس کا چالیس سے پچاس ہزار خرچہ ہے۔ Sir غریب کا بچہ کہاں اس کا خرچہ برداشت کرے گا۔

میں یہ گزارش کروں گا کہ honourable Prime Minister اس پر ایک crash programme کا آغاز کریں اور سوچیں۔ ایشائی aids کے حوالے سے چیئرمین صاحب! ہم ابھی United Nation بھی گئے تھے۔ ہمارے ملک میں infected cases اسی ہزار ہیں جبکہ ہم دوسری جگہ دیکھیں تو ہیپاٹائٹس کے دس ملین سے زیادہ ہیں اور یہ دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں۔

ظفر اقبال بھائی جیسے بات کر رہے تھے کہ ہمارے ہاں پانی کا اتنا problem ہے اور پانی کی وجہ سے ہیپاٹائٹس اے، ہیپاٹائٹس بی، ہیپاٹائٹس سی ہو رہے ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ کم از کم حکومت اس بارے میں جلدی سوچے اور ایک crash programme شروع کرے کیونکہ یہ اتنی تیزی سے پھیل رہا ہے اللہ معاف کرے جناب کہ غریب مر جائے گا۔ ان کا علاج کہاں ہو گا جناب؟ یہ مرض جتنی تیزی سے پھیل رہا ہے اس پر جلدی سوچنا پڑے گا۔

Education کے بارے میں کہوں گا، ٹھیک ہے Sir cities میں education ہے۔ ہمارا بچہ اور دوسرے honourable members اپنے بچے پڑھا سکتے ہیں مگر غریب اپنے بچے کو

کہاں پڑھائے۔ آخر ہم یہ بھی سوچیں ۔ ہم کب تک جھونپڑیوں میں رہیں گے؟ ہم اپنے ملک میں آزاد ہو کر بھی ابھی آزاد کیوں نہیں ہوئے ہیں۔ صورت حال یہ ہے کہ ہم سب پر دہشت گردی کا لیبل لگا دیتے ہیں' فلاں غدار۔ نہیں جناب! تمام لوگ ملک کے وفادار ہیں۔ اس ملک میں جو پیدا ہوا ہے' اس ملک کا جو نمک کھاتا ہے وہ اس ملک میں دفن ہو گا۔ وہ ملک کا کبھی غدار نہیں ہو سکتا۔

میری گزارش یہ ہے ' میں چیئرمین صاحب کا بہت شکریہ ادا کروں گا۔ میں تمام honourable members سے بھی request کروں گا کہ آج ہمارے دونوں sides کے جتنے ممبران ہیں انہوں نے ایک چیز پر' تمام social sectors پر توجہ دلائی ہے۔ جو taxes لگائے ہیں GST کی مد میں وہ خدارا' خدارا! کم کریں۔ اللہ کے واسطے غریب کو آگے لائیں۔ غریب کی مدد کریں۔ ہم آج یہ چیز کیوں طے نہیں کر رہے ہیں کہ اس مرتبہ بجٹ غریبوں کے لیے بنائیں۔ تمام زیادتیاں ختم کریں۔ ہم یہ ثابت کریں کہ ہم ایک nation ہیں۔ ہم ملک میں جدوجہد کریں۔ جناب بنگلہ دیش ہم سے بعد پیدا ہوا ہے۔ آج وہاں کی کرنسی دیکھیں۔ آج بنگلہ دیش کی export دیکھیں۔ آج آپ انڈیا کی export دیکھیں۔

Mr. Chairman: Please try to conclude now.

سینیٹر ڈاکٹر محمد علی بروہی، جناب! میں صرف ایک منٹ لوں گا۔ بہت شکریہ جناب۔ میں صرف یہی گزارش کروں گا کہ مہربانی کریں' غریب پر ظلم نہ ہونے دیں۔ مہربانی کریں۔ اس ملک میں انقلاب کی ضرورت ہے۔ Thank you sir.

جناب چیئرمین، شکریہ' اب صرف ڈار صاحب ہیں' In case he wants to speak. پھر دو رہ گئے پھر صبح کے لیے۔ اگر آغا صاحب کا اگر کچھ ہو تو وہ دیکھ لیں گے۔ OK, then we adjourn now and will reconvene tomorrow morning at 10.30 a.m.

سبحان ربک ربّ العزت عما یصفون و سلٰم علی المرسلین والحمدلله ربّ العالمین۔

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 17th June, 2008 at 10.30 a.m.]